مطبوعہ مطبع انوار احمدی الہ آباد

# عشرۂ مبشرہ

جس میں اُن دس اصحاب کے حالات ہیں

جن کو حضور نے قطعی جنتی فرمایا ہے

جس کو

مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری نے

ترتیب دیکر


مطبع انوار احمدی الہ آباد

سے چھپوا کر شائع کیا

قیمت فی جلد دو روپیہ

# فہرست مضامین عشرۂ مبشرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین

امابعد جاننا چاہئے کہ ایمان کے ساتھ نبی کریم کا دیکھنا اور آن کی صحبت اٹھانا یہ اتنی بڑی نعمت اور ایسی فضیلت ہے کہ کوئی نعمت اور کوئی فضیلت اس کی برابری نہیں کرسکتی۔ اسی لئے صحابہ کرام سے بڑھ کر کسی بڑے سے بڑے ولی کا بھی مرتبہ نہیں ہوسکتا۔

صحابۂ کرام میں حضورؐ کے ساتھ صحبت اور آپ کی خدمت کی کمی اور زیادتی سے اُن کے مراتب میں فرق ہے۔ باتفاق علمائے اہل سنت وجماعت تمام صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ ہے پھر حضرت عمر فاروقؓ کا۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ کا۔ پھر حضرت علی مرتضیٰؓ کا۔ پھر بقیہ عشرہ مبشرہ کا۔

عشرہ مبشرہ وہ دس اصحاب ہیں جن کو آن کی دینی خدمتوں اور جاں نثاریوں کے صلہ میں دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دیدی ہے۔ ان کے سوا کسی کو قطعی جنتی کہنا نہ چاہئے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ

جنت میں ہیں۔ اور عمرؓ جنت میں ہیں اور عثمانؓ جنت میں ہیں۔ اور علیؓ جنت میں ہیں۔ اور طلحہؓ جنت میں ہیں۔ اور زبیرؓ جنت میں ہیں اور عبد الرحمنؓ بن عوف جنت میں ہیں۔ اور سعدؓ بن ابی وقاص جنت میں ہیں۔ اور سعید بن زیدؓ جنت میں ہیں۔ اور عبیدہ بن الجراحؓ جنت میں ہیں۔

اسی حدیث کی وجہ سے ان حضرات کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان حضرات کے حالات میں اُردو زبان میں کوئی مختصر اور جامع اور آسان کتاب نہ تھی اس لئے میں نے یہ کتاب لکھی تاکہ ہر مسلمان ان حضرات کے حالات پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کرے۔ اور اپنے دل میں حضور کی محبت کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ کہ یہی اصل ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اتباع رسول کی توفیق دے۔ اور حضورؐ کی محبت میں بیچین کر دے۔ آمین۔

## صحابہ کے بابت ضروری عقائد

۱۔ صحابی وہ ہے جس کو ایمان کے ساتھ صحبت رسول حاصل ہو۔ نبیؐ کے بعد صحابہؓ سے بڑھ کر کسی کا مرتبہ نہیں ہے۔ اور صحابہ میں مہاجرین اور انصار کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔ اور مہاجرین اور انصار میں اہل حدیبیہ کا مرتبہ اور اہل حدیبیہ میں اہل بدر کا مرتبہ اور اہل بدر میں چاروں خلفا کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔ اور خلفا میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا۔ پھر حضرت عمرؓ کا۔

ف۔ مہاجرین اُن اصحاب کو کہتے ہیں جنھوں نے محض اللہ اور اُس کے رسول کے لئے اپنے وطن مکہ معظمہ کو چھوڑا اور انصار مدینہ کے اُن اصحاب کو کہتے ہیں جنھوں نے آں حضرت ؐ کو اور مہاجرین کو اپنے یہاں جگہ دی اور ہر طرح کی مدد کی۔

۲۔ چاروں خلفا کا افضل ہونا خلافت کی وجہ سے نہیں ہے۔

۳۔ خلیفہ کی اطاعت مثل رسول کی اطاعت کے واجب ہوتی ہے۔ مگر خلیفہ معصوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر کوئی حکم قصداً یا سہواً خلاف شرع دے تو اُس کی اطاعت نہ کی جائے گی۔

۴۔ خلیفہ خدا اور رسول کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ بلکہ اُس کا یہ کام ہے کہ قرآن اور حدیث پر لوگوں کو عمل کرائے۔ اور انتظامی امور کو سرانجام کرے۔

۵۔ خلیفہ مقرر کرنا مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ خدا اور رسول کے ذمہ نہیں ہے۔ مگر قرآن اور حدیث میں اس کے اشارے موجود ہیں۔

۶۔ ازواجِ مطہرات سب ام المومنین ہیں۔ اور تمام عورتوں سے افضل ہیں۔ اور اُن میں حضرت خدیجہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ افضل ہیں۔

۷۔ حضور ؐ کی صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہ رضؓ سب سے افضل ہیں۔ اور اپنی ماؤں کے سوا سب جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

# صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور آداب

۱۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ اور بُرا نہ کہو۔ اس لئے کہ تم میں سے اگر کوئی اُحد کے برابر سونا بھی خرچ کرے گا تو میرے صحابہ کے ایک مد کے برابر بلکہ نصف کے برابر بھی نہ ہوگا۔

ف علما کے نزدیک صحابہ کا بُرا کہنا حرام ہے۔ اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور نبی اور شیخین کا بُرا کہنے والا واجب القتل ہے۔

۲۔ ابی بردہؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ ستارے آسمان کی حفاظت اور امن کے سبب ہیں۔ جس وقت یہ جاتے رہیں گے تو آسمان کے لئے وہ چیز آئے گی جو وعدہ کی گئی ہے (یعنی پھٹنا اور لپیٹنا قیامت کے دن) اور میں امن کا سبب ہوں اپنے اصحاب کے لئے۔ جب میں جاؤں گا تو میرے اصحاب کے لئے وہ چیز آئے گی جس کا کہ وعدہ کئے گئے ہیں (یعنی فتنے اور اختلافات) اور میرے اصحاب میری امت کے لئے امن کا باعث ہیں۔ جب وہ جاتے رہیں گے تو میری امت کے لئے وہ چیز آئے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (یعنی بدعتیں اور فتنے اور بُرے لوگ اور مصیبتیں)۔

۳۔ حضرت عمر بن حصین سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ نے

میری امت میں بہتر وہ زمانہ ہے جس میں میں ہوں (یعنی میرے اصحاب) پھر جو اُن کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر جو اُن سے قریب ہیں۔ (یعنی تبع تابعین)۔

۴۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میرے اصحاب کی عزت کرو۔ اس لئے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔ پھر اُن کے بعد والے (یعنی تابعین کی) پھر اُن کے بعد والے (یعنی تبع تابعین کی) پھر جھوٹ اور خیانت دین اور دنیا میں ظاہر ہوگی۔ یہاں تک کہ ایسا شخص ہوگا کہ بلا قسم دلائے قسم کھائے گا۔ اور بلا گواہی چاہے گواہی دے گا۔ خبردار ایسے وقت میں جو بہشت میں جانا چاہے اس کو چاہئے کہ جماعت کو نہ چھوڑے یعنی جماعت کی رائے پر عمل کرے۔ اور جس کو نیکی سے خوشی ہو اور برائی سے رنج ہو وہی ایمان دار ہے۔

۵۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایسے مسلمان کو دوزخ کی آگ نہ پہونچے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا ہو۔

۶۔ عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا میرے اصحاب کے بابت اللہ سے ڈرو۔ (یعنی اُن کو جب یاد کرو تو تعظیم سے یاد کرو) اور میرے بعد ان کو ہدف ملامت نہ بناؤ۔ اس لئے کہ جو اُن کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت سے دوست رکھتا ہے۔ اور جو اُن سے دشمنی رکھتا ہے وہ میری دشمنی سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور جس نے اُن کو ایذا پہنچائی اُس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو

ایذا پہنچائی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا پہنچائی بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد اُس پر عذاب کرے گا۔

۷۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میری امت میں میرے اصحاب کی مثال ایسی ہے جیسے نمک۔ کھانا بغیر نمک کے مزے کا نہیں ہوتا۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضؓ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا میرے اصحاب میں سے کوئی شخص کسی زمین میں بھی مرے مگر وہ قیامت کے دن اس حالت میں اُٹھے گا کہ اپنے ساتھ اس زمین کے اور دفن ہونے والوں کو بھی جنت میں لیجائے گا۔ اور اُن کے لئے نور اور ہادی ہوگا۔

۹۔ عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ میرے اصحاب میں سے کسی کو گالی دیتا یا بُرا کہتا ہے تو کہو کہ تمھارے اس فعل بد پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے بابت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کے طور پر ہیں۔ بعض بعض سے نور میں قوی ہیں۔ مگر سب میں نور ہے۔ اس لئے جس نے کسی صحابی کی پیروی کی تو میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہوگا۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں

تم اُن میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

## فضائل و مناقب مہاجرین

مہاجرین کی ہجرت کسی عزت یا مال دولت یا کفار کے ظلم و ستم سے بچنے اور اپنے آرام کے لئے نہ تھی۔ بلکہ اللہ اور رسول کے حکم کی تعمیل کی وجہ سے اور اپنے نبی برحق کی جاں نثاری میں تھی۔ انھوں نے خدا و رسول کے حکم کے مقابل میں عزیز و قریب۔ اہل و عیال۔ مال و دولت کسی کی پروا نہ کی سب چھوڑ کر سردار دو جہان کے ساتھ ہو لئے۔ اسی لئے خدا نے بھی اپنے کلام پاک میں اور رسول اللہؐ نے بھی ان کی بیحد تعریفیں کی ہیں۔ اور ان سے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ ایسی جاں نثاری کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں مل سکتی۔

## قرآن پاک مہاجرین کی بابت کیا کہتا ہے

۱۔ سورہ حشر رکوع ۱ میں ہے۔ مال غنیمت میں ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے وطن سے نکالے گئے۔ اور اپنی جائداد اور دولت سے محروم کر دئے گئے۔ اور خدا کے فضل اور اس کی رضامندی کے جویاں ہیں۔ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔

۲۔ سورہ حج رکوع ۶ میں ہے۔ وہ لوگ ناحق اپنے گھروں سے اس جرم میں نکالے گئے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹوا دیتا تو کلیسے اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے گرا دئے جا چکے تھے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قدرت والا اور غالب ہے۔ یہ لوگ (یعنی مہاجرین) اگر ہم ان کو حکومت دے کر زمین پر قادر کر دیں تو یہ نماز پڑھیں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ اور لوگوں کو اچھے کام کے لئے کہیں گے۔ اور برے کاموں سے منع کریں گے۔ اور انجام خدا ہی کے لئے ہے۔

۳۔ سورۂ توبہ رکوع ۳ میں ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند مرتبہ ہیں۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ان کا رب ان کو اپنی خوشنودی اور رحمت اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آسائش ہے۔ اور یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

۴۔ سورۂ توبہ رکوع ۱۳ میں ہے۔ اور مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے اسلام میں سبقت کی۔ اور وہ لوگ جنھوں نے خلوص سے ان کا اتباع کیا۔ خدا ان سے راضی ہے۔ اور وہ لوگ خدا سے راضی ہیں۔ اور ان کے لئے ایسے باغ تیار کر لئے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

۵۔ سورہ بقر رکوع ۲۷ میں ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت

کی اور راہ خدا میں جہاد کیا۔ یہی لوگ خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۶۔ آل عمران رکوع ۲۰ میں ہے۔ جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے وطن سے نکالے گئے۔ اور میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائے گئے۔ اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم ان کی برائیوں کو مٹا دیں گے۔ اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

۷۔ سورہ نحل رکوع ۶ میں ہے۔ جن مسلمانوں نے اپنی مظلومیت کی وجہ سے ہجرت کی ان کو ہم دنیا میں ضرور اچھی جگہ بٹھائیں گے۔ اور آخرت کا اجر اس سے بہت بڑا ہے۔ کاش وہ لوگ جانتے۔

۸۔ سورۂ نحل رکوع ۱۴ میں ہے۔ خدا اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد گھر بار چھوڑا۔ اور جہاد کیا۔ اور (اُن لوگوں کی تکلیفوں پر) صبر کیا۔ بیشک تمہارا خدا (ان امتحانوں کے بعد) بخشنے والا مہربان ہے۔

۹۔ سورہ حج رکوع ۸ میں ہے۔ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی۔ پھر شہید ہوئے یا مر گئے۔ اُن کو ضرور خدا اچھا رزق دے گا۔ بیشک خدا ہی روزی دینے والوں میں بہتر روزی دینے والا ہے۔ وہ ان کو ایسی جگہ داخل کرے گا جس سے وہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔

۱۰۔ سورۂ توبہ رکوع ۱۴ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان مہاجرین اور انصار پر اپنا فضل و کرم کیا جنہوں نے عسرت

کی گھڑیوں میں نبی کا ساتھ دیا۔

۱۱۔ سورۂ نور رکوع ۳ میں ہے۔ تمھارے صاحب فضل اور صاحب مقدور لوگ قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مالی مدد نہ کرنے کی قسم نہ کھائیں۔ بلکہ چاہئے کہ ان کی خطائیں معاف کر دیں۔ اور ان سے درگذر کر دیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تمھاری مغفرت کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۲۔ سورۂ انفال رکوع ۱۰ میں ہے۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور انھوں نے ہجرت کی۔ اور راہ خدا میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا۔ اور جن لوگوں نے ان (مہاجرین) کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۱۳۔ سورۂ انفال رکوع ۱۰ میں ہے۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور انھوں نے ہجرت کی اور خدا کے راستہ میں جہاد کیا۔ اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی۔ اور ان کی مدد کی۔ یہی لوگ پکے ایمان والے ہیں۔ اور ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

## مہاجرین کے بابت احادیث سے کیا ثابت ہے

۱۔ حضرت خباب ابن الارت رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے ساتھ خالصتہً لوجہ اللہ ہجرت کی تھی۔ اس لئے ہم اجر کے مستحق ہو گئے۔

۲- سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ میری عیادت کو تشریف لائے۔ اور آپ اس مقام پر موت کو ناپسند فرماتے تھے۔ جہاں سے ہجرت کی گئی۔

۳- اور فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا۔ حضورؐ میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے درخواست کی حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے الٹے پاؤں نہ لوٹا لے۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے خدا! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے۔ اور ان کو الٹے پاؤں نہ لوٹا۔

۴- حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ سورج نکلنے کے وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ ایسے اٹھیں گے جن کا نور آفتاب کے نور کی طرح ہوگا۔ ہم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین جن کے ذریعہ سے مصیبتوں کی حفاظت کی گئی۔ اور اپنی حسرتیں اور تمنائیں سینوں میں لئے ہوئے دنیا سے اٹھتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے مختلف جگہ سے اٹھائے جائیں گے۔

۵- حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میری امت کے اس گروہ کے لوگوں کو جانتے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ قیامت کے روز وہ جنت کے دروازہ پر آ کر دروازہ کھلوانا چاہیں گے۔ رضوان

داروغہ جنت پوچھیں گے کہ کیا تمھارا حساب ختم ہو چکا۔ وہ لوگ کہیں گے ہمارا حساب کس چیز کا ہوگا۔ خدا کے راستہ میں ہماری تلواریں ہماری گردن پر رہیں۔ اور اسی طرح ہم نے جان دی۔ رضوان جنت کے دروازے کھول دے گا۔ اور عام لوگوں کے داخلہ سے چالیس سال قبل یہ لوگ اس میں آرام کریں گے۔

۶۔ غزوۂ خندق کے دن حضورؐ خندق کی طرف گئے۔ دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں خندق کھود رہے ہیں۔ اور ان کے پاس کوئی نوکر نہیں ہے۔ اور ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھ کر یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! اصل آرام آخرت کا آرام ہے۔ مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔

۷۔ ان فضائل کے علاوہ مہاجرین میں کوئی منافق نہ تھا۔ اور ان میں سے کوئی مال و دولت کی طمع میں یا کسی خوف سے اسلام نہ لایا تھا۔ ان کا اسلام خالصتہً لوجہ اللہ تھا۔

# ۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام عبداللہ اور ابوبکر کنیت اور صدیق اور عتیق لقب تھا۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ آپ کے والد شرفائے مکہ سے تھے۔ فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔

۱۳ھ میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے وقت ۶۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔

آپ اسلام سے پہلے ایک امیر تاجر تھے۔ آپ کی دیانت اور امانت اور سچائی کا خاص شہرہ تھا۔ آپ کے علم اور تجربہ اور حسن خلق کی وجہ سے اہل مکہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ خونبہا اور جرمانہ کے مقدمات آپ فیصل کرتے تھے۔ شراب سے آپ کو ہمیشہ سے نفرت تھی۔ حضورؐ کے ساتھ آپ کو بچپن ہی سے محبت تھی۔ اکثر تجارتی سفر میں آپ حضورؐ کے ساتھ بھی گئے ہیں۔

جس وقت حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا آپ نے فوراً بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا۔ محققین نے یہ لکھا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ اور بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ اور آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ۔

---

؎ جس وقت حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی حضرت علیؓ کا سن ۸ برس کا تھا۔ اور آپ حضورؐ کے تربیت میں تھے۔ اور حضورؐ جو کچھ کہتے تھے وہ کرتے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے جس وقت بحیرہ راہب سے آپ کے مبعوث ہونے کی خبر سنی اسی وقت سے بعثت کے مشتاق تھے۔ جس وقت حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی اس وقت حضرت ابوبکرؓ کا سن تقریباً ۴۰ سال کا تھا۔ اور جس وقت حضورؐ نے اپنے نبوت کی آپ کو خبر دی آپ نے بلا توقف فوراً بیعت کر لی۔

آپ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دعوت اسلام شروع کردی آپ کی دعوت سے بڑے بڑے اجل صحابہ مثلاً حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ۔ حضرت ابو عبیدہؓ حضرت ابو سلمہؓ حضرت خالد بن سعیدؓ۔ ایمان لائے)۔ ان میں سے پانچ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

آپ نے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنا رکھی تھی جس میں نہایت خضوع و خشوع سے عبادت کرتے تھے۔ قرآن کی تلاوت اس طرح کرتے تھے کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اور نہایت متاثر ہوتے۔

حضورؐ نے تیرہ برس تک مکہ میں دعوت اسلام کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کی اس بے بسی کی زندگی میں بھی جان۔ مال۔ مشورہ سے آپ کا ساتھ دیتے رہے۔ حضورؐ روز صبح شام حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لیجاتے۔ دیر تک راز کی باتیں کرتے رہتے۔ قبائل عرب اور عام مجمعوں میں ہدایت کے لئے تشریف لیجاتے۔ حضرت ابو بکرؓ ہمراہ ہوتے۔

مکہ میں اکثر لونڈی غلاموں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اُن پر اُن کے آقاؤں نے سخت ظلم کئے۔ اُن میں سے اکثر کو آپ نے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ حضورؐ کے خادم خاص انھیں غلاموں سے تھے۔ جب آپ نے ان کو خرید کیا تو آپ کے والد ماجد نے اور اکثر کفار نے کہا کہ ایسے نکمے غلام کو کیا کرو گے۔ اس قیمت پر تو اچھے غلام لیتے اُن سے نفع ہوتا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے محض خدا

کی رضامندی کے لئے اس کو خرید کیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔
وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی (اور قریب ہے کہ
اس بھڑکتی ہوئی آگ سے ایسا شخص دور کیا جائے گا۔ جو بڑا پرہیزگار
ہے۔ جو اپنا مال محض اس غرض سے دیتا ہے کہ گناہوں سے پاک ہوجائے۔
(یعنی محض رضائے حق اس کو مطلوب ہے۔

پھر کفار نے کہا بلال کا حضرت ابوبکرؓ پر کچھ حق ہوگا۔ ان کی اس
بات کی تردید اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ
تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی۔ (اور
سوائے اپنے عالی شان پروردگار کی رضا جوئی کے ان کے ذمہ کسی کا
احسان نہ تھا کہ اس کا بدلہ اتارنا مقصود ہوتا۔ اور قریب ہے کہ یہ خوش
ہوجائیں گے۔

کفار حضورؐ کو ایذائیں پہنچاتے تو آپ سینہ سپر ہوکر حضورؐ کو بچاتے
ایک بار حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط نے آپ کے گلے میں
پھندا ڈالا۔ حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ اس کی گردن پکڑ کر علیحدہ کیا۔ اور فرمایا
کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کردو گے جو کہتا ہو کہ میرا رب اللہ ہے۔

کفار نے جب دیکھا کہ اسلام کی جماعت بڑھتی جاتی ہے تو مسلمانوں
پر سختی کرنے لگے۔ جب یہ سختی ناقابل برداشت ہوئی تو حضورؐ نے ان
لوگوں کو حبش کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔ بہت سے مسلمان وہاں
چلے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو کفار سخت تکلیفیں دیتے تھے اس لئے حضورؐ

نے اُن کو بھی حبشہ جانے کا حکم دیا۔

آپ ۵ منزل جا چکے تھے کہ قبیلہ قارہ کا رئیس ابن الدغنہ راہ میں ملا۔ اُس نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے چین سے رہنے نہ دیا۔ اس لئے ارادہ ہے کہ کسی اور ملک کو چلا جاؤں۔ اُس نے کہا کہ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو۔ عزیزوں کا خیال رکھتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہو۔ تم کو جانا نہیں چاہیئے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارا ذمہ دار ہوں گا۔ تم اپنے وطن ہی میں اللہ کی یاد کرو۔ آپ اُس کے ساتھ واپس آئے۔ اس نے تمام قریش میں اعلان کر دیا کہ میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ قریش نے مان لیا لیکن یہ کہا کہ اپنے گھر میں عبادت کریں باہر نہ کریں۔

آپ نے گھر میں ایک مسجد بنا رکھی تھی۔ اسی پر نماز پڑھتے۔ اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ کفار کو اس پر اعتراض ہوا۔ ابن الدغنہ سے کہا کہ اس سے ہماری عورتیں اور بچّے متاثر ہوتے ہیں۔ ہمیں خوف ہے کہ وہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ نہ دیں۔ ابن الدغنہ نے آپ سے کہا تو آپ نے فرمایا کہ اب مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں۔ مجھے خدا اور رسول کی پناہ کافی ہے۔ میں اسی طرح عبادت کروں گا۔

ابن الدغنہ سے مخالفت کے بعد آپ کی حالت قابل اطمینان نہ تھی تو آپ نے مدینہ کا ارادہ کیا۔ اجازت چاہی تو حضورؐ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی اور بندے کو بھی تمہارے ساتھ کر دے

جو تمھارے سفر کا رفیق ہو۔ آپ نے سمجھ لیا کہ اس سے حضورؐ نے اپنی ذات پاک مراد لی ہے۔ ہجرت کا ارادہ ملتوی کیا۔ اس کے بعد جتنی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں سب نہایت استقلال سے جھیلتے رہے۔

آپ نے ہجرت کی نیت سے دو اُٹنیاں آٹھ سو درہم کو خریدیں۔ اور ببول کی پتیاں کھلا کر تیار کیا۔

حضورؐ صبح اور شام دونوں وقت حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے جاتے ایک دن دوپہر کے وقت تشریف لے گئے۔ دستک دی اجازت پانے کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ کچھ مشورہ کرنا ہے سب کو ہٹا دو۔ عرض کیا آپ کی حرم محترم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا مجھے بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہو گا۔ ارشاد ہوا ہاں۔

حضرت ابوبکرؓ نے وہی دو اُٹنیاں حضورؐ کے سامنے پیش کیں اور عرض کیا کہ ان میں ایک آپ پسند فرمالیں۔ آپ نے فرمایا قیمت لے لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا جو مرضی ہو۔

آپ نے قیمت اس لئے دی کہ ہجرت عبادت ہے۔ اور عبادت کا اپنے مال سے ہونا افضل ہے۔ ورنہ حضورؐ کو آپ کی کسی چیز کے لینے سے انکار نہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کل سامان سفر کر لیا اور یہ مشورہ ہوا کہ دونوں صاحب

حضرت ابوبکرؓ کے مکان کی کھڑکی سے نکلکر مدینہ کی راہ لیں ۔ اور صبح ہونے سے پہلے جبل ثور کے غار میں چھپ جائیں ۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے دن بھر مکہ میں کفار مکہ کے حالات اور خیالات معلوم کریں۔ رات کو آکر اطلاع دیں ۔ اور آپ کے غلام دن بھر مکہ میں بکریاں چرائیں ۔ شام کو غار کے قریب آکر پینے کے لئے دودھ دے جائیں ۔ اور عبداللہ بن اریقط کو اجیر مقرر کر کے فرمایا کہ تیسرے دن دونوں اونٹوں کو لے کر جبل ثور تک آئے ۔ اور راستہ بتلاتے چلے ۔ اور یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُس وقت کمسن تھیں ۔ اس لئے اسمأ بنت ابی بکرؓ نے سفر کا سامان کیا۔ دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا ۔ اور (نطاق) یعنی کمر پٹکا پھاڑ کر ناشتہ دان میں باندھا ۔ اس شرف کی وجہ سے اُن کو ذَاتُ النِّطَاقَیْن کہتے ہیں ۔

کفار مکہ نے شب کو آکر مکان کا محاصرہ کر لیا اور انتظار میں رہے کہ جب آپ باہر تشریف لائیں تو قتل کر دیں ۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے ۔ میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو صبح کو لوگوں کی امانتیں اُن لوگوں کے سپرد کر دینا ۔ اس کی تعمیل کے بعد مدینہ آجانا ۔

اس کے بعد آپ نے سر پر عمامہ باندھا ۔ اور باہر تشریف لائے ۔ قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ کر ایک مشت خاک ان کفار پر پھینک دی ۔

حضورؐ کو نہ دیکھ سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اُن کے مکان کے پشت کے جانب کھڑکی سے دونوں صاحب باہر تشریف لائے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا۔ مکہ تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن تیرے فرزند مجھے رہنے نہیں دیتے۔ یہ کہہ کر جبل ثور کا راستہ لیا۔ جو مکہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کانٹے دار مقام پر حضورؐ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔ راہ میں دونوں حضرات کا ایک بوڑھی عورت کے خیمہ پر گذر ہوا۔ جس کے ایک کونہ میں نہایت دبلی بکری کھڑی تھی۔ جو دودھ نہ دیتی تھی۔ حضورؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئی۔ اس عورت سے اجازت لے کر حضورؐ نے خود بھی پیا اور حضرت ابوبکرؓ کو پلایا۔ اور بڑھیا کے تمام خالی برتن دودھ سے بھر گئے۔ اور یہ برکت برابر جاری رہی۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اُس عورت کا شوہر آیا۔ اور بکری کے دودھ کے متعلق یہ عجیب واقعہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پوچھا تو اُس کی عورت نے سارا ماجرا بیان کیا۔ اُن کے شوہر نے کہا کہ یہ تو محمدؐ بن عبداللہ معلوم ہوتے ہیں۔ افسوس سے کہنے لگا کہ میں ہوتا تو اُن کے قدموں کو چومتا۔ اس کے بعد ان دونوں نے ہجرت کی۔ اور مدینہ پہنچکر مسلمان ہو گئے۔

حضورؐ رات رات سفر کر کے جبل ثور کے غار پر پہنچے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ غار کے اندر اترے۔ اُس کو خوب صاف کیا اور اُس کے اندر کے سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا۔

ایک سوراخ رہ گیا اور چادر ختم ہوگئی تو اُس کو اپنی ایڑی سے بند کر کے حضورؐ کو بلا یا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر اپنا سر مبارک رکھ کر حضورؐ نے آرام فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد ایک سانپ نے جو اس سوراخ میں تھا حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ بے چین ہوئے لیکن پاؤں کو جگہ سے اس وجہ سے نہ ہلایا کہ کہیں حضورؐ جاگ نہ اُٹھیں۔ مگر بے چینی سے آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ حضورؐ جاگ اُٹھے پوچھا کیا حال ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ حضورؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ فوراً آرام ہوگیا۔

صبح کو کفار ملکہ حضورؐ کے مکان کے اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؓ سو رہے ہیں۔ جگا کر پوچھا کہ آپ کہاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ کفار نے سمجھا کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس لئے آپ کو پکڑ کر حرم محترم میں لیجا کر تھوڑی دیر تک قید رکھا۔ پھر چھوڑ دیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان پر گئے۔ حضرت اسمائؓ سے پوچھا کہ تمھارا باپ کہاں ہے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں۔ ابوجہل سمجھ گیا کہ دونوں صاحب کہیں مکہ سے باہر چلے گئے۔ جہاں جہاں احتمال تھا ڈھونڈا کہیں پتہ نہ پایا۔ تو اشتہار دیا کہ جو محمدؐ کو پکڑ کر لائے گا۔ وہ سو اونٹ انعام میں پائے گا۔

لوگ آپ کی تلاش میں نکلے۔ غار کے قریب آئے۔ خداوند کریم نے یہاں یہ انتظام کر دیا تھا کہ مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ ببول کا

درخت پیدا ہوگیا۔ اور جنگلی کبوتروں نے آکر گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے۔ کفار یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ اگر کوئی آدمی اس میں جاتا تو مکڑی کا جالا ٹوٹ جاتا۔ اور جنگلی کبوتر بھاگ جاتے۔ یہ دیکھ کر واپس ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کفار کی آہٹ پائی تو متردد ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اب کفار قریب آگئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے دعا فرمائی کفار اندھے ہو گئے۔ دیکھ نہ سکے۔ تین رات دن آپ اسی غار میں رہے۔

اس عرصہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے صاحبزادے عبداللہ رضؓ شب میں آتے اور دن بھر کفار مکہ جو مشورے کرتے اس کو عرض کرتے آپ کے غلام عامر دن بھر بکریاں چراتے۔ شام کو غار کے قریب آکر دونوں صاحبوں کو دودھ پلاتے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ بھی شب میں تشریف لاتیں اور کچھ کھانا ساتھ لاتیں۔

تیسرے دن ۴ ربیع الاول بدھ کے دن عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیاں لے کر غار پر حاضر ہوا۔ ایک پر حضورؐ بیٹھے۔ دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آگے اور پیچھے ان کے غلام عامر بیٹھے۔ اور عبداللہ بن اریقط راستہ بتلاتا ہوا چلا۔ ایک رات دن برابر چلتے رہے دوسرے دن دھوپ سخت تھی۔ سواری ٹھہرائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سواری سے اترے۔ ایک چٹان کے نیچے سایہ نظر آیا۔ سواری سے اتر کر زمین جھاڑی پھر اپنی چادر بچھا کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس پر آرام

فرمائیں۔ میں کچھ کھانے کا انتظام کروں۔

حضورؐ نے آرام فرمایا۔ آپ کھانے کے تلاش میں نکلے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا نظر آیا۔ اس سے ایک بکری کا تھن گرد و غبار سے صاف کرا کے ایک برتن میں دودھ لیا۔ اس کو کپڑے سے ڈھانک کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ جاگ چکے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے تھوڑا پانی ملا کر پیش کیا۔ آپ نے سیر ہو کر پیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔

آپ روانہ ہو ہی رہے تھے کہ سراقہ بن مالک گھوڑا دوڑا کر قریب آ گیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اب ہم پکڑے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ وہ گر پڑا۔ فال نکالا۔ جواب نفی میں نکلا دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ اور سراقہ زمین پر گر پڑا۔ اٹھ کر پھر فال نکالی وہی جواب نکلا۔ مجبور ہو کر حضورؐ سے پناہ مانگی۔ اور یہ کہا کہ واپسی میں جو کوئی آپ کی تلاش کے لئے آتا ہوا ملے گا اس کو واپس کر دوں گا۔ حضورؐ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دے۔ گھوڑا فوراً نکل آیا۔

اس کے بعد آپ بے خوف و خطر روانہ ہوئے۔ حسن اتفاق سے حضرت زبیرؓ شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے۔ انھوں نے

دو سفید جوڑے ایک حضورؐ کے لئے ایک حضرت ابوبکرؓ کے لئے پیش کئے۔
مدینہ کے قریب بریدہ اسلمی معہ ستر شتر سواروں کے حضورؐ کو ملے جو اس ارادہ سے آئے تھے کہ مدینہ پہنچنے سے پہلے آپ کو گرفتار کر کے مکہ پہنچا دیں۔ آپ نے اُن کا نام اور قبیلہ وغیرہ پوچھا۔ پھر بریدہ نے آپ کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ رسول اللہ بریدہ پر آپ کی باتوں کا اور آپ کے چہرہ کا ایسا اثر ہوا کہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور اُن کے ساتھ وہ ستر آدمی سب کے سب اسلام لائے۔

اہل مدینہ حضورؐ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ ہر روز استقبال کے لئے شہر کے باہر آتے دوپہر تک انتظار کر کے واپس جاتے۔ ایک دن انتظار کر کے لوٹ رہے تھے کہ ایک یہودی نے ٹیلہ پر سے آپ کی سواری آتے دیکھی پکار کر کہا کہ لو تمہارے خوش نصیبی کا سامان آگیا یہ سن کر وہ لوگ فوراً واپس آئے اور حضورؐ کے ساتھ ہو گئے۔

مدینہ منورہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے جس کو قبا کہتے ہیں یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ یہاں پہنچ کر کلثوم بن ہدم کے مکان پر آپ کا قیام ہوا۔ ۳ دن بعد حضرت علیؓ بھی آگئے۔ آپ نے قبا میں چودہ دن قیام فرمایا۔ پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ یہاں ایک مسجد بنوائی اور اس کی تعمیر میں حضورؐ خود اور تمام صحابہ مزدوروں کی طرح کام کرتے تھے۔ یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں

بنائی گئی ۔ اسی کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ۔ یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ۔ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی بہت پسند ہے ۔ اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

چودہ دن کے بعد مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ابو ایوب انصاری کے یہاں مہمان ہوئے ۔ مدینہ کی آب و ہوا اکثر مہاجرین کو موافق نہ آئی ۔ حضرت ابو بکرؓ سخت بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہوگئے ۔ حضورؐ تشریف لائے ۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر فرمایا ۔ اے خدا تو مکہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر اور اس کو بیماریوں سے پاک کردے ۔ اور اس کے صاع اور مد میں برکت دے ۔ اور اس کے وبائی بخار کو جحفہ میں منتقل کردے ۔ دعا کا ختم ہونا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ تندرست ہوگئے ۔ اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے لئے مکہ سے بھی زیادہ بہتر ہوگئی ۔

حضرت ابو بکرؓ کی صرف یہ خدمت اور یہ جان نثاری ایسی ہے کہ کوئی نیکی اس کے مثل نہیں ہوسکتی ۔ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کا ذکر آیا تو آپ رونے لگے ۔ اور فرمایا کہ میرے سارے اعمال نیک ان کے ایک دن اور ایک رات کے برابر نہیں

ہو سکتے۔ رات وہ جس رات کو وہ حضورؐ کے ساتھ غار میں تشریف لے گئے۔ اور دن وہ جب حضورؐ کی وفات کے بعد عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے۔ اور زکوٰۃ دینا بند کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر اونٹ کے پیر کا بندھن بھی جو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں اُن سے جہاد کروں گا۔ میں نے کہا کہ یہ سختی کا وقت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ وحی بند ہو گئی۔ دین پورا ہو گیا۔ کیا دین کم ہو جائے اور میں زندہ رہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۹ غزوات پیش آئے سب سے پہلا غزوہ بدر اور سب سے آخر تبوک۔ ان تمام غزوات میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ایک مشیر با تدبیر وزیر کی طرح ہمیشہ ساتھ رہے۔ اور عمدہ خدمتیں انجام دیتے رہے۔

غزوۂ بدر۔ بدر سمندر کے کنارے مدینہ سے ۷ میل کے فاصلہ پر ایک کنواں تھا۔ وہاں ہر سال تین دن میلہ لگتا تھا۔ یہ غزوہ چونکہ وہاں ہوا اس لئے اس نام سے مشہور ہوا۔ اس غزوہ کے لئے مشرکین مکہ نے ایک بڑی جماعت مہیا کی جس میں تمام سردار اور بڑے بڑے بہادر شریک تھے۔ اور حضورؐ پر حملہ کے واسطے مدینہ کا قصد کیا۔ جب حضورؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ بھی مسلمانوں کو جمع کر کے روانہ ہوئے۔ اور بدر پہنچ کر قیام کیا۔ مسلمان صرف تین سو تھے۔ جن میں سے ستّر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے اور

ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے۔ کفار ایک ہزار تھے۔ جن میں نتلو سوار تھے۔ یہ غزوہ تمام غزوات سے افضل ہے۔ جن اصحاب نے اس میں شرکت کی وہ تمام اصحاب سے افضل و اشرف ہیں۔ اس غزوہ میں حضور سرورعالم کے لئے ایک سائبان بنایا گیا تھا جس کو عریش کہتے ہیں۔ اس کی حفاظت تنہا حضرت صدیق اکبر فرماتے رہے۔ تلوار ہاتھ میں لے کر عریش کے چاروں طرف دیکھتے رہے۔ کفار حملہ کرنا چاہتے تو آپ تنہا روکتے۔

جس صبح کو لڑائی شروع ہونے والی تھی اس کی اخیر شب میں حضورؐ نے نہایت بے قراری سے دعا مانگی۔ کہ خداوندا اپنا وعدہ پورا کر اگر تیرے یہ فرمانبردار بندے ہلاک ہوگئے تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب آپ کو بہت بے قرار دیکھا تو آپ کی چادر کا گوشہ ہاتھ میں لے کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ بس اس قدر دعا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے۔ عنقریب وہ پورا کرے گا۔ صدیق اکبرؓ کے عرض کرنے سے آپ نے دعا ختم کی۔ فوراً وحی آئی۔ آپ خوش خوش یہ کہتے ہوئے میدان جنگ میں تشریف لائے کہ کفار کی جماعت کو عنقریب شکست ہوگی۔ اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ اسی واقعہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ الخ۔ یعنی اس دن کو یاد کرو جب تم اپنے رب

سے فریاد کرنے لگے تھے۔ اُس نے تمہاری دعا قبول فرمائی۔ کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔ جو لگاتار آنے والے ہوں گے۔

اس غزوہ میں فوج کے داہنے حصہ۔ (میمنہ) کے سردار حضرت صدیق اکبرؓ تھے۔ اور بائیں حصہ (میسرہ) کے سردار حضرت علیؓ تھے۔ صدیق اکبرؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ اُس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے کفار کی جماعت میں تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اُن پر وار کیا۔ مگر وہ بچ کر نکل گئے۔

غزوۂ اُحد۔ مدینہ کے قریب احد ایک پہاڑ ہے۔ یہ غزوہ اُس پر ہوا تھا اس لئے اس نام سے مشہور ہوا۔ اس میں مشرکین نے تین ہزار پرجوش فوج جمع کی۔ جب حضورؐ کو خبر ہوئی تو ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ آپ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مگر عبداللہ بن اُبی سرگروہ منافقین کی شرارت سے لشکر اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ تقریباً ایک ثلث آدمی اس کے ساتھ واپس چلے گئے۔ صرف سات سو رہ گئے۔ حضورؐ نے پیچھے تیر اندازوں کی جماعت کو رکھا تھا۔ اور یہ حکم دیا تھا کہ کسی حالت میں یہ لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ مقابلہ شروع ہوا۔ مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا کہ غالب آئے۔ مگر تیر اندازوں نے فتح دیکھی تو اپنی جگہ چھوڑ کر مشرکوں کے خیمے لوٹنے لگے۔ کسی نے مشہور کر دیا کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ کفار نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اپنی لشکر کو پھر اکٹھا

گیا اور اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے لشکر کے اندر گھس آئے لشکر اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ کافروں کی ایک جماعت حضورؐ کے پاس تک آ گئی۔ حضورؐ پر پتھر برسانے شروع کئے۔ حضورؐ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا۔ اور دندان مبارک شہید ہو گئے۔ حضورؐ گر پڑے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ اس مقام پر پہنچے پھر اور صحابہ۔ حضرت علیؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت طلحہؓ نے سہارا دیا۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ خود کی کڑیاں چہرہ اقدس میں گھس گئی تھیں۔ اُن کو حضرت ابو عبیدہؓ نے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ جس کے صدمے سے اُن کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ مالک بن سنان نے چہرہ مبارک سے خون صاف کیا۔ اُس وقت صحابہؓ کرام نے بیتاب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کفار کے حق میں بد دعا کیجئے۔ فرمایا۔ میں دعائے بد کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ اور یہ دعا فرمائی کہ اے خدا میری قوم کو راہ راست دکھا دے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے نہیں۔ اسی عرصہ میں کفار کی ایک جماعت پھر آپ کی طرف بڑھی۔ زیاد بن سکن نے پانچ انصار کو ساتھ لے کر روکا۔ وہ سب کے سب اسی موقع پر شہید ہو گئے۔ حضرت ابو دجانہ سپر بن کر آپ پر جھک گئے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص آپ کے پاس کھڑے ہو کر تیر برسا رہے تھے۔ اس کوشش سے مسلمانوں نے حضورؐ کی جان بچائی۔

اس عرصہ میں مسلمان پھر اکٹھا ہو کر کفار پر حملہ آور ہوئے۔ اور

حضور پہاڑ پر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ
حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ آپ کے ساتھ تھے۔ پھر کفار کی ایک
جماعت نے آپ پر حملہ کرنا چاہا۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا
انھوں نے مار کر ہٹا دیا۔ مشرکین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس غزوہ
میں حضور کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے۔

غزوہ خندق۔ غزوہ احزاب۔ یہ جنگ یہودیوں کی سازش
سے ہوئی۔ انھوں نے اہل مکہ کو اور تمام قبائل عرب کو آمادہ کیا
دس ہزار آدمی جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ حضور کو خبر ہوئی تو
آپ نے حفاظت کے لئے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا انتظام
فرمایا۔ خود کھودنے میں شریک رہے۔ مسلمانوں نے اس مستعدی
سے اس کام کو انجام دیا کہ کفار کے پہنچنے تک خندق کھد کر تیار
ہو گئی۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ اور سامان رسد بھی بہت کم
تھا۔ باوجود ان مشکلات کے ایمان والوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔
دشمنوں نے ایک ماہ تک محاصرہ رکھا۔ اور متواتر حملے کئے۔ لیکن
کامیاب نہ ہوئے۔ اس کا ایک حصہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حفاظت
میں تھا۔ اس موقع پر بعد کو مسجد بنا دی گئی۔ جو مسجد صدیقؓ کے نام سے
مشہور ہے۔

صلح حدیبیہ۔ ۶ھ میں حضور نے ارادہ عمرہ کے واسطے احرام
باندھے ہوئے اور قربانی کے جانور ساتھ لئے ہوئے مکہ معظمہ کو روانہ

ہوئے۔ آپ نے اس بات کا اچھی طرح اعلان فرما دیا تھا کہ صرف زیارت مقصود ہے۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ چودہ سو صحابہؓ آپ کے ساتھ تھے۔ اثنائے سفر میں آپ کو اطلاع ملی کہ قریش راستہ روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ راستہ چھوڑ دیا۔ دوسرے راستہ سے ایک منزل طے فرما کر حدیبیہ پہنچے وہاں صحابہ سے مشورہ فرمایا حضرت ابوبکرؓ کی رائے آپ نے پسند فرمائی۔ قریش کے ایلچی آئے آپ نے اُن کو اطمینان دلایا کہ جنگ مقصود نہیں ہے۔ مگر ان کا شک کسی طرح نہ گیا۔ ان کے ایلچی نے جنگ کا بڑا اہتمام بیان کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ لات و عزیٰ کے پوجنے والوں کا یہ اہتمام ہے تو کیا ہم رسول اللہؐ کی مدد سے منہ موڑیں گے۔ اُس نے پوچھا یہ کون ہے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ۔ اُس نے کہا کہ ابوبکرؓ کے احسان اگر مجھ پر نہ ہوتے تو میں اس کا جواب دیتا۔

پھر حضورؐ نے خود اپنا ایلچی بھیجا۔ اُن لوگوں نے ایلچی کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے۔ پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔ اُن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو قید کر لیا۔ حضورؐ کو خبر ملی کہ وہ قتل کر دیے گئے۔ یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ نہ لے لیا جائے لوٹنا نہ چاہیئے۔ اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے مقابلہ کی بیعت لی گئی۔ حضورؐ ایک درخت کے سایہ میں کھڑے تھے۔ ایک ایک مسلمان آتا دست مبارک پکڑ کر اقرار کرتا کہ جب تک جان میں

جان سے مقابلہ سے منہ نہ موڑیں گے۔ اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ بیعت کی اُن کے نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ اُس وقت ایمان داروں سے خوش ہوا جب کہ آپ سے درخت کے نیچے انھوں نے بیعت کی۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل کی خبر غلط ہے۔

پھر انھوں نے یہ کہلا بھیجا کہ اس سال مسلمان لوٹ جائیں۔ آئندہ سال مکہ میں داخل ہوئے اور زیارت اور عمرہ کی اجازت دیجائے گی۔ بعد مباحثہ شرائط صلح طے ہوئیں۔ اور معاہدہ لکھا گیا اس صلح نامہ پر حضرتؓ کے بھی دستخط تھے یہ صلح اگرچہ دب کر ہوئی مگر اس کے بعد مسلمانوں سے ایسا میل جول رہا کہ اس کے سبب سے ۲ سال کے اندر اتنے لوگ مسلمان ہوئے کہ ۱۹ سال میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے تھے۔

(ر) غزوۂ خیبر۔ صلح حدیبیہ کے ایک ماہ بعد یہ غزوہ پیش آیا۔ خیبر بہت سے قلعوں کا مجموعہ ہے۔ اور سب یہودیوں کے قبضہ میں تھے یہودی قلعہ بند ہو کر لڑے۔ اور مختلف قلعوں پر معرکے رہے۔ اس میں جھنڈا نشان حضرت علی رضؓ کے ہاتھ میں تھا۔ ایک قلعہ پر حضرت ابو بکر رضؓ امیر لشکر تھے۔ اس غزوہ میں حضرت علی رضؓ کے ہاتھ سے کامیابی ہوئی۔ ان غزوات کے علاوہ فتح مکہ غزوہ حنین غزوہ تبوک وغیرہ سب میں آپ حضورؐ کے ساتھ تھے۔

جس دن حضورؐ کا انتقال ہوا اس دن چونکہ بہت افاقہ تھا کہ آپ نے مسجد میں نماز پڑھی۔ وعظ فرمایا۔ صحابہؓ کو بہت اطمینان ہوا اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ سے اجازت لیکر اپنی بی بی حارجہ بنت زہیر کے یہاں بمقام سنخ تشریف لے گئے۔ مسجد سے تشریف لانے کے بعد حضورؐ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور انتقال ہوگیا۔ اس سانحہ ہوش ربا کی خبر حضرت ابوبکرؓ نے سنی فوراً تشریف لائے۔ مسجد میں ایک کہرام مچا تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ مسجد سے حضرت عائشہؓ کے گھر گئے حضورؐ کے چہرۂ مبارک سے چادر اٹھا کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ پھر باہر آئے۔ دیکھا کہ حضرت عمرؓ بدحواس ہیں اور مجمع میں یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کی قسم حضورؐ اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مگر وہ ایسے بدحواس تھے کہ کچھ خیال نہ کیا۔ آپ نے الگ کھڑے ہوکر تقریر فرمائی۔ اور یہ کہا کہ جو لوگ محمدؐ کی عبادت کرتے تھے تو بیشک انھوں نے وفات پائی۔ اور جو لوگ خدا کی عبادت کرتے تھے تو بیشک وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا خدا فرماتا ہے کہ محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل کئے گئے تو تم پھر جاؤ گے۔ جو پھر جائے گا اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور اللہ شکرگزار کو عنقریب جزا دے گا۔ یہ تقریر ایسی دلنشین تھی کہ سب کو اطمینان ہوگیا۔

اسی حالت میں کہ مہاجرین مسجد نبوی میں جمع تھے - خبر آئی کہ انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر خلافت کے بارہ میں مشورہ کر رہے ہیں - یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ ہم کو بھی چلنا چاہیئے - دونوں صاحب روانہ ہوئے - راستہ میں ابو عبیدہؓ شامل ہو گئے - وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ نے ایک خطبہ دیا جس میں انصار کے حقوق ظاہر کر کے اُن کو آمادہ کیا کہ خلافت تمہارا حق ہے - اسی جلسہ میں کسی نے کہا کہ مہاجرین سابقین اولین سے ہیں اور حضورؐ کے عزیز ہیں - خلافت ہمارا حق ہے - اس پر کسی نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو - ایک تم میں سے - پھر ان دونوں صاحبوں کے سامنے انصاریوں سے اپنے فضائل اور حقوق بیان کئے - اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے کہنا چاہا تو حضرت ابوبکرؓ نے روک دیا اور خود کھڑے ہو کر خطبہ دیا - مضمون یہ تھا -

اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو رسول اور امت کے لئے راہ نما بنا کر بھیجا - تاکہ بندے اللہ کی توحید کا اقرار کریں اور اسی کی عبادت کریں - جب کہ لوگ مختلف معبودوں کو اس خیال سے پوجتے تھے کہ وہ اللہ کے سامنے ان کی سفارش کریں گے - اور اُن کو نفع پہنچائیں گے - عربوں کو اپنے آبائی دین کا چھوڑنا گراں گزرا - اس وقت رسول کی قوم سے مہاجرین اولین نے آپ کی تصدیق کی - اور ایمان لاکر خدمت کی

کمربستہ ہو گئے۔ رسولؐ کے ساتھ سخت مصیبتیں جھیلیں۔ اس حالت میں کہ لوگ اُن کو جھٹلاتے تھے۔ اور اُن کے دشمن ہو رہے تھے۔ وہ لوگ تھوڑے تھے۔ اور دشمن بہت تھے مگر گھبرائے نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے انھوں نے اللہ کی عبادت کی۔ یہ لوگ رسول اللہؐ کے عزیز ہیں دوست ہیں۔ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اے انصار تمھاری دینی فضیلت اور اسلامی شرافت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ تم کو اللہ نے اپنے دین اور رسول کے مدد کے لئے انتخاب کیا۔ اپنے رسول کو تمھاری پناہ میں بھیجا۔ لہٰذا مہاجرین اولین کے بعد تمھارا مرتبہ ہے۔ اس لئے ہم کو امیر ہونا چاہیے۔ تم کو وزیر۔ ہم کو تمھارے شورہ سے کام کرنا چاہیئے۔

یہ کہہ کر حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد بشیر بن سعدؓ اور زید بن ثابتؓ نے انصار کو سمجھایا سب راضی ہو گئے۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ آپ افضل مہاجرین سے ہیں۔ اور غار میں رفیق رہے۔ اور رسولؐ کی زندگی میں نماز کی امامت کی۔ اس لئے آپ کے ہوتے ہوئے خلافت کسی کے لئے زیبا نہیں۔ اس کے بعد حضرت بشیر بن سعدؓ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عبیدہؓ نے بیعت کی۔ پھر بکثرت صحابہ نے بیعت کی۔ یہ بیعت خاصہ تھی۔ دوسرے دن

مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ کا لقب خلیفۂ رسول اللہ ہوا۔

## خلافت کے کارنامے

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صرف دو برس تین مہینے ۹ دن خلافت کے کام کو انجام دیا۔ مگر آپ کا زمانہ خلافت ایسا نازک وقت تھا کہ ایسے وقت میں اس کام کو انجام دینا آسان نہ تھا آپ نے نہایت استقلال سے تمام کام انجام دئے۔

۱۔ جیش اسامہ۔ حضورؐ نے بیماری میں ایک لشکر کی روانگی کا حکم دیا تھا۔ جس کے سردار حضرت اسامہ مقرر ہوئے تھے۔ مدینہ اور اطراف مدینہ کے سات سو اصحاب اس مہم کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ مگر آپ کی شدت علالت اور وفات کی وجہ سے روانگی نہ ہوسکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے بیعت کے دوسرے روز حکم دیا کہ جیش اسامہ تیار ہوکر روانہ ہو۔ تمام صحابہ خلاف تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ سختی کا وقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جاہلیت میں تو سخت تھے اسلام میں نرم ہو گئے۔ دین کامل ہو چکا ہے اور وحی منقطع ہو چکی۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے۔ انصار نے کہا کہ اگر آپ لشکر روانہ ہی کرتے ہیں تو بجائے اسامہ کے کسی سن رسیدہ کو سردار مقرر کیجئے

آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہؐ نے اسامہ کو امیر لشکر بنایا تم مجھے کہتے ہو کہ میں ان کو معزول کر دوں۔ اس کے بعد خود پڑاؤ پر تشریف لے گئے۔ اور لشکر کو رخصت کر کے واپس آئے۔ رخصت کے وقت اسامہ گھوڑے پر تھے اور آپ پیدل تھے۔ اسامہؓ نے عرض کیا آپ سوار ہو لیں یا مجھے پیدل چلنے کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایک ساعت راہِ خدا میں اپنے پاؤں خاک آلود کروں تو اس میں میری کیا ذلت ہے۔ غازی راہ خدا میں جو قدم رکھتا ہے اس کے بدلے سات سو درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سات سو نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

یہ لشکر چالیس دن سے کچھ زائد میں کامیاب واپس آیا۔ اس سے عرب پر رعب چھا گیا اور سمجھ گئے کہ مسلمانوں میں ویسی ہی قوت باقی ہے۔

۲ ارتداد۔ نجد اور یمن کے رہنے والے اور بعض اور جنگل کے رہنے والے قبیلے اگرچہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن ان کے دلوں میں ابتک دین جما نہیں تھا۔ آں حضرتؐ کی وفات پر ان کو خیال پیدا ہوا کہ اب ہم اسلامی فرائض سے آزاد ہو گئے۔ چنانچہ انھوں نے زکوٰۃ کو روک دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان قبائل سے جنگ کا پورا ارادہ کر لیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وقت جنگ کرنا مصلحت نہیں

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر زکوٰۃ کا ایک جانور بھی کوئی قبیلہ روکے گا تو میں ضرور اُس سے جہاد کروں گا۔

جیشِ اسامہ کے واپسی پر آپ نے حضرت اسامہؓ اور اُن کے لشکر کو مدینہ میں اپنا قائم مقام کر کے خود صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اُن کو درست کر کے مدینہ واپس آئے۔

اسامہ کا لشکر اب تازہ دم ہو گیا۔ اس لئے ان کو ساتھ لے کر نکلے۔ مدینہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ذوالقصہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ گیارہ جھنڈے گیارہ آدمیوں کو دیئے۔ فوج کے دستے اُن میں تقسیم کر کے مختلف اطراف میں ان کو روانہ کیا۔

حضرت خالد بن ولید طلیحہ کے جانب روانہ ہوئے کہ بنی اسد کا سردار تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتھ بنی اسد۔ طے۔ بنی غطفان تھے۔ اس نے نجد میں اپنا لشکر جمع کیا تھا۔ حضرت عدی بن حاتمؓ کی کوشش سے قبیلہ بنی طے اسلام پر قائم ہو گئے۔ اور قریب ایک ہزار آدمیوں کے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت خالد طلیحہ سے لڑے اور اُن کو شکست دی۔ جماعت منتشر ہو گئی۔ اور خود بھاگا۔ کچھ دنوں کے بعد اسلام لایا۔

بنی تغلب کی ایک عورت سجاح نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ نصاریٰ کی جماعت اُس کے ساتھ ہو گئی۔ بنی تمیم کا قبیلہ بھی

اُن کے ساتھ ہو گیا۔ حضرت خالدؓ اس طرف پہنچے۔ اُس کی جماعت منتشر ہو گئی۔ بنی تمیم پھر مسلمان ہو گئے۔

۳۔ مسیلمہ کذاب۔ یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے دو لشکر روانہ کئے۔ ایک کے سردار عکرمہؓ۔ دوسرے کے شرجیلؓ اور حکم دیا کہ جب دونوں فوجیں اکٹھا ہو جائیں تو حملہ کریں۔ مگر حضرت عکرمہؓ نے پہلے ہی حملہ کر دیا۔ شکست کھائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں فوجوں کو دوسری طرف جانے کا حکم دیا۔ اور خالد بن ولیدؓ کو اس طرف بھیجا۔ مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار فوج تھی۔ نہایت ہولناک جنگ ہوئی۔ مسلمان اس بہادری سے لڑے کہ مسیلمہ مارا گیا۔ اور اس کی فوج کے بکثرت آدمی قتل ہوئے۔ بقیہ فوج اسلام لائی۔

۴۔ قبیلہ عنس کے سردار اسود عنسی نے آنحضرتؐ کی وفات کے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یمن کے دیہاتی اس کے پیرو ہو گئے تھے۔ اُس نے ان کی مدد سے نجران پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر حضورؐ کی حیات ہی میں اس کے شہر کے ایک شخص نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد اُس کے بعض ماننے والوں نے پھر فتنہ برپا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر بن امیہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ انھوں نے سرغناؤں کو گرفتار کر لیا۔ اور صنعا پر قبضہ کر لیا۔

پھر مہاجر صنعا سے حضرموت کی طرف گئے۔ وہاں کے لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ وہاں عکرمہؓ کی فوج بھی مل گئی۔ وہاں کے لوگوں کو شکست ہوئی اور اُن کا سردار گرفتار ہو گیا۔

ان کے علاوہ کئی لڑائیاں مرتدین سے ہوئیں۔ سب میں مسلمان ہی غالب رہے۔

ان تمام واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد اس کو مان لینا پڑے گا کہ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پکا ارادہ اور ایسا مضبوط دل عنایت فرمایا تھا جو دنیا کے کسی بڑے سے بڑے آدمی میں بھی نہیں پایا جا سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ارتداد کے اس فتنہ کو ایک سال سے بھی کم میں دور کر دیا۔ اگر وہ اس مستعدی سے اس قدر جلد اس کو دور نہ کرتے تو آج مسلمانوں کی تاریخ کو جو رتبہ حاصل ہے وہ نہ ہوتا۔

**جنگ ایران۔** حضرت ابوبکرؓ جب مرتدین کی مہم سے فارغ ہوئے تو حضرت خالد بن ولید کو ایران پر فوج کشی کا حکم دیا۔ جس وقت اُن کو یہ فرمان ملا۔ اسی وقت عراق کے حاکم ہرمز کو آپ نے خط لکھا کہ (تم اسلام لاؤ۔ یا جزیہ دو۔ ورنہ میں ایسی قوم کو تمھارے مقابلہ کے لئے لا رہا ہوں جو موت کو ویسی ہی دوست رکھتی ہے جیسی تم زندگی کو) اس کے بعد ہی وہ خود فوج لے کر عراق پہنچ گئے۔

ہرمز کو جس وقت یہ خط ملا بادشاہ ایران کے پاس بھیج دیا۔ اور

اپنی ساری فوج جمع کر کے بڑھایا۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو
حضرت خالدؓ نے ہرمز کو للکارا۔ وہ مقابلہ کے لئے آیا اور مارا گیا
اس کے بعد ایرانی بھاگ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو جب اس فتح کی خبر
پہنچی تو نہایت خوش ہوئے۔ اور ہرمز کا تاج حضرت خالدؓ کو مرحمت
فرمایا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ حضرت خالدؓ وہاں سے
آگے بڑھے۔ ایران کی طرف سے قارن کی ماتحتی میں ایک فوج ہرمز
کی مدد کے لئے روانہ کی گئی تھی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ہرمز کو شکست
ہوئی تو انھوں نے مقام مذار میں خیمے ڈال دیئے حضرت خالدؓ نے
اپنی فوج اس طرف بڑھایا۔ مقابلہ کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی
اور ان کا سردار قارن مارا گیا۔ ایرانی بھاگے اس جنگ میں تیس ہزار
ایرانی مارے گئے۔

شاہ ایران کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے ایک بہت بڑی فوج بھیجی
جب حضرت خالدؓ کو حال معلوم ہوا تو مقابلہ کے لئے آگے بڑھے
اس فوج کو بھی حضرت خالدؓ نے شکست دی۔ اس کا سردار بدحواس
ہو کر بھاگا۔ اور پیاس کی شدت سے مر گیا۔

اس لشکر کی قبیلہ بکر کے عیسائیوں نے بھی مدد کی تھی اور وہ اکثر
مارے گئے۔ اس لئے عیسائیوں کو بھی جوش آیا۔ وہ بہمن کی فوج میں
جا کر مل گئے۔ حضرت خالدؓ نے اس پر بھی حملہ کیا۔ اس کی فوج
زیادہ حصہ قتل کیا گیا۔ اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

پھر آپ نے حیرہ کا محاصرہ کیا۔ اُنھوں نے اپنے میں لڑنے کی طاقت نہ دیکھی۔ ایک لاکھ نوے ہزار سالانہ جزیہ دینا منظور کر کے صلح کر لی۔ حضرت خالدؓ نے اُن سے ایک عہد نامہ لکھوا لیا۔

اس کے بعد اس طرف سے اکثر حاکموں نے صلح کر لی۔ اور سب نے مل کر تقریباً بیس لاکھ درہم سالانہ جزیہ دینا منظور کر لیا۔

حضرت خالدؓ جنوبی عراق سے فارغ ہو کر شمالی عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے انبار کے قلعہ میں چھپ گئے تھے۔ آپ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور اُن پر تیر برسائے۔ انھوں نے اس بات پر صلح کی کہ خود قلعہ سے نکل جائیں۔ اور قلعہ معہ تمام مال و اسباب کے مسلمانوں کے سپرد کر دیں۔ حضرت خالدؓ نے اس کو منظور کر لیا۔ اس فتح کے بعد اس اطراف کے رئیسوں نے بھی جزیہ منظور کر کے صلح کر لی۔ وہاں سے عین التمر کی طرف بڑھے۔ جہاں بہرام چوبین کا لڑکا مہران فوج لئے پڑا تھا۔ اور اس کی مدد کے لئے عیسائیوں کی فوج تھی۔ جس کا حاکم عقہ تھا۔ عقہ اپنی فوج لے کر حضرت خالدؓ کے مقابلہ میں آیا۔ جنگ ہوئی۔ عقہ گرفتار ہو گیا۔ مہران یہ دیکھ کر قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عقہ کی فوج قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئی۔ مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ اور سب کو قتل کر ڈالا۔

یہاں حضرت خالدؓ کو عیاض بن غنم کا خط ملا۔ جو شمالی عراق میں دومۃ الجندل کا محاصرہ کئے تھے۔ انھوں نے ان کو بلایا تھا

حضرت خالدؓ نے یہ جواب دیا کہ تمہارے ہی پاس آتا ہوں۔ جب دومۃ الجندل کے نصارے عرب کو جو بہت بڑی فوج سے پڑے تھے حضرت خالدؓ کی خبر ہوئی تو اُن کے سردار نے کہا کہ ہم حضرت خالدؓ کو جانتے ہیں۔ تم اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے صلح کر لو۔ اُن لوگوں نے اُس کی بات نہ مانی تو وہ بھاگ گا۔ اسی بھاگنے میں مارا گیا۔

دومۃ الجندل کا محاصرہ ایک طرف سے عیاض نے دوسری طرف سے خالدؓ نے کیا۔ محصورین نے تنگ آکر شکست کھائی۔ اس فتح کے بعد خالدؓ حیرہ واپس چلے آئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ اہل عجم پھر مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ سامان کر رہے ہیں۔ آپ نے دو طرف فوجیں بھیجیں۔ ایک طرف خود روانہ ہوئے۔ لڑائی ہوئی مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

مقام فراض میں جہاں شام۔ عراق اور جزیرہ کی سرحدیں ملتی ہیں۔ ایرانیوں۔ عربوں نے جمع ہو کر مقابلہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے سب کو شکست دی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ یرموک ملک شام میں جو اسلامی فوج ہے جا کر اس میں شریک ہو جاؤ۔

حضرت خالدؓ چودہ مہینے عراق میں رہے۔ اور ان کے ساتھ صرف دس ہزار فوج تھی۔ اور اسی قدر اور امراے اسلامی کے پاس۔ اس تھوڑے عرصہ میں اور تھوڑی فوج سے ایران کی ا

بڑی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور جتنی لڑائیاں پیش آئیں کسی میں آپ کو شکست نہیں ہوئی۔ دنیا کے کسی سپہ سالار کا ان سے بہتر کارنامہ کسی تاریخ میں نہ ملے گا۔

جنگ روم۔ شام اور روم کے لوگ آنحضرتؐ کے وقت ہی سے اسلام کے دشمن تھے۔ انھوں نے عیسوی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے جب دعوت اسلام کا خط حضرت حارثؓ کے ہاتھ بھیجا تو وہ قتل کئے گئے۔ اُن کے قصاص کے لئے ۸ھ میں مدینہ سے تین ہزار فوج بھیجی گئی۔ رومی اور شامی فوج سے مقام موتہ میں مقابلہ ہوا۔ جس کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ جس میں حضرت زید بن حارثؓ اور حضرت جعفر طیار وغیرہ شہید ہوئے تھے۔ آخر میں حضرت خالدؓ اس قلیل فوج کو دشمن کے نرغہ سے نکال لائے تھے۔ اس کے بعد شامی اور رومی فوج نے مدینہ پر حملہ کی تیاری کی۔ حضورؐ خود تیس ہزار فوج لے کر تبوک تشریف لے گئے مگر وہ لوگ مقابلہ کے لئے نہ آئے۔ پھر اُن کے حملہ کی خبر آئی تو حضورؐ نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔ جس کے سردار اسامہؓ تھے۔ حضورؐ کی علالت کی وجہ سے یہ لشکر رک گیا۔

حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اس لشکر کو بھیجا۔ مگر اس سے کوئی نفع نہ ہوا۔ مدینہ خطرہ سے خالی نہ رہا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے چار بڑے سپہ سالار منتخب کئے۔ اُن میں سے ہر ایک کے

ساتھ ایک ایک فوج نامزد کی اور ان کے راستے متعین کر کے شام کی طرف روانہ کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو حمص کی طرف اور حضرت عمرو بن عاص کو فلسطین کی طرف۔ اور حضرت یزید بن ابی سفیان کو دمشق کی طرف۔ اور حضرت شرجبیل بن حسنہ کو اردن کی طرف ان تمام افواج کی تعداد ۲۷ ہزار تھی۔

جب رومیوں کو اسلامی فوج کی آمد معلوم ہوئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فوجیں چار حصوں میں منقسم ہیں۔ تو یہ کوشش کی کہ یہ فوجیں اکٹھا نہ ہونے پائیں۔ مسلمان سرداروں کو جب یہ خبر ملی۔ تو آپس میں خط و کتابت کر کے حضرت ابو بکرؓ سے اجازت لے کر یرموک میں مل گئے۔

ہرقل نے بھی چاروں طرف فوجیں بھیجیں۔ جب مسلمانوں کے اجتماع کا حال اس کو معلوم ہوا تو اس نے بھی حکم دیا کہ سب فوجیں مل جائیں۔ اس کی فوج واقوصہ میں جمع ہوئیں۔ اس کی کل تعداد دولاکھ چالیس ہزار تھی۔ ان فوجوں کے ایک طرف دریا۔ دوسری طرف پہاڑ تھا۔

اسلامی فوج نے بھی یرموک سے بڑھ کر ان کے ساتھ صفیں جمائیں۔ رومی فوج گھر گئی۔ ان کے آنے جانے کا کوئی راستہ نہ رہا۔ ۳ ماہ تک یہ محاصرہ رہا۔ مسلمانوں نے حضرت ابو بکرؓ سے

مدد چاہی۔ آپ نے حضرت خالدؓ کو لکھا۔ وہ دس ہزار فوج لے کر نہایت تیزی کے ساتھ پہنچ گئے۔ دیکھا کہ مسلمان الگ الگ لڑ رہے ہیں اور دشمن یکبارگی حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے سب سے کہا کہ سب کو ایک امیر کے ماتحت لڑنا چاہیئے۔ ورنہ کامیابی نہ ہوگی۔ ہم باری باری سے امیر ہوں۔ ایک دن ایک۔ دوسرے دن دوسرا۔ مگر آج تمام فوج کا امیر مجھے بنا دو۔ سب نے منظور کیا۔ حضرت خالدؓ نے اس فوج کی عمدہ ترتیب دی۔ اور ان سرداروں کو فوج کے ایک ایک طرف افسر مقرر کیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی۔

حضرت خالدؓ کے حکم سے سامنے سے تیر برسائے گئے۔ پھر عام حملہ کیا۔ غنیم کے سواروں نے شکست کھائی۔ اور بھاگ نکلے۔ پھر اسلامی فوج نے پیادوں پر حملہ کیا۔ اور اُن کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور چونکہ ان کے پیچھے پہاڑ تھا اس لئے بھاگ نہ سکے۔ بکثرت مارے گئے۔ اور بقیہ دریا کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے ایسا پیچھا کیا کہ ایک لاکھ بیس ہزار پانی میں ڈوب گئے۔ لڑائی صرف ایک دن رات رہی۔ اور روم فتح ہو گیا۔ اور ہرقل شام سے خود بھاگ گیا۔ اس لئے تمام ملک روم مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

حضرت ابوبکرؓ کو ۷ جمادی الثانی ۱۳ھ میں بخار آیا۔ دو ہفتہ تک برابر قائم رہا۔ جب مسجد جانے سے معذور ہوئے تو حضرت عمرؓ کو امامت کے لئے فرمایا۔ وہ برابر اس خدمت کو انجام دیتے رہے

جب صحت سے نا امید ہوئے تو صحابہ کرام کو بلا کر جانشینی کے مسئلہ میں مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ ان کے ہونے میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے۔ مگر کسی قدر سخت ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے بھی سختی کا اندیشہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب خلافت کا بار پڑے گا تو نرم ہو جائیں گے۔ غرض سب کی تسلی کر کے حضرت عثمانؓ سے خلافت کا عہد نامہ لکھوایا۔ اور اپنے غلام کو دیا کہ مجمع عام میں سنائیے۔ اور خود بالاخانہ پر جا کر تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں نے اپنے کسی عزیز کو خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ بلکہ جو تم میں سب سے بہتر ہے اس کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ سب نے اس کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو بلا کر چند نصیحتیں کیں۔

۲۱۔ جمادی الثانی یوم دوشنبہ ۱۳ھ کو شام کے وقت ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

## طرزِ معاشرت

ذریعہ معاش۔ اصل ذریعہ معاش تجارت تھا۔ خلیفہ ہو جانے کے بعد چھ ماہ تک وہ تجارت ہی سے گزر کرتے رہے۔ جب خلافت

کے کام سے تجارت کی فرصت نہ رہی تو ڈھائی ہزار درہم سالانہ
(جس کے آٹھ سو روپیہ کے قریب ہوتے ہیں) مسلمانوں کے مشورہ
سے بیت المال سے مقرر کئے گئے۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی
فلاں زمین بیچ کر وہ تمام رقم جو بیت المال سے لی گئی ہے واپس
کردی جائے۔

لباس کبھی تکلف کے کپڑے نہ پہنتے تھے۔ خلافت کے بعد یہ
سادگی اور بڑھ گئی۔ کفن بھی آپ کا آپ کی وصیت کے مطابق انھیں
کپڑوں میں دیا گیا جو پہنے تھے۔

## اخلاق وعادات

آپ فطرۃً نہایت خلیق تھے۔ اور ایام جاہلیت میں بھی پارسا۔
رحم دل۔ راستباز۔ دیانت دار تھے۔ شراب اور بدکاری سے طبعی نفرت
تھی۔ نہایت فیاض تھے۔ غریبوں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے
تھے۔ عزیزوں کا خیال رکھتے تھے۔ نہایت مہماں نواز تھے زبان پر
غصہ کی حالت میں بھی کوئی سخت لفظ نہ لاتے تھے۔

ایمان لانے کے بعد دنیا طلبی اور جاہ پسندی سے قطعی نفرت
ہوگئی تھی۔ آپ نے اپنی تمام دولت راہ خدا میں دیدی۔ یہانتک کہ
زمانۂ خلافت میں بیت المال سے جو رقم لی تھی اس کے بابت بھی
وصیت فرمائی کہ میری فلاں زمین بیچ کر ادا کر دینا۔

نہایت منکسر المزاج تھے۔ اپنی بھیڑ بکریاں خود چراتے۔ محلہ والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے۔ کپڑے کی تجارت کے زمانہ میں کندھے پر کپڑوں کا تھان رکھ کر بازار میں جاتے اور فروخت کرتے زمانہ خلافت میں جب تک تجارت کرتے رہے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے رہے کوئی خلیفہ ہونے کی وجہ سے آپ کی تعظیم کرتا تو آپ کو تکلیف ہوتی منع فرماتے۔ کوئی تعریف کرتا تو آپ کو ناگوار ہوتا۔

قبول اسلام سے پہلے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے۔ یہ سب دولت آپ نے راہ خدا میں صرف کردی جس کا اقرار خود حضورؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے جان اور مال سے زیادہ کسی کا احسان مجھ پر نہیں ہے۔ فتح مکہ سے قبل جن لوگوں نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اُن کی تعریف خود خداوند کریم نے فرمائی ہے سورہ حدید رکوع ۱ میں ہے (تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور لڑے وہ (دوسرے مسلمانوں کے) برابر نہیں ہوسکتے۔ بلکہ یہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضورؐ نے صدقہ کے فضائل بیان کئے تو ہم نے ارادہ کیا کہ آج حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ جائیں۔ اپنا نصف مال لاکر حاضر کردیا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ اے عمرؓ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ نصف مال

پھر حضرت ابوبکرؓ اپنا کل مال لئے ہوئے تشریف لائے۔ حضورؐ نے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا۔ آپ نے عرض کی اللہ اور اللہ کے رسول کو۔ میں نے خیال کیا کہ میں اب کسی بات پر حضرت ابوبکرؓ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ یہ صدقہ آپ کا ایسا مقبول ہوا کہ اُسی وقت حضرت جبریل تشریف لائے۔ اور حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے ابوبکرؓ سے ہمارا اسلام کہئے۔ اور پوچھئے کہ وہ اس فقر و فاقہ میں بھی مجھ سے راضی ہیں یا نہیں۔ آپ نے اُن سے کہا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ میری کیا مجال ہے کہ میں ناخوش ہوں۔ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔

آپ اکثر محلہ والوں کے کام کر دیتے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے اور کمزوروں کی اپنے ہاتھ سے خدمت فرماتے۔

آپ رات رات بھر نمازیں پڑھتے۔ دن کو روزے رکھتے۔ خدا کے خوف سے اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔ اور اسقدر روتے کہ دوسروں پر بھی اثر ہوتا۔

علم۔ آپ صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ صحابہؓ کو جب کسی مسئلہ میں تامل ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ کی طرف رجوع کرتے۔ اور آپ کی رائے پر عمل کرتے۔

آپ تقریر کرنے میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔ خواب کی تعبیر صحیح کرتے تھے۔ اور علم انساب میں بھی بہت مہارت تھی۔ قرآن اور حدیث کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔

**شجاعت**۔ حضرت علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ سے بڑھ کر کوئی شجاع اور دلیر ہے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضؓ جنھوں نے بڑی دلیری سے کفار کے مقابلے کئے اور کبھی لڑائی سے نہیں گھبرائے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اے لوگو! مجھے خبر دو کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا آپ۔ فرمایا۔ میں ہمیشہ اپنے برابر والوں سے لڑتا ہوں۔ سب سے زیادہ دلیر حضرت ابوبکرؓ ہیں جنگ بدر میں رسولؐ کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے صلاح کیا کہ اس میں حضورؐ کی حفاظت کے لئے کون رہے گا۔ خدا کی قسم ہم میں سے کسی کی ہمّت نہ ہوئی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ کسی شخص کو آپ تک نہ آنے دیا۔ اگر کوئی آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا تو آپ فوراً اُس پر حملہ کر دیتے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مشرکین نے حضورؐ کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا۔ اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور گرانے لگے۔

اور فرماتے جاتے تھے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو کہتا ہے میرا پروردگار ایک ہے۔

# آپ کا طرزِ حکومت

جب کوئی معاملہ پیش آتا پہلے قرآن مجید کو دیکھتے۔ پھر حدیث کی طرف توجہ فرماتے۔ اگر کوئی حدیث خود نہ یاد آتی تو مجمع میں آکر دریافت فرماتے۔ کہ اس معاملہ میں کس کو کون حدیث یاد ہے۔ جب حدیث بھی نہ ملتی تو اہل الرّائے صحابہ کو جمع کرتے۔ جس رائے پر اجماع ہو جاتا اُسی پر کاربند ہو جاتے۔

مساوات کا بہت خیال رکھتے۔ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی کسی مسلمان کو ذلیل نہ سمجھے۔ اور فرماتے کہ چھوٹا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ ایک مرتبہ مجمع میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آکر کہا یا خلیفہ رسول اللہ! آپ نے فرمایا تمام مجمع میں خصوصیّت کے ساتھ مجھ کو کیوں سلام کیا۔

خلافت کے زمانہ میں جب پہلے مرتبہ ادائے عمرہ کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ آپ نے سب کو علیحدہ کر دیا فرمایا کہ اپنی اپنی راہ چلو۔ کیوں کہ اس میں غرور کی شان تھی۔

جو حضورؐ کے مقرر کردہ عامل تھے اُن کو آپ نے کبھی موقوف

نہیں کیا۔ جس کام کا حضورؐ نے ارادہ کیا تھا۔ اور زندگی نے وفا نہ کی اس لئے پورا نہ ہو سکا۔ اس کے پورا کرنے کا سختی سے آپ نے خیال رکھا۔ اور تا امکان اس کو پورا کیا۔

## آپ کی علمی خدمات

قرآن مجید بطور وحی ۲۳ برس تک تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ بہت سے صحابہ کرام رضؓ ایسے تھے جن کو پورا قرآن مجید حفظ تھا۔ اور بکثرت ایسے تھے جن کو مختلف حصے یاد تھے۔ جب وحی نازل ہوتی تو حضورؐ کاتبان وحی سے کسی کو طلب فرما کر لکھوا دیتے۔ حضرت زید بن ثابت اکثر اس کام کو کرتے۔ اور وہ سب اجزا حضورؐ کے پاس محفوظ تھے۔ جنگ یمامہ میں جب بکثرت حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمر رضؓ نے باصرار حضرت ابوبکر رضؓ کو جمع قرآن پر آمادہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت زید کو بلوا کر سارا قصہ بیان فرمایا پھر وہ اجزا نکالے گئے۔ حضرت زید اس احتیاط سے اس کو لکھتے کہ ہر جزو کو بار بار ان صحابہ رضؓ سے مقابلہ کرتے جن کو پورا قرآن یا جزو یاد تھا۔ جب اس احتیاط اور تحقیق سے پورا قرآن مجید جمع ہو گیا۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ نے اس کا نام مصحف رکھا۔ یہ خاص نسخہ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت ابوبکر رضؓ خود بھی حافظ قرآن تھے اور کاتب وحی بھی تھے۔

آپ سے حدیثیں بھی مروی ہیں۔ مگر احتیاط مزاج میں زیادہ تھی۔ اس لئے آپ سے حدیثیں کم مروی ہیں۔

حدیث اور قرآن سے اجتہاد کا قاعدہ بھی آپ ہی نے مقرر فرمایا۔ تمام مجتہدین نے اسی قاعدہ کے مطابق مسائل میں اجتہاد کیا۔ اور فقہ کے مشکل مسائل کو حل کیا۔

خواب کی تعبیر میں آپ کو تمام صحابہ سے زیادہ دخل تھا۔ تصوف کے آپ امام ہیں۔ علم انساب کے بہت بڑے عالم تھے۔ فصاحت میں آپ سے اور حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی صحابی نہ تھے۔

# فضائل

علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے کہ آپ تمام امت سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ پھر باقی عشرہ مبشرہ۔ پھر اہل بدر۔ پھر اہل احد۔ پھر اہل بیعۃ الرضوان پھر باقی تمام صحابہؓ۔

آپ نے ہجرت میں حضورؐ کا ایسے وقت میں ساتھ دیا۔ جبکہ جان کا خطرہ تھا۔ تمام دنیا آپ کی دشمن تھی۔ جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سورہ توبہ میں کی ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔ اس میں ثانی سے حضرت ابو بکرؓ مراد ہیں۔

حضرت بلالؓ کو جس وقت آپ نے امیہ بن خلف سے خرید کیا۔

اور اُن کو اُس ظالم کے ظلم سے چھوڑا کر حضورؐ کی خدمت کے لئے آزاد کر دیا۔ حضورؐ بہت خوش ہوئے۔ اور یہ دینی خدمت اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اُس نے آپ کی۔ اور یہ وعدہ کیا کہ ایسا شخص اُس آگ سے دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ اور جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ (دیکھو سورہ لیل پارۂ عم)۔

حضرت بلالؓ کی خریداری پر کفار کہنے لگے کہ حضرت ابوبکرؓ پر حضرت بلالؓ کا کوئی حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی صفائی خود کی۔ دیکھو سورۂ لیل پارہ عم۔ فرماتا ہے کہ سوائے اپنے عالی شان پروردگار کی رضا جوئی کے اُن کے ذمہ کسی کا حق نہیں ہے کہ اُس کا بدلہ اُتارتے ہوں۔ اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا۔

فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے مال خرچ کیا یا لڑے اُن کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ جو سورۂ حدید میں ہے لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ الخ یعنی جو لوگ فتح مکہ سے پہلے خرچ کر چکے اور لڑے وہ اور لوگوں کے برابر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور لڑے اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے تمام اعمال کی پوری خبر ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی اور آیتیں ہیں جس سے حضرت ابوبکرؓ

کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ میں نے مختصراً یہاں چند آیات کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔ اب چند حدیثیں آپ کے فضائل میں لکھتا ہوں ان کو ملاحظہ فرمائیے۔

(حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ کے عتیق (آزاد کئے ہوئے) ہو۔ اُس دن سے آپ کا لقب عتیق ہو گیا)

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ نے لوگوں سے واقعہ معراج بیان کیا تو کسی نے تصدیق نہ کی۔ حضرت ابوبکر رضؓ سے بیان کیا تو اُنھوں نے فوراً تصدیق کی۔ اُس وقت آپ کو صدیق کا لقب ملا۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو حضرت ابوبکر رضؓ کو بناتا۔ لیکن ابوبکر رضؓ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں۔

(حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں بہت سے دروازے ہیں۔ جو شخص جہاد کرے گا یا صدقہ دے گا یا روزے رکھے گا۔ یا اور کوئی نیکی کرے گا وہ اُسی دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے

فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میں امید کرتا ہوں کہ تم اُنھیں میں سے ہو گے جو سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔)

(۵) حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عام تجلی فرمائے گا۔ اور حضرت ابوبکرؓ پر خاص تجلّی فرمائے گا۔)

(۶) سلیمان بن یسارؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جنت دینا چاہتا ہے تو تین سو ساٹھ عمدہ خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت اُن میں پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! اُن میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمھیں مبارک ہو تم میں وہ تمام خصلتیں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک عورت آئی اُس نے آپ سے کچھ باتیں کیں۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ پھر آنا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پاس آنا۔

(۷) حضرت مقدامؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقیلؓ اور حضرت ابوبکرؓ میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت عقیلؓ چونکہ حضورؐ کے عزیز تھے اس لیے حضرت ابوبکرؓ خاموش رہ گئے۔ مگر حضرت عقیلؓ نے حضورؐ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے دوست کو میرے

چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اُن کی شان پر غور کرو۔ قسم ہے خدا کی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے۔ جس کے دروازے پر اندھیرا نہ ہو۔ صرف ابوبکرؓ کا دروازہ ہے جس پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھٹلایا۔ اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی۔ تم نے میرے ساتھ بخل کیا۔ ابوبکرؓ نے میرے اوپر خرچ کیا۔ تم نے مجھے بدنام کیا۔ ابوبکرؓ نے مجھے آرام دیا اور میری اتباع کی۔

(۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں جنت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ جائیں گے۔

حمید بن انسؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے کہہ دیجئے کہ میں ان سے راضی ہوں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی محبت اور اُن کا شکریہ میری تمام اُمت پر واجب ہے۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم غار میں میرے رفیق تھے۔ حوض کوثر پر بھی میرے رفیق رہو گے۔

(۱۵) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز میں امام بنایا۔ حالانکہ میں حاضر تھا۔ جو خدا اور رسول کی مرضی ہے میں اس میں راضی ہوں۔

سعید بن مسیب رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں بجائے وزیر کے تھے۔ آپ تمام کاموں میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ وہ غار میں آپ کے ثانی تھے عریش بدر میں آپ کے ثانی تھے۔ قبر میں آپ کے ثانی ہیں۔ حضورؐ کسی کو اُن کے اوپر مقدم نہ کرتے تھے۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کسی کا مجھ پر احسان نہیں ہے۔ سب کے احسان کا میں نے بدلہ دیدیا ہے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے احسان کے۔ اُن کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے نفع دیا۔

(۱۲) حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر تھے۔ اور رسول خداؐ کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کو تمام اہل زمین کے ایمان کے ساتھ اگر وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکرؓ کا ایمان سب سے بھاری رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کی زندگی میں آپ کی اُمت میں سب سے افضل حضرت ابوبکرؓ کو جانتے تھے پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمانؓ کو۔

(۱۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کے

ہوتے کسی کو لائق نہیں ہے کہ وہ امامت کرے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے کہا کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا میں آدھا مال لایا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ اے عمرؓ! تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! اپنا آدھا مال چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال حضورؐ کے پاس لائے آپ نے پوچھا اے ابابکرؓ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا آپ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو۔ میں نے کہا کہ میں کبھی ان سے بڑھ نہیں سکتا۔

## ۲۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام عمر اور ابو حفص کنیت اور فاروق لقب تھا۔ آپ کے والد کا نام خطاب تھا۔

ایام جاہلیت میں بھی آپ کا خاندان نہایت ممتاز تھا۔ آپ ہجرت سے ۴۰ سال قبل پیدا ہوئے۔ اسلام سے قبل آپ نے سپہ گری۔ پہلوانی۔ شہسواری سیکھ لی تھی۔ نسب دانی میں بھی آپ کو مہارت تھی۔ لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا منصب سفارت پر مامور تھے۔ قبائل عرب میں جب کوئی رنج پیدا ہو جاتا تو آپ سفیر بن کر جاتے۔

ذریعہ معاش آپ کا تجارت تھا۔ اسی سلسلہ سے دور دور ملکوں کا آپ نے سفر کیا۔ آپ کی عمر ۲۷ سال کی ہوئی۔ جب حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی۔ اور توحید کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمرؓ جب کبھی کے لشدت سنتے کہ وہ اسلام لایا تو سخت غصہ ہوتے۔ آپ کے بہنوئی حضرت سعیدؓ اور آپ کی بہن فاطمہؓ مسلمان ہوئیں۔ اور ایک لونڈی لبینہ مسلمان ہوئی۔ لبینہ کو آپ بے حد مارتے۔ جب تھک جاتے تو فرماتے ذرا دم لے لوں۔ اس کے علاوہ جس پر قابو چلتا اس کو مارتے۔ مگر کسی نے بھی ان سختیوں سے اسلام کو نہ چھوڑا۔ آخر مجبور ہو کر خود حضورؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ تلوار کمر میں لگا سیدھے حضورؐ کی طرف چلے۔ راہ میں نعیم بن عبداللہ مل گئے۔ اور ان کے تیور دیکھ کر پوچھا خیر تو ہے۔ بولے محمدؐ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔ انھوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لیجئے۔ تمھاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔

فوراً پلٹے۔ بہن کے یہاں گئے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھیں۔ آپ کی آہٹ پاکر چپ ہو گئیں۔ اور قرآن کے اجزا چھپا لئے۔ لیکن ان کے کانوں میں آواز پڑ چکی تھی۔ پوچھا یہ کیا آواز تھی۔ بولیں کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا میں سن چکا ہوں تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ جب بہن بچانے آئیں تو ان کو بھی اسقدر مارا کہ تمام جسم سے خون بہنے لگا۔ انھوں نے

کہا کہ اے عمر! تم جو چاہے کرو مگر اب اسلام ہمارے دل سے نہیں نکل سکتا۔

ان الفاظ سے آپ کے دل پر خاص اثر ہوا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ آپ کی بہن نے قرآن مجید کے اجزا سامنے لاکر رکھ دیئے۔ دیکھا تو یہ لکھا تھا۔ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے سب خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں وہ غالب حکمت والا ہے)۔ یہ سورہ حدید کی آیت ہے اس کے ہر ہر لفظ سے آپ کے دل پر اثر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پر پہنچے تو بے اختیار پکار اٹھے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آستانہ مبارک پر پہنچ کر دستک دی چونکہ ہاتھ میں ننگی تلوار تھی صحابہؓ کو تردد ہوا۔ تو حضرت حمزہؓ نے فرمایا آنے دو۔ مخلصانہ آئے ہیں تو بہتر ہے ورنہ انہیں کی تلوار سے ان کا سر قلم کر دوں گا۔

حضرت عمرؓ نے جب اندر قدم رکھا تو حضورؐ خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ کیوں عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو؟ آپ کو دیکھ کر حضرت عمرؓ پر آپ کا رعب طاری ہو گیا۔ کانپ اٹھے۔ عرض کیا ایمان لانے کے لئے۔ حضورؐ نے اور صحابہؓ نے

بے ساختہ زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

حضرت انس رضؓ کی روایت میں بجائے سورۂ حدید کے سورۂ طٰہٰ ہے۔ جب آپ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ (میں ہی خدا ہوں۔ سوا میرے کوئی خدا نہیں ہے اس لئے مجھی کو پوجو۔ اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو) اس آیت پر پہنچے تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور فرمایا کہ مجھے حضورؐ میں لے چلو۔

آپ نبوت کے چھٹے یا ساتویں سال مسلمان ہوئے۔ اس وقت صرف ۳۹ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ مگر مسلمان چھپ چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ آپ کے اسلام کے ساتھ ہی حالت بدل گئی جب آپ نے کفار کے مجمع میں اپنے اسلام کا اعلان فرمایا۔ تو کفار کو نہایت غصہ ہوا اور آپ کو بھی ایذائیں پہنچاتے رہے۔ مگر آپ نہایت استقلال سے اُن کا مقابلہ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ علانیہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ آپ نے نماز پڑھی۔ حضورؐ نے اس صلہ میں آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

چھ سات برس تک آپ نے کفار کی ایذائیں اُٹھائیں ۱۳ھ میں حضورؐ کی اجازت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر اس طرح روانہ ہوئے کہ ہتھیار بند خانہ کعبہ پہنچے۔ نہایت اطمینان سے طواف کیا۔ نماز پڑھی پھر مشرکین سے فرمایا

جس کو مقابلہ کرنا ہو مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرے۔ مگر کسی کی ہمت نہ پڑی۔

آپ نے مدینہ پہنچکر قبا میں قیام فرمایا۔ آپ کے بعد اور بہت سے صحابہ ہجرت کرکے تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے خود حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کی اور قبا میں قیام فرمایا۔

مدینہ پہنچکر سب سے پہلے حضورؐ نے مہاجرین کے قیام کا انتظام فرمایا اور انصار سے اُن کا بھائی چارہ قائم کر دیا۔ آپ کی اخوۃ عتبان بن مالک سے قائم کی۔ پھر آپ وہیں رہنے لگے۔ جب مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو اعلان نماز کی ضرورت ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے یہ رائے دی کہ ایک آدمی مقرر ہو وہ اعلان کرے۔ اُس وقت سے اذان قائم ہوئی۔

## غزوات اور آپ کے دیگر حالات

اسلام لانے کے بعد سے حضورؐ کی وفات تک جتنی لڑائیاں پیش آئیں۔ غیر قوموں سے جو معاہدات ہوئے اور جو انتظامات کئے گئے۔ اور اشاعت اسلام کی جو تدبیریں عمل میں آئیں۔ کوئی کام بغیر حضرت عمرؓ کی شرکت کے انجام نہیں پایا۔ مگر یہاں ہم مختصر لکھتے ہیں۔

جب آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو قریش کو یہ خیال ہوا کہ اگر مسلمانوں کی جلد بیخ کنی نہ کی گئی تو زیادہ زور

پکڑ جائیں گے۔ اس خیال سے اب انھوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں۔ ایک سال کے بعد ۲ھ میں بدر کا واقعہ پیش آیا۔ اس میں حضرت عمرؓ رائے۔ تدبیر۔ جانبازی سے حضورؐ کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ حضورؐ کے اور اسلام کے مقابل میں آپ نے عزیزوں کی بھی پروانہ کی۔ اپنے ماموں عاصی بن ہشام کو اپنے ہاتھ سے مارا۔

واقعہ بدر کے بعد مدینہ کے یہود سے یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف دشمن کو مدد نہ دیں گے۔ اور کوئی دشمن چڑھ آئے تو مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ لیکن پھر اُن کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ مسلمان زور پکڑ کر اُن کے مقابل بن جائیں گے۔ اس لئے خود چھیڑ شروع کردی۔ یہاں تک کہ معاہدہ توڑ ڈالا۔ حضورؐ نے اُن پر چڑھائی کی۔ یہاں تک کہ سب گرفتار کر کے جلاوطن کئے گئے۔

قریش کو بدر کی شکست سے بدلہ لینے کا بے حد جوش تھا۔ یہاں تک کہ شوال ۳ھ میں اُحد کا معرکہ پیش آیا۔ اس میں پہلے تو مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ لیکن مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے مشرکین نے دوبارہ حملہ کر دیا۔ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی کسی نے حضورؐ کے شہید ہونے کی خبر غلط مشہور کردی۔ جس سے مسلمان پریشان ہو گئے۔ کوئی مدینہ بھاگ گیا۔ کوئی اس خیال سے لڑتا رہا کہ آپ کے بعد جینا بیکار ہے۔ کسی نے سپر ڈال دی کہ اب

لڑنے سے کیا حاصل۔ حضرت عمرؓ نے بھی سپر ڈالدی۔ حضرت انسؓ نے آپ سے کہا کہ اگر حضورؐ شہید ہو گئے تو خدا تو زندہ ہے بیٹھے کیا ہو چلکر لڑو۔ حضرت انسؓ خود لڑے اور ۷۰ زخم کھا کر شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور زندہ ہیں تو حضورؐ کے خدمت میں پہونچے۔

پھر ایک دستہ فوج کفار کا حضورؐ کی طرف بڑھا۔ اُس وقت حضورؐ پہاڑ پر تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خدایا یہ لوگ یہاں تک نہ آنے پائیں۔ حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین اور انصار کے ساتھ آگے بڑھکر حملہ کیا اور اُن لوگوں کو ہٹا دیا۔ ابوسفیان نے درّہ کے قریب پہونچکر پکارا کہ اگروہ میں محمد ہیں یا نہیں۔ حضورؐ نے اشارہ سے منع فرمایا اس لئے کسی نے جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے پھر ابوبکرؓ کا نام لے کر کہا کہ اس مجمع میں ہیں کہ نہیں۔ جب بھی کسی نے جواب نہ دیا تو اُس نے کہا کہ بیشک یہ لوگ مارے گئے۔ پھر کہا اُعْلُ ھُبَلْ (اے ہُبل بلند ہو) اُس وقت حضورؐ کے حکم سے حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ (خدا بلند اور برتر ہے)۔

غزوہ اُحد کے بعد حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔

غزوہ اُحد کے بعد بنو نضیر کا واقعہ پیش آیا۔ حضورؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ساتھ لے کر اُن سے مدد کے لئے گئے۔ اُن لوگوں

نے ایک شخص کو آمادہ کیا کہ چھت پر چڑھ کر آپ پر پتھر کی سل گرا دے حضورؐ کو بذریعہ وحی خبر ہوگئی۔ آپ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور کہلا بھیجا کہ تم لوگ مدینہ سے نکل جاؤ۔ انھوں نے انکار کیا۔ اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ آپ نے گرفتار کر کے ان کو جلا وطن کر دیا۔ اُن میں سے کچھ شام چلے گئے۔ اور کچھ خیبر۔ یہ سب یہود تھے۔ وہاں جاکر اپنی حکومت قائم کرلی

وہاں سے مکہ معظمہ جاکر قریش کو ترغیب دی۔ اور قبائل عرب میں دورہ کر کے تمام ملک میں آگ لگا دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں قریش کے جھنڈے کے نیچے دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اور شوال ۵ھ میں ابوسفیان کی سرداری میں مدینہ کا رخ کیا۔ حضورؐ نے مدینہ سے باہر نکل کر سلغ پہاڑ کے آگے ایک خندق تیار کرائی۔ کفار نے خندق کے گرد ہر طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں۔ اور رسد وغیرہ بند کر دی۔ ایک مہینہ تک محاصرہ رہا۔ ایک حصہ پر حضرت عمرؓ متعین تھے۔ یہاں اُن کے نام کی ایک مسجد اب تک موجود ہے۔ ایک دن کافروں نے حملہ کیا تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر روکا۔ اور اُن کی جماعت متفرق کر دی۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس جنگ کا نام جنگ احزاب یا جنگ خندق ہے۔

۶ھ میں حضورؐ نے زیارت کعبہ و عمرہ کا قصد فرمایا۔ اس خیال سے کہ قریش کو لڑائی کا شبہ نہ ہو حکم دیا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھ کر

نہ چلے ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے - وہاں پہنچکر حضرت عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ اس طرح چلنا مصلحت کے خلاف ہے - حضورؐ سے عرض کیا - آپ نے اُن کی رائے پسند فرمائی - اور مدینہ سے ہتھیار منگوائے - جب مکہ معظمہ دو منزل رہ گیا تو مکہ سے ابوسفیان کے لڑکے بشیر نے آکر خبر دی کہ قریش نے یہ عہد کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں نہ جانے دیں - حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو اس خدمت پر مقرر کرنا چاہا - آپ نے عرض کیا کہ قریش کو مجھ سے سخت عداوت ہے - اور میرے خاندان کا مکہ میں کوئی نہیں ہے - حضرت عثمانؓ کے عزیز وہیں ہیں - اس لئے اُن کو بھیجنا چاہیئے - آپ نے یہ رائے پسند فرمائی - اور حضرت عثمانؓ کو بھیجدیا - قریش نے ان کو روک رکھا - کئی دن کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ شہید کر دیے گئے حضورؐ نے یہ سن کر صحابہ سے جو تعداد میں ۱۴۰۰ تھے جہاد پر بیعت لی یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے اس کو بیعت الشجرہ کہتے ہیں - اور آیت رضوان کی مناسبت سے اس کو بیعت الرضوان بھی کہتے ہیں - بعد کو معلوم ہوا کہ خبر غلط ہے - پھر کفار سے معاہدہ ہوا کہ اس مرتبہ مسلمان لوٹ جائیں - اگلے سال آئیں لیکن تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں - اور دس برس تک لڑائی موقوف رہے - اس درمیان میں اگر قریش کا کوئی آدمی یہاں آجائے تو مسلمان اس کو واپس دیدیں - اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی قریش کے پاس آجائے تو

تو اُن کو اختیار ہو گا کہ واپس دیں یا نہ دیں۔

اس معاہدہ سے حضرت عمرؓ سخت بے چین ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔ اُنھوں نے کہا کہ حضورؐ جو کرتے ہیں اُسی میں مصلحت ہو گی۔ لیکن آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ خود حضورؐ کے پاس جا کر گفتگو کی۔ اُس کے بعد معاہدہ لکھا گیا۔ اور بڑے بڑے صحابہ کے دستخط ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضورؐ مدینہ شریف لوٹے راہ میں سورہ فتح نازل ہوئی۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہ سورہ اس وقت نازل ہوئی ہے اس معاہدہ کے بعد میل جول سے اس قدر لوگ مسلمان ہوئے کہ اس سے پہلے ۱۸ برس کی مدت میں بھی اس قدر مسلمان نہ ہوئے تھے۔

اس کے بعد ۷ھ میں خیبر کا واقعہ پیش آیا۔ خیبر میں یہودیوں نے بڑے بڑے قلعے بنا رکھے تھے۔ سب قلعے آسانی سے فتح ہو گئے۔ مرحب کا قلعہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ خیبر کی زمین سے کچھ حصہ حضرت عمرؓ کو بھی ملا تھا۔ اُس کو آپ نے وقف کر دیا۔

اس کے بعد فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔ بعد فتح حضورؐ نے جب لوگوں سے کوہ صفا پر بیعت لی تو حضرت عمرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ جب آپ مردوں سے بیعت لے چکے اور عورتوں کی باری آئی تو آپ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا۔ اُنھوں نے عورتوں سے بیعت لی۔

اس کے بعد غزوہ حنین پیش آیا۔ اس میں پہلے حملے میں مسلمانوں نے دشمن کو بھگا دیا۔ مگر غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہوئے تو

دشمن نے پھر حملہ کیا۔ اور اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں میں ہل چل پڑ گئی۔ اس معرکہ میں جو صحابہ ثابت قدم رہ گئے تھے اُن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں کو فتح ہوئی چھ ہزار آدمی دشمن کے گرفتار ہوئے۔

۹ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ حضورؐ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا۔ اور صدقہ کا وعظ فرمایا اکثر صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں دیں۔ حضرت عمرؓ نے آدھا مال لاکر حاضر کر دیا۔ رسد کا سامان کر کے حضورؐ مدینہ سے روانہ ہوئے تبوک میں پہنچکر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس لئے چند روز قیام کے بعد واپس آئے۔

اس کے بعد حجۃ الوداع پیش آیا۔ اس میں بھی حضرت عمرؓ ساتھ تھے۔ وہاں سے واپسی کے بعد حضورؐ بیمار ہوئے۔ دس دن کی علالت کے بعد ۱۲۔ ربیع الاول کو آپ نے وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضورؐ کی مفارقت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ کے حواس جاتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی تقریر سے آپ کے حواس درست ہوئے۔ پھر خلافت کا معاملہ درپیش ہوا۔ مسلمانوں کی رائے سے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ نے بیعت کی اور اُن کے زمانہ تک جس قدر بڑے بڑے کام تھے۔ سب میں حضرت عمرؓ شریک رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کو اپنے زمانہ خلافت میں تجربہ ہو گیا تھا کہ منصب خلافت کے لئے حضرت عمر فاروقؓ سے زیادہ کوئی شخص موزوں نہیں ہے۔ مگر پھر بھی آپ نے صحابہؓ سے مشورہ لیکر اُن کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا۔ اور بلاکر مفید نصیحتیں کیں۔

# فتوحات

خلیفہ اول کے وقت میں عراق میں حیرہ تک فتح ہوا تھا۔ اور شام میں سرحدی اضلاع مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنا سب سے پہلا فرض یہ سمجھا کہ ان مہمات کی تکمیل کریں۔

بیعت خلافت کے وقت اطراف سے بکثرت آدمی آئے تھے۔ آپ نے اس مجمع میں جہاد کا وعظ فرمایا۔ مگر ایران بہت بڑی اور قوی سلطنت تھی لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اس کا فتح ہونا دشوار ہے اس لئے کوئی مستعد نہ ہوا۔ آپ نے چار دن برابر وعظ فرمایا۔ چوتھے دن لوگوں کے دلوں پر اثر ہوا۔ مثنیٰ شیبانی نے کہا کہ مسلمانو! ہم نے مجوسیوں کو خوب آزمالیا ہے۔ وہ مرد میدان نہیں ہیں۔ پھر ابو عبید ثقفی نے نہایت جوش میں کہا کہ اس کام کے لئے میں ہوں اور بڑھ کر بیعت جہاد کیا۔ پھر تو لوگ جوق جوق بیعت جہاد کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ نے مدینہ اور اس کے اطراف سے ایک ہزار یا پانچ ہزار آدمی منتخب کر کے ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر فرما کر روانہ کیا۔

ایران کے بادشاہ نے رستم کو جو نہایت دلیر اور مدبّر مانا جاتا تھا وزیر جنگ مقرر کیا۔ اور تمام اہل فارس کو اتفاق پر آمادہ کیا۔

رستم نے ابو عبیدہ کے پہنچنے سے پہلے فرات کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ جو مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ بادشاہ ایران نے رستم کی مدد کے لئے نرسی اور جابان کی ماتحتی میں ایک اور فوج بھیجی۔ نرسی کی فوج نمارق پہنچ کر ابو عبیدہ کی فوج سے لڑی اور بری طرح شکست کھا کر بھاگی۔ اس فوج کے بڑے افسر جوشن شاہ اور مردان شاہ مارے گئے۔ جابان گرفتار ہوا۔ مگر جس نے گرفتار کیا تھا وہ پہچانتا نہ تھا۔ اس لئے اُس نے یہ دھوکا دیا کہ میں بڑھاپے میں تمہارے کس کام کا ہوں۔ میرے بدلہ میں دو غلام لے لو۔ اور مجھے چھوڑ دو۔ اُس نے منظور کر کے چھوڑ دیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہ جابان تھا۔ لوگوں نے کہا مگر ابو عبیدہ نے کہا اسلام میں بدعہدی جائز نہیں۔

اس کے بعد سقاطیہ میں پھر نرسی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ اور نرسی کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ قرب و جوار کے تمام رؤسا خود مطیع ہو گئے۔

ان دونوں کی شکست کو سن کر رستم نے بہمن کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو عبیدہ کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ ابو عبیدہ فرات سے پار اُتر کر لڑے۔ مسلمانوں کو سخت شکست ہوئی۔ نو ہزار سے صرف ۳ ہزار باقی رہ گئے۔

حضرت عمرؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو سخت رنج ہوا۔ آپ نے پر جوش وعظ کہے۔ اس سے تمام قبائل عرب میں جوش پھیل گیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ غرض حضرت عمرؓ نے ایک بڑی فوج میدان میں روانہ کی۔ جریر بجلی کو اس کا سردار مقرر کیا۔ یہاں مثنیٰ نے بھی ایک زبردست فوج تیار کر لی تھی۔

شاہ ایران نے ۱۲ ہزار بہادروں کی فوج تیار کی۔ مہران بن مہرویہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حیرہ کے قریب دونوں فوجوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ مہران مارا گیا۔ مثنیٰ نے پل کا راستہ روک دیا۔ ایرانیوں کے بکثرت آدمی مارے گئے جو بچے بھاگ گئے۔ اس فتح کے بعد مسلمان پورے عراق پر قابض ہو گئے۔

ایران میں یہ خبر پہنچی تو ایرانی سخت پریشان ہوئے۔ انھوں نے تمام قلعے مضبوط کئے۔ اور مسلمانوں کے مفتوحہ ممالک میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کی۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ سے تمام مفتوحہ مقامات نکل گئے۔

حضرت عمرؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو حضرت سعد بن وقاص کو تیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس میں ۷۰ بدری صحابی تھے۔ ا
تین سو بیعۃ الرضوان کے لوگ۔ اور تین سو فتح مکہ کے لوگ تھے۔ ا
سات سو تابعی تھے۔

حضرت سعد بن وقاص نے شراف پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مثنیٰ

آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ ذی وقار میں اس فوج کا انتظار کر رہے تھے کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ اُن کے بھائی معنیؔ حضرت سعد سے ملے۔ اور مثنیؔ نے جو ضروری مشورے دئے تھے بیان کیا۔

حضرت عمرؓ نے اسلام سے قبل ملک اعراق کی سیر کی تھی۔ وہ خوب واقف تھے۔ اس لئے حضرت سعدؓ سے آپ نے پڑاؤ کا نقشہ اور وہاں کی حالت اور رسد وغیرہ کا حال دریافت کیا۔ اُس کے بعد آپ نے لڑائی کے متعلق پوری ہدایتیں بھیجیں۔ اور یہ حکم دیا کہ شراف کو چھوڑ کر قادسیہ کو میدان جنگ بنائیں۔ حضرت سعد نے اسی ہدایت کے مطابق کام کیا۔

سعد نے پہلے نعمان بن مقرن کے ساتھ ۱۴ آدمی منتخب کر کے ایران بھیجا کہ شاہ ایران اور اُس کے دوستوں کو اسلام کی ترغیب دیں۔ سفارت گئی اور واپس آئی۔ نہ اسلام قبول کیا نہ جزیہ۔

اس واقعہ کے بعد کئی مہینہ تک دونوں طرف سے سکوت رہا۔ رستم سباط میں پڑا تھا اور یہ قادسیہ میں۔ جب زیادہ دن گذر گئے تو رستم کو مقابلہ کے لئے بڑھنا پڑا۔ اس لئے بھی سباط سے نکل کر قادسیہ کے میدان میں خیمہ ڈالا۔

رستم جیسا کہ پہلے سے لڑائی کو ٹالتا رہا۔ قادسیہ پہنچ کر بھی ٹالتا رہا اور مدتوں نامہ پیام کا سلسلہ جاری رکھا لیکن مسلمانوں کا ہمیشہ یہ جواب ہوتا رہا کہ اسلام یا جزیہ منظور نہیں ہے تو تلوار سے فیصلہ

ہوگا۔ رستم جب صلح سے مایوس ہوا تو سخت غصہ ہوا۔ اور قسم کھائی کہ تمام عرب کو ویران کر دوں گا۔

# قادسیہ کی لڑائی

رستم نے غصہ ہو کر فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور خود دوہری زرہیں پہنیں۔ اور تمام ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر کہا کہ کل عرب کو تباہ کر دوں گا۔ کسی نے کہا اگر خدا نے چاہا۔ بولا خدا نے نہ چاہا تب بھی فوجوں کی صفیں قائم ہوئیں۔ پیچھے ہاتھیوں کا قلعہ باندھا۔ اور وہاں سے دارالسلطنت تک کچھ کچھ فاصلے پر ہاتھی بٹھا دئے۔ قادسیہ کا میدان آدمیوں کا جنگل نظر آنے لگا۔ پیچھے ہاتھیوں کے کالے پہاڑ نے عجیب خوفناک سماں بنا دیا۔ دوسری طرف مجاہدین اسلام کا لشکر صف بستہ کھڑا تھا۔

اسلام کی فوج نے ۳ نعرے اللہ اکبر کے لگائے۔ چوتھے پر جنگ شروع ہوئی۔ دن بھر لڑائی ہوئی رات کو دونوں اپنے اپنے خیموں میں واپس آ گئے۔ شام کو چھ ہزار فوج عین معرکے کے وقت پہنچی اور حضرت عمرؓ نے قیمتی تحفے بھیجے جو عین جنگ کے وقت پہنچے۔ قاصد نے پکار کر کہا کہ یہ تحفے اُن لوگوں کے لئے ہیں جو اس کا حق ادا کریں۔ اس نے مسلمانوں کے جوش کو اور بڑھا دیا۔ دو ہزار مسلمان اور دس ہزار ایرانی مقتول و مجروح ہوئے۔

تیسرے دن پہلے برچھیوں سے ہاتھیوں کی آنکھیں بیکار کر دیں۔ اور پیل سفید پر تلوار ماری اس سے سونڈ کٹ گئی۔ وہ ہاتھی بھاگا۔ اس کا بھاگنا تھا کہ تمام ہاتھی اس کے پیچھے ہو لئے۔ اس طرح ہاتھیوں کے حملوں سے نجات ملی۔ تو بہادروں نے جی کھول کر لڑنا شروع کیا۔ اس زور کا رن پڑا کہ زمین دہل گئی۔ رستم بھی نہایت بہادری سے لڑتا رہا جب زخموں سے چور ہو گیا تو بھاگ نکلا۔ اور ایک نہر میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ مگر ہلال نام ایک غازی نے اس کا پیچھا کیا۔ اور ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لایا۔ پھر تلوار سے کام تمام کر دیا رستم کے ہلاک ہوتے ہی ایرانی سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے دور تک پیچھا کیا۔ ہزاروں لاشیں میدان میں بچھا دیں۔ قادسیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو فتح کی خوش خبری لکھی جس وقت قاصد یہ خبر لے کر پہنچا حضرت عمرؓ نہایت خوش ہوئے۔ اور مجمع عام میں اس کا اعلان کیا اور فرمایا۔

مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں خدا کا غلام ہوں۔ البتہ خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا۔ اگر میں اس طرح تمہارا کام کروں کہ تم چین سے گھروں میں سوؤ تو میری سعادت ہے۔ اور اگر میری خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دو تو میری بدبختی ہے۔ میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ لیکن قول سے نہیں

بلکہ عمل سے۔

قادسیہ کی فتح کے بعد مسلمان آگے بڑھے۔ بابل۔ کوثی۔ بہرہ سیر۔ مدائن پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ ایرانیوں نے مدائن (نوشیرواں کا دارالسلطنت) سے نکل کر جلولا کو اپنا فوجی مرکز بنایا۔ اور رستم کے بھائی خرزاد نے یہاں ایک بڑی فوج جمع کر لی۔ سعدؓ نے ہاشم بن عتبہ کو جلولا پر مقرر کیا۔ یہ ایک نہایت مضبوط مقام تھا۔ اس لیئے مہینوں میں فتح ہوا۔ یہاں سے اسلامی فوج کا ایک دستہ حلوان کی طرف بڑھا۔ اور اس پر بھی آسانی سے قابض ہو گیا حلوان عراق کا آخری سرحد ہے۔ اس کے بعد پورے عراق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

عراق کے نکل جانے کا ایرانیوں کو سخت رنج تھا۔ اس لیئے یزدگرد نے عراق کے نکل جانے کے بعد مرو کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور تمام ملک میں فرامین بھیج کر لوگوں کو عربوں سے لڑنے کے لیئے آمادہ کیا۔ ڈیڑھ لاکھ آدمی قم میں آکر جمع ہو گئے۔ یزدگرد نے مردان شاہ کو لشکر کا سردار بنا کر نہاوند کی طرف روانہ کیا۔

حضرت عمرؓ نے نعمان بن مقرن کو تیس ہزار فوج کے ساتھ روکنے کے لیئے بھیجا۔ نہاوند کے قریب سخت جنگ ہوئی نعمانؓ شہید ہوئے۔ ان کے بھائی نعیم بن مقرن نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اور لڑائی جاری رکھی۔ رات ہوتے ہوتے ایرانیوں کے

پاؤں اُکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے ہمدان تک قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی میں تقریباً تیس ہزار ایرانی مارے گئے۔ اور فیروز جس کے ہاتھ سے حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی۔ اسی لڑائی میں گرفتار ہوا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ کو خیال ہوا کہ جب تک ایران میں کوئی بادشاہ موجود ہے لڑائی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لئے آپ نے عام لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ اور اپنے ہاتھ سے متعدد نشان تیار کئے۔ اور مشہور افسروں کو دے کر خاص خاص ملکوں پر مقرر کیا۔ ۲۱ھ میں یہ سب فوج اپنے متعینہ ملکوں میں روانہ ہوئیں۔ اور نہایت جوش سے حملہ کر کے تمام ملک فتح کر لیا۔ صرف ڈیڑھ دو برس کے عرصہ میں کسریٰ کی ساری حکومت دنیا سے جاتی رہی۔

حضرت عمرؓ کو جس وقت خبر ملی۔ تمام لوگوں کو جمع کر کے یہ خوش خبری سنائی۔ اور ایک موثر تقریر کی۔ اور آخر تقریر میں فرمایا کہ آج مجوسیوں کی سلطنت خدا کی نافرمانی کی وجہ سے برباد ہو گئی لیکن اگر تم بھی اسلام پر قائم نہ ہو گے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسروں کو دیدے گا۔

# فتوحات شام

شام کا کچھ حصہ خلیفہ اول کے عہد میں فتح ہو چکا تھا۔ دمشق کا محاصرہ خالد بن ولیدؓ کئے تھے۔ کہ خلیفہ اول کا انتقال ہو گیا۔ دمشق

حضرت عمرؓ کے عہد میں فتح ہوا۔

دمشق کی فتح سے رومیوں کو سخت رنج ہوا ہر طرف سے فوجیں جمع کر کے بیسان میں آئے مسلمانوں نے اُن کے سامنے فحل میں صفیں آراستہ کیں۔ اور عیسائیوں کے درخواست پر معاذ بن جبل سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ مگر صلح نہ ہوئی۔ آخر ۱۴ھ کے آخر میں فحل کے میدان میں سخت جنگ ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ غنیم کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور مسلمان صوبہ اردن کے تمام شہر اور مقامات پر قابض ہو گئے۔

دمشق اور اردن کی فتح کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچ کر حمص کا محاصرہ کر لیا۔ حمص والوں نے صلح کر لی پھر لاذقیہ پہنچے۔ اور اس کے مستحکم قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

حمص وغیرہ کی فتح کے بعد ہرقل دارالسلطنت انطاکیہ کا رُخ کیا۔ لیکن وہاں حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ اس سال آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیا جائے۔ اس لئے فوجیں واپس آگئیں۔

بار بار شکست سے قیصر کو سخت غصہ آیا۔ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اپنا پورا زور صرف کرنے پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ اس کی کوشش سے انطاکیہ میں نہایت کثرت سے فوجیں جمع ہو گئیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے اس طوفان کے روکنے کے لئے افسروں سے مشورہ لے کر تمام ممالک مفتوحہ کو خالی کر کے دمشق میں اپنی فوج

جمع کی۔ اور ذمیوں سے جو کچھ جزیہ وصول کیا گیا تھا۔ سب واپس کر دیا۔ اس لئے کہ اب مسلمان اُن کی حفاظت سے مجبور تھے۔ اس کا عیسائیوں اور یہودیوں پر اتنا اثر ہوا کہ روتے تھے۔ اور جوش سے کہتے تھے کہ خدا تم کو جلد واپس لائے۔

حضرت عمرؓ کو اگرچہ مقامات مفتوحہ کے چھوڑنے کا سخت رنج ہوا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ کام افسروں کے مشورہ سے ہوا تو فرمایا کہ اسی میں خدا کی مصلحت ہوگی۔ اور سعد بن عامر کو ایک ہزار مجاہدین کے ساتھ مدد کے لئے روانہ کیا۔

یرموک کے میدان میں سب فوجیں جمع ہوئیں۔ رومی فوج دو لاکھ تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف تیس بتیس ہزار۔

یرموک کا پہلا معرکہ بے نتیجہ رہا۔ دوسرے معرکہ میں رومیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں پادری ہاتھوں میں صلیب لئے آگے آگے حضرت عیسیٰ کا نام لے لے کر جوش دلاتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کی بہادری اور استقلال کے سامنے اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ تقریباً ایک لاکھ عیسائی مارے گئے۔ اور مسلمانوں کی طرف تین ہزار کا نقصان ہوا۔ قیصر کو یہ خبر ملی تو قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ خبر سنی تو اُسی وقت خدا کے شکر کا سجدہ کیا۔

یرموک کے فتح کے بعد انطاکیہ۔ جومہ۔ قورس وغیرہ دس پندرہ چھوٹے چھوٹے مقامات آسانی سے فتح ہوگئے۔

# بیت المقدس

حضرت عمرو بن العاص جو فلسطین کی مہم پر متعین ہوئے تھے انھوں نے ۱۶ھ میں بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ اسی اثنا میں حضرت ابو عبیدہ رض بھی اپنے مہمات سے فارغ ہو کر شریک ہو گئے۔ وہاں کے عیسائیوں نے صلح کی خواہش کی۔ اور یہ کہا کہ امیر المومنین خود تشریف لائیں اور اپنے ہاتھ سے معاہدہ لکھیں۔ آپ کو خبر کی گئی تو آپ حضرت علی رض کو نائب مقرر کر کے **مدینہ** سے روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر رض مدینہ سے روانہ ہو کر جابیہ پہنچے۔ یہاں افسروں نے آپ کا استقبال کیا۔ اور یہیں قیام کر کے آپ نے معاہدۂ صلح لکھا پھر بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ پہلے مسجد تشریف لے گئے پھر عیسائیوں کے گرجا کی سیر کی۔ نماز کا وقت ہوا تو گرجا کے باہر آپ نے نماز پڑھی۔

بیت المقدس سے واپس ہو کر آپ نے تمام ملک کا دورہ کیا اور بخیریت مدینہ واپس تشریف لائے۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد۔ جزیرہ۔ اہواز۔ سوس۔ شوستر وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے معرکے پیش آئے۔ سب میں مسلمانوں کی فتح رہی۔ شوستر کا رئیس ہرمزان گرفتار ہو کر مدینہ آیا۔ یہاں پہنچکر اسلام لایا۔ حضرت عمر رض کو نہایت خوشی ہوئی۔ مدینہ میں رہنے کی اجازت دی۔

دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔

# فتوحات مصر

حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ سے اجازت لے کر چار ہزار فوج سے مصر پر چڑھائی کی۔ اور چھوٹے چھوٹے شہر فتح کرتے ہوئے قسطاط کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور حضرت عمرؓ کو امداد کے لئے لکھا۔ آپ نے دس ہزار فوج چار افسروں کی ماتحتی میں بھیجا۔ اور یہ لکھا کہ ان افسروں میں سب ایک ایک ہزار کے برابر ہے۔ وہ چار افسر حضرت زبیر بن العوام۔ حضرت عبادہ بن صامت۔ حضرت مقداد ابن عمرو۔ حضرت سلمہ بن مخلد تھے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت زبیرؓ کو اُن کے رتبہ کے لحاظ سے تمام فوج کا افسر کر دیا۔ اور محاصرہ وغیرہ کے انتظامات اُن کے ہاتھ میں دیدئے۔ سات مہینہ محاصرہ رہا۔ ایک دن حضرت زبیرؓ نے کہا کہ آج مسلمانوں پر قربان ہوتا ہوں۔ یہ کہکر ننگی تلوار ہاتھ میں لے کے سیڑھی لگاکر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ چند اور صحابی بھی اُن کے ساتھ ہوئے فصیل پر سب نے ایک ساتھ اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ تمام فوج نے نعرہ مارا۔ عیسائی یہ سمجھ کر کہ مسلمان قلعہ میں گھس آئے۔ بدحواس بھاگے حضرت زبیرؓ نے فصیل سے اُتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ تمام فوج اندر گھس آئی۔ مقوقس نے یہ دیکھ کر صلح کی درخواست کی۔ اسی وقت

سب کو پناہ دے دی گئی۔
اس صلح کی خبر ہرقل کو ہوئی تو نہایت ناخوش ہوا۔ اُسی وقت ایک عظیم الشان فوج روانہ کی کہ اسکندریہ بھیج کر مسلمانوں سے مقابلہ کریں۔

## اسکندریہ کی فتح

راہ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کو روکنا چاہا۔ اس لئے کریون کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اور فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ بکثرت عیسائی مارے گئے۔ وہاں سے مسلمان اسکندریہ پہنچے۔ اسکندریہ بہت دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ حضرت عمرؓ نے مژدۂ فتح سنا تو خدا کا شکر کیا۔ اور سجدے میں گر پڑے۔
فتح اسکندریہ کے بعد تمام مصر پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور بہت سے قبطی برضا و رغبت مسلمان ہو گئے۔

## حضرت عمرؓ کی شہادت

مدینہ منورہ میں فیروز نامی ایک پارسی غلام تھا جس کی کنیت ابو لولو تھی۔ اُس نے ایک دن حضرت عمرؓ سے آکر شکایت کی کہ میرے آقا مغیرہ بن شعبہ نے مجھ پر بھاری محصول لگا رکھا ہے۔ آپ کم کرا دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے تعداد پوچھی۔ اُس نے کہا دو درہم روزانہ

جو سات آنے کے قریب ہوتا ہے۔ آپ نے پوچھا کون سا پیشہ کرتے ہو۔ اُس نے کہا کہ بڑھئی۔ لوہاری۔ نقاشی کا۔ فرمایا کہ ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم بہت نہیں ہے۔ فیروز دل میں سخت ناراض ہوا۔

دوسرے دن جب حضرت عمرؓ نماز کے لئے نکلے تو فیروز خنجر لے کر مسجد میں آیا۔ جوں ہی آپ نے نماز شروع کی فیروز نے نکل کر چھ وار خنجر کے آپ پر کئے۔ آپ نے فوراً عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ اور خود زخم کے صدمہ سے گر پڑے۔ عبدالرحمٰنؓ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ حضرت عمرؓ تڑپ رہے تھے۔

فیروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا۔ آخر میں پکڑ گیا۔ مگر اُس نے خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ کو لوگ اُٹھا کر گھر لائے۔ آپ نے پوچھا میرا قاتل کون تھا۔ لوگوں نے کہا فیروز۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ میں ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔

آپ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بلایا اور کہا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت چاہتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت عبداللہؓ حاضر ہوئے تو حضرت عائشہؓ رو رہی تھیں۔ پیام پہنچایا تو فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ لیکن اب میں عمرؓ کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔ آپ نے سنا تو خوش ہوئے۔

لوگوں نے خلافت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ان چھ شخصوں

میں سے جس کو چاہنا مقرر کر لینا۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعد بن وقاصؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

اس کے بعد آپ نے خلیفہ کے لئے کچھ وصیتیں کیں۔ اور اپنے ذاتی قرض وغیرہ کی وصیت فرمائی۔ زخم کے تیسرے دن پہلی محرم ۲۴ھ کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صہیبؓ نے نماز پڑھائی۔ اور اپنے آقا محبوب رب العلمین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

## فاروقی کارنامے

حضرت عمرؓ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ بائیس لاکھ پانچ ہزار ایک سو تیس میل مربع تھا۔ اس میں شام۔ مصر۔ عراق عرب۔ عراق عجم۔ جزیرہ۔ خوزستان۔ آذربائجان۔ فارس۔ کرمان۔ خراسان۔ مکران۔ کچھ حصہ بلوچستان کا شامل تھا۔ یہ سب ممالک دس سال کے عرصہ میں فتح ہوئے۔ اور کہیں کوئی ظلم نہیں کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔

حضورؐ کی تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں میں جوش۔ ہمت۔ استقلال دلیری جو پیدا ہو گئی تھی وہ اُس وقت تک باقی تھی۔ اس لئے اور حضرت عمرؓ کی حسن تدبیروں سے اس قدر فتوحات ہوئیں۔ اور

چونکہ مسلمانوں میں راستی۔ دیانت داری تھی۔ اس لئے جو ملک فتح ہو جاتے وہاں کی رعایا ایسی گرویدہ ہو جاتی تھی کہ یہ نہ چاہتی تھی کہ ان کی سلطنت جاتی رہے۔

## نظام حکومت

آپ نے ایک مجلس مہاجرین صحابہ کی قائم کی تھی جس سے چھوٹے چھوٹے معاملات میں مشورہ لیا جاتا تھا۔ ایک اور مجلس مہاجرین اور انصار کی تھی جس میں بڑے بڑے معاملات پیش ہوتے تھے۔ جب کوئی بہت اہم معاملات پیش ہوتے تھے تو عام مجلس ہوتی تھی جس میں مہاجرین اور انصار کے ہر قبیلہ کے سردار شریک ہوتے تھے۔

آپ نے ملک عرب کو آٹھ حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ مکہ۔ مدینہ۔ شام جزیرہ۔ بصرہ۔ کوفہ۔ مصر۔ فلسطین۔ اور ایران کو ۳ حصوں میں خراسان۔ آذربائیجان۔ فارس۔ اور ہر صوبہ میں حاکم صوبہ۔ میر منشی۔ حاکم خراج۔ یعنی کلکٹر۔ افسر پولیس۔ افسر خزانہ۔ قاضی یعنی جج مقرر کیا۔ آپ جب کسی کو صوبہ کا حاکم کر کے بھیجتے تھے تو ان سے یہ عہد لیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں۔ باریک کپڑے نہ پہنیں چھنا ہوا آٹا نہ کھائیں۔ دروازے پر دربان نہ رکھیں۔ اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھیں۔ اور خود اکثر اس کی جانچ فرماتے

تھے کہ اس کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔

حضرت عمرؓ خود اخلاق اسلامی کے مجسم نمونہ تھے۔ اور چاہتے تھے کہ تمام مسلمان اخلاق اسلامی کے پابند رہیں اس لئے حکام اور عام مسلمانوں کی اخلاقی اور مذہبی نگرانی فرماتے تھے۔ عرب جیسی سخت قوم سے فخر و غرور کی تمام علامتیں آپ نے مٹا دیں۔ یہاں تک کہ آقا اور نوکر کی تمیز بالکل اٹھا دی۔ اشعار میں ہجو کہنے کو آپ نے حکماً بند کر دیا۔ آوارگی۔ شراب خواری کی سزا سخت کر دی کہ لوگوں کو اس کی ہمت نہ پڑے۔

آپ نے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ جس کا یہ کام تھا کہ یہ دیکھے کہ دوکاندار ناپ تول میں کمی نہ کریں۔ شاہ راہ پر کوئی شخص مکان نہ بنائے۔ جانور پر زیادہ نہ لادا جائے۔ شراب علانیہ نہ بکنے پائے۔ اور لوگوں کے امن کا خیال رکھا جائے۔

آپ نے جیل خانے بنوائے۔ اور جلاوطنی کی سزا بھی سب سے پہلے آپ نے دی۔ بیت المال (خزانہ) کی بنیاد آپ نے ڈالی۔ اور حساب وکتاب کے لئے مختلف رجسٹر بنوائے۔ سنہ ہجری آپ نے ایجاد کیا۔ تعمیرات کا محکمہ بھی آپ نے قائم کیا۔ اس سے حکام کے رہنے کے مکانات۔ مسجدیں۔ پل۔ سڑک۔ قلعے۔ مہمانخانے بیت المال کی عمارتیں تعمیر ہوئی تھیں۔ مدینہ سے مکہ تک سڑک۔ ہر منزل پر چوکیاں۔ سرائیں اور چشمے تیار کرائے۔ ترقی زراعت

کے لئے نہریں کھدوائی گئیں۔

## حضرت عمرؓ نے حسب ذیل شہر بسائے

بصرہ یہ پہلے چھوٹا سا شہر تھا۔ اب بہت بڑا شہر ہو گیا۔ دجلہ سے جو یہاں سے دس میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک نہر لائی گئی۔ عربی علم نحو کی بنیاد یہیں پڑی۔ اس علم کے امام سیبویہ کی تعلیم یہیں ہوئی ائمہ مجتہدین سے حسن بصری یہیں پیدا ہوئے۔ علم لغت کی پہلی کتاب العین کو خلیل بصری نے یہیں لکھا۔

کوفہ۔ یہ دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ شہر پہلے چالیس ہزار آدمیوں سے آباد کیا گیا۔ اور ایک جامع مسجد بنائی گئی جس میں چالیس ہزار آدمی باسانی نماز پڑھ سکیں۔ مسجد سے دو سو ہاتھ کے فاصلہ پر حاکم کے رہنے کے لئے مکان اور خزانہ کی عمارت بنائی گئی۔ اور ایک مہمان خانہ بنایا گیا جس میں باہر کے مسافروں کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ جامع مسجد کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنائی گئیں۔ ابو الاسود دؤلی نے پہلی نحو کی کتاب یہیں لکھی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اسی خاک سے پیدا ہوئے۔ حدیث اور فقہ کے بڑے بڑے عالم یہاں گزرے ہیں۔

ان کے علاوہ قسطاط اسکندریہ کے قریب آباد کیا۔ جس میں

۴۰ ہزار اہل عرب آباد ہوئے۔ ان میں بکثرت مسجدیں اور سڑکیں تھیں۔
موصل پہلے ایک گاؤں تھا۔ حضرت عمرؓ نے بڑا شہر بنا دیا۔ اس میں ایک
بڑی جامع مسجد بھی بنوائی۔ جیزہ یہاں حضرت عمرؓ نے ایک قلعہ بنوا
اس وقت سے اس کی آبادی بڑھنے لگی۔

## فوجی انتظامات

حضرت عمرؓ کی خواہش یہ تھی کہ تمام ملک فوج ہو جائے۔ اس کی
ابتدا یوں کی کہ پہلے قریش اور انصار سے شروع کیا۔ پھر ان میں سے
آنحضرتؐ کے قرابت داروں کو سب سے پہلے لیا۔ پھر جس قدر
آپ سے قرابت میں دور ہوتے گئے ان کے نام آخر میں رکھتے گئے
سب تنخواہ دار تھے۔ اور تنخواہوں کی زیادتی اور کمی کا یہ حساب رکھا
کہ سب سے زائد تنخواہ اہل بدر کی پھر اہل اُحد اور مہاجرین حبش کی
پھر فتح مکہ سے پہلے کے مہاجرین کی۔ پھر جو لوگ فتح مکہ کے وقت ایمان
لائے۔ پھر جو لوگ جنگ قادسیہ و یرموک میں شریک تھے۔ پھر
اہل یمن۔ پھر قادسیہ و یرموک کے بعد کے مجاہدین کی۔ پھر بلا اتنب
اتب۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی گذارے مقرر ہوئے۔ اور ان کے
غلاموں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

ان میں دو قسم کے آدمی تھے۔ ایک وہ جو ہر وقت لڑنے میں
مصروف رہتے تھے۔ دوسرے وہ جو ضرورت کے وقت بلائے

جاتے تھے۔

فوجوں کے رہنے کے لئے آپ نے بارکیں بنوائیں گھوڑوں کے
اصطبل بنوائے۔ جن میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت معہ ساز و سامان
رہتے تھے۔ فوج کا باقاعدہ دفتر تھا۔ رسد کے لئے غلّہ بکثرت مہیا
رہتا تھا۔ ہر جگہ دورہ کر کے خود دیکھتے بھی تھے۔ تاکہ کسی انتظام میں
فرق نہ آئے۔

آپ کا فوجی انتظام اس طرح بڑھ گیا تھا کہ تقریباً دس لاکھ آدمی
ہتھیار بند تھے۔ اور سب اسقدر خوش تھے کہ مرنے مارنے کو تیار رہتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے انتظام میں جس قدر کمی ہوتی گئی عربوں میں کمزوری
آتی گئی۔ امیر معاویہؓ نے شیر خوار بچوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔
عبدالملک بن مروان نے اور بھی کمی کی۔ معتصم باللہ نے فوجی دفتر سے
عربوں کے نام نکال دئے۔

فوج کے سپاہیوں کو تیرنے۔ گھوڑے دوڑانے۔ تیر لگانے۔ ننگے
پاؤں چلنے کی سخت تاکید تھی۔ اور یہ تاکید تھی کہ رکاب کے سہارے
نہ چڑھیں۔ نرم کپڑے نہ پہنیں۔ دھوپ کھانا نہ چھوڑیں۔ حمام میں
نہ نہائیں۔

فوج کی ترتیب میں مقدمہ۔ قلب۔ میمنہ۔ میسرہ۔ ساقہ۔ طلیعہ وغیرہ
آپ ہی نے قائم کیا۔

آپ نے عجمی۔ یونانی۔ رومی۔ بہادروں کو بھی فوج میں داخل کیا

جنھوں نے نہایت بہادری سے عربوں کے ساتھ کام کیا۔

# مذہبی خدمات

آپ نے تبلیغ اسلام کی مگر تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اخلاقی اثر سے۔ آپ جس ملک پر فوجیں بھیجتے تاکید فرماتے کہ پہلے لوگوں کو اسلامی ترغیب دلائی جائے۔ اور اسلام کے اصول اور عقائد سمجھائے جائیں۔ اور آپ فوج کا افسر ہمیشہ عالم اور فقیہ کو مقرر فرماتے تھے۔

آپ نے اپنی تربیت سے تمام مسلمانوں کو اسلام کا اصلی نمونہ بنا دیا تھا۔ اسلامی فوجیں جس ملک میں جاتیں لوگوں کو ان کے دیکھنے کا شوق ہوتا تھا۔ جب لوگ آکر ان سے ملتے دیکھتے کہ ہر مسلمان سچائی۔ سادگی۔ پاکیزگی۔ جوش اور اخلاص کا سچا نمونہ نظر آتا ہے۔ یہ چیزیں خود بخود لوگوں کے دلوں کو کھینچتی تھیں۔ اور اسلام ان میں گھر کر جاتا تھا۔ فوج کے بڑے بڑے افسر اور کبھی دو ہزار کی جماعت افسر اور فوج سب اسی اخلاق کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔

حیرت انگیز فتوحات اسلامی سے بھی لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ تائید آسمانی ضرور ہے۔

اس کے علاوہ بڑے بڑے علما عیسائیوں کے اور بڑے بڑے رئیس مسلمان ہوئے۔ ان کا اثر بھی پڑا جس سے ان کے متبعین مسلمان ہو گئے۔ مثلاً جب جلولا فتح ہوا تو بڑے بڑے رئیس اور نواب اپنی

خوشی سے مسلمان ہو گئے۔ رئیسوں کے مسلمان ہونے سے اُن کی رعایا میں خود بخود اسلام پھیل گیا۔ قادسیہ کے فتح کے بعد چار ہزار شاہی رسالہ کی فوج سب مسلمان ہو گئی۔ مصر میں اسلام نہایت جلد پھیلا۔ اور وہاں کے لوگ بکثرت مسلمان ہوئے۔

# قرآن مجید کی جمع و ترتیب و حفاظت

قرآن مجید حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ کے بار بار اصرار سے ترتیب دیا گیا۔ آپ نے تمام ممالک مفتوحہ میں قرآن مجید کا درس جاری کیا۔ معلم اور قاری مقرر کئے۔ معلموں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ بدوؤں کے لئے قرآن مجید کی جبری تعلیم کی۔ اُن کا امتحان لیا جاتا۔ اگر یاد نہ ہوتا تو سزا دی جاتی۔

صحابہ میں پانچ بزرگ تھے جنھوں نے آنحضرتؐ کے زمانہ ہی میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ معاذ بن جبلؓ۔ عبادہ بن صامتؓ۔ اُبی بن کعبؓ۔ ابوایوبؓ۔ ابوالدرداءؓ۔ ان میں ابی بن کعبؓ سید القراء تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سب سے کہا کہ مختلف ممالک میں جا کر تعلیم دیں۔ دو صاحب ضعف اور بیماری کی وجہ سے جا نہ سکے اور ۳ صاحب۔ معاذؓ۔ عبادہؓ۔ ابوالدرداءؓ حمص بھیجے گئے۔ جب وہاں خوب تعلیم پھیل گئی تو عبادہؓ نے وہیں قیام فرمایا۔ اور ابوالدرداء دمشق گئے۔ اور معاذ بن جبل فلسطین۔ معاذ بن جبل

نے طاعون عمواس میں وفات پائی ۔ ابوالدرداء برابر تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ ہزاروں کی تعداد میں حفاظ ہو گئے ۔ اور ناظرہ خواں کا تو کچھ شمار نہ تھا ۔

## حدیث اور فقہ کی تعلیم اور اشاعت

آپ نے حدیث کی اشاعت میں نہایت کوشش کی ۔ مگر اس میں یہ احتیاط تھی کہ بجز مخصوص صحابہ کے عام طور پر حدیث کی روایت کی آپ اجازت نہ دیتے تھے ۔

مسائل فقہ کی اشاعت کی آپ نے بڑی کوشش فرمائی خود صحابہ کو جمع فرما کر تعلیم دیتے ۔ خطبۂ جمعہ میں مسائل بیان فرماتے سفر میں آپ جو خطبے پڑھتے اس میں بھی مسائل بیان فرماتے ۔ وقتاً فوقتاً عمال افسروں کو مذہبی احکام اور مسائل لکھ کر بھیجتے ۔

۱۲ھ میں نماز تراویح جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں قائم کی تو تمام افسروں کو لکھا کہ ہر جگہ اس کے مطابق عمل کیا جائے ۔

## عملی انتظام

ہر شہر اور ہر قصبہ کی مسجدوں کے لئے آپ نے امام اور موذن تنخواہ دار مقرر کئے ۔ تنخواہ بیت المال سے دی جاتی تھی ۔ اور مسجد نبوی میں صفوں کے درست کرنے کے لئے لوگوں کو مقرر کیا ۔ حج کے

زمانہ میں مقام منا میں حاجیوں کو عقبہ کے پاس پہنچانے کے لئے لوگ مقرر کئے۔

اپنے زمانہ خلافت میں میر حاج خود ہوتے تھے۔ اور حاجیوں کی خود خدمت فرماتے تھے۔ تمام ممالک مفتوحہ میں بکثرت مسجدیں تیار کرائیں۔ آپ نے اپنے زمانہ میں تقریباً چار ہزار مسجدیں بنوائیں۔

آپ نے بیت اللہ کے حرم شریف کی عمارت کو وسعت دی۔ اور خانہ کعبہ پر مصر کا بنا ہوا نہایت نفیس غلاف چڑھایا۔ مسجد نبوی کو بھی آپ نے نہایت وسعت اور رونق دی۔ اور آپ کی اجازت سے مسجد نبوی میں چراغ روشن کئے گئے۔ اور خوشبو اور بخور کا بھی انتظام کیا گیا۔ مسجد نبوی میں فرش کا بھی انتظام آپ نے فرمایا۔

## ذمیوں کے حقوق

حضرت عمرؓ نے عیسائیوں یہودیوں کے ساتھ جس طرح کا برتاؤ کیا ہے کسی سلطنت نے غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا۔ عیسائیوں کی جان اور مال اور مذہب کی حفاظت اسی طرح فرماتے تھے جیسی کہ مسلمانوں کی۔ آپ کے فرامین میں یہ تصریح ہے کہ گرجے اور چرچ نہ توڑے جائیں گے۔ نہ اُن کی عمارت کو کسی طرح کا نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ اُن کے احاطوں میں کسی طرح کی دست اندازی کی جائے گی۔ چونکہ عیسائی یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کا دشمن سمجھتے تھے

اس لیئے اُن کی خاطر سے یہودیوں کو حکم دیا گیا کہ بیت المقدس میں نہ آئیں۔ یونانی مسلمانوں سے لڑے تھے۔ اور حقیقت میں وہی مسلمانوں کے دشمن تھے۔ پھر بھی اُن کے لیئے یہ رعایتیں تھیں کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں۔ اور جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ دیا گیا کہ باوجود نکل جانے کے اُن کے گرجاؤں اور معبدوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔

ذمیوں کی جان اور مال کی حفاظت اسی طرح کی جاتی تھی جس طرح ایک مسلمان کی۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دیتا تھا تو اُس کے عوض میں وہ مسلمان قتل کیا جاتا تھا۔ ممالک مفتوحہ کے ذمیوں کے پاس جس قدر زمینیں تھیں وہ اُسی طرح اُن کے قبضہ میں بحال رکھی گئیں۔ ضبط نہیں کی گئیں۔ بلکہ مسلمانوں کو اُن زمینوں کا خریدنا ناجائز کر دیا گیا۔ ان زمینوں پر مالگذاری نہایت کم لگائی گئی۔ باوجود اس کے ہر سال جب ملک کا خراج آتا تو دس دس ذمی کوفہ اور بصرہ سے طلب کیئے جاتے۔ اور اُن سے چار پانچ دفعہ قسم لیتے کہ مالگذاری وصول کرنے میں کوئی سختی تو نہیں کی گئی۔ اور جمع سخت تو نہیں ہے۔

جس وقت آپ نے عراق کا بندوبست کیا تو عجمی رئیسوں کو مدینہ میں بلا کر مالگذاری کے بابت مشورہ لیا۔ اور مصر میں مقوقس سے اکثر رائے لی جاتی تھی۔ عمال کو فرامین میں ہمیشہ تاکید لکھتے تھے کہ کوئی

مسلمان کسی ذمی پر ظلم نہ کرنے پائے۔

مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی حاصل تھی۔ وہ ہر قسم کے مذہبی رسوم ادا کرتے تھے۔ علانیہ ناقوس بجاتے تھے۔ صلیب نکالتے تھے۔ ہر قسم کے میلے کرتے تھے۔ اُن کے مذہبی پیشواؤں کو جو مذہبی اختیارات حاصل تھے بالکل برقرار رکھے گئے تھے۔

حضرت عمرؓ اگرچہ اسلام کی اشاعت کی بہت کوشش فرماتے تھے۔ اور منصب خلافت کے لحاظ سے اُن کا یہ فرض بھی تھا۔ لیکن یہ کوشش صرف وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے تھی۔ اور آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے پر کوئی مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کا ایک عیسائی غلام تھا۔ اُس کو آپ ہمیشہ مذہب اسلام کی طرف رغبت دلاتے۔ مگر جب اُس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ دین میں جبر نہیں ہے۔

ضعیف اور اپاہج مسلمان کو جس طرح بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا اسی طرح کی رعایت ذمیوں کے ساتھ بھی ہوتی تھی۔ ذمیوں کی عزت و آبرو کی اسی طرح حفاظت فرماتے تھے جس طرح ایک مسلمان کی عزت کی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ذمی کسی قسم کی سازش یا بغاوت بھی کرتا تھا تو اُس کو ذلیل نہ کرتے تھے۔ ان رعایتوں سے ذمی ایسے خوش تھے کہ اپنی قوم کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے رسد بہم پہنچاتے لشکرگاہ میں بازار لگاتے۔ اپنے اہتمام سے سڑک اور پل تیار کراتے

جاسوسی اور خبر رسانی کرتے۔ ان کا راز مسلمانوں سے کہتے۔
آپ نے لباس کے بابت یہ حکم دیا تھا کہ ذمی اپنے لباس پر رہیں مسلمانوں کا لباس نہ پہنیں۔ تاکہ تشابہ نہ پیدا ہو۔ اور صلیب کے بابت یہ حکم تھا کہ مسلمانوں کے جلسہ میں صلیب نہ نکالیں۔ ناقوس کے بابت یہ فرمان تھا کہ صرف نماز کے اوقات میں نہ بجائیں اور جس وقت چاہیں بجائیں۔ اور سور کے بابت یہ حکم تھا کہ مسلمانوں کے احاطہ میں نہ لے جائیں۔ ان چیزوں میں بھی اُن کو کافی آزادی حاصل تھی۔
نابالغ بچے جن کے باپ مسلمان ہو چکے ہوں ان کے بابت یہ حکم تھا کہ اُن کو عیسائی نہ بنائیں۔ اس لئے کہ جب باپ نے اسلام قبول کیا تو بچے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے۔ بعد بلوغ اُن کو اختیار ہو گا کہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں۔
آپ نے جن یہودیوں یا عیسائیوں کو وطن سے نکالا تو صرف اس وجہ سے نکالا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے تھے۔ اُن سے لڑنے کی تیاریاں کرتے تھے۔ اس کے روکنے کی تدبیریں کی گئیں۔ جب کسی طرح باز نہ آئے تو وطن سے نکالے گئے۔ مگر ساتھ اس کے اُن کو حکم دیا گیا کہ اپنا مال اور اسباب سب لے جائیں۔ زمین اور باغات کی اُن کی قیمت بیت المال سے دلوادی گئی۔ ضبط نہیں کی گئی۔
جن ذمیوں سے کبھی فوجی خدمت لی جاتی تھی اُن کا جزیہ معاف کر دیا جاتا تھا۔

# آپ کا عدل وانصاف

آپ موافق مخالف کسی پر ظلم اور سختی نہیں کرتے تھے۔ باغیوں کے ساتھ بھی آپ نے کبھی بیجا سختی جائز نہیں رکھی۔ جن کو بغاوت کی وجہ سے جلاوطن کیا اُن کو تمام مال واسباب لے جانے کی اجازت دی۔ زمین کی قیمت دلوادی۔ اور حاملوں کو لکھ دیا کہ راہ میں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ان کے آرام کا سامان بہم پہنچایا جائے۔ اور جس جگہ مستقل قیام کریں۔ چوبیس مہینہ تک ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔

مساوات کا اتنا خیال تھا کہ جبلہ غسانی شام کا بادشاہ تھا مسلمان ہوگیا تھا۔ کعبہ کے طواف میں اُس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں تلے آگیا جبلہ نے اُس کے مُنہ پر تھپیڑ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ نے غصہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آکر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تم نے جو کیا اُس کی سزا پائی۔ اُس نے کہا ہمارا وہ رتبہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے ساتھ گستاخی کرے تو قتل کا مستحق ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جاہلیت میں ایسا تھا۔ لیکن اسلام نے سب کو ایک کر دیا۔

ایک بار تمام عہدہ داران ملکی کو حج کے زمانے میں آپ نے طلب فرمایا اور مجمع عام میں کہا کہ جس کو ان لوگوں سے شکایت ہو۔ پیش

کرے۔ ایک شخص نے اُٹھ کر کہا کہ فلاں عامل نے بلاوجہ مجھے سَو دُرّے مارے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اُٹھ اور اپنا بدلہ لے۔ عمر بن العاصؓ (گورنر مصر) نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین اس طریق عمل سے تمام عمال بے دل ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا انصاف رُک نہیں سکتا۔ پھر عمر بن العاصؓ نے مستغیث کو دوسو دینار دلوا کر راضی کیا۔

ایک دفعہ سرداران قریش آپ کی ملاقات کو آئے حضرت بلالؓ حضرت عمارؓ۔ حضرت صہیبؓ بھی موجود تھے۔ یہ سب آزاد شدہ غلام تھے۔ آپ نے پہلے انھیں لوگوں کو بلایا۔ ابوسفیان جو زمانہ جاہلیت میں تمام قریش کے سردار تھے اُن کو نہایت ناگوار ہوا ساتھیوں سے کہا کہ خدا کی شان ہے غلاموں کو دربار میں جانے کی اجازت ملتی ہے اور ہم انتظار کر رہے ہیں۔ ایک نے اُن میں سے کہا یہ شکایت اپنی ہے۔ اسلام نے ایک آواز سے سب کو بلایا۔ جو اپنی شامت اعمال سے پیچھے پہنچے آج بھی پیچھے رہنے کے مستحق ہیں۔

جنگ قادسیہ کے بعد جب تمام قبائل عرب اور صحابہ کی تنخواہیں مقرر کیں تو دنیاوی عزت کا آپ نے بالکل خیال نہیں کیا۔ جو پہلے اسلام لائے یا جہاد میں اچھے کام کئے۔ یا حضور سرورِ عالم سے خصوصیت رکھتے تھے۔ اُن کو دوسروں پر ترجیح دی۔ اُن خصوصیات میں غلام اور آقا کا کوئی فرق نہ تھا۔ یہاں تک کہ اسامہ بن زید کی تنخواہ

اپنے بیٹے سے زاہد مقرر فرمائی۔
آپ کے بیٹے ابو شحمہ نے جب شراب پی تو اُن کو اپنے ہاتھ سے ۸۰ کوڑے مارے اسی صدمہ سے وہ بیچارے قضا کر گئے۔

## علم و فضل

اگرچہ اسلام سے پہلے عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اُسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ آپ کے خطوط اور فرامین اور خطبے اب تک کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جن سے آپ کی قوت تحریر اور زور تقریر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔
شاعری میں آپ کو خاص مہارت تھی۔ فصاحت اور بلاغت کا یہ حال تھا کہ اُن کے بہت سے مقولے ضرب المثل ہو گئے ہیں۔ علم الانساب میں بھی آپ کو کمال تھا۔
آپ فطرۃً ذہین اور صائب الرائے واقع ہوئے تھے۔ شرعی احکام اور عقائد سے خوب واقف تھے۔ قرآن مجید کو نہایت غور اور فکر سے پڑھتے تھے۔

## اخلاق و عادات

آپ دن کو خلافت کا کام کرتے۔ رات کو نفلیں پڑھتے۔ قریب صبح گھر والوں کو جگاتے۔ فجر کی نماز میں اکثر بڑی بڑی سورتیں مثلاً

سورۂ یوسف ۔ سورۂ حج ۔ سورۂ یونس ۔ سورۂ کہف ۔ سورۂ ہود پڑھتے ۔
جن آیتوں میں خدا کی عظمت و جلال کا یا قیامت کا ذکر ہوتا تو اس سے
اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی ۔ بعض دفعہ
اتنا روتے کہ آنکھیں سوج آتیں ۔

نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے اور فرماتے کہ میں اس کو تمام رات
کی عبادت پر ترجیح دیتا ہوں ۔

مرنے سے دو برس پہلے روزے بہت رکھتے تھے ۔ حج ہر سال
کرتے تھے اور خود میر قافلہ ہوتے تھے ۔

قیامت کے مواخذہ سے بہت ڈرتے تھے ۔ ہر وقت اس کا خیال
رہتا تھا ۔ ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ کیا تم اس پر
راضی ہو کہ ہم لوگ اسلام لائے ۔ اور ہجرت کی ۔ اور رسول ؐ کی خدمت
میں ہر جگہ موجود رہے ۔ اس کے بدلہ میں ہم عذاب سے بچ جائیں ۔
ابو موسیٰ نے کہا کہ میں تو اس پر راضی نہیں ہوں ۔ مجھے اور بہت سی
امیدیں ہیں ۔ آپ نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم بے مواخذہ چھوٹ جائیں ۔
آپ فرماتے تھے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ایک آدمی کے سوا
سب لوگ جنتی ہیں تب بھی مواخذے کا خوف زائل نہ ہو گا کہ شاید
وہ بدقسمت آدمی میں ہی ہوں ۔

# زہد و قناعت

آپ کا جسم کبھی نرم اور ملائم کپڑے سے مس نہیں ہوا۔ بدن پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ۔ سر پر پھٹا عمامہ اور پاؤں میں پھٹے جوتے تھے۔ اور اسی حالت میں قیصر اور کسریٰ کے سفیروں سے ملتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت حفصہ رضؓ نے کہا کہ اب خدا نے دولت دی ہے۔ بادشاہوں کے سفرا آتے ہیں۔ آپ کو اپنے طرز معاشرت میں تغیر کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا افسوس! تم دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو۔ اے عائشہ رضؓ تم رسول اللہ صلعم کی اس حالت کو بھول گئیں جب تمہارے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا۔ جس کو دن کو بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔ اے حفصہ! تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تم نے فرش کو دہرا کر کے بچھا دیا تھا تو رسول اللہ صلعم اس کی نرمی کے سبب سے رات بھر سوتے رہے۔ بلال رضؓ نے اذان دی تو آنکھ کھلی۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ اے حفصہ تم نے فرش کو دُھرا کیوں بچھا دیا کہ میں سوتا رہ گیا۔ مجھے دنیاوی راحت سے کیا تعلق ہے۔

غذا عموماً سادہ ہوتی تھی۔ اکثر روٹی اور روغن زیتون دسترخوان پر ہوتا۔ روٹی اکثر بے چھنے آٹے کی پکتی۔

قناعت کا یہ حال تھا کہ ایام خلافت میں چند سال تک مسلمانوں

کے مال سے کچھ بھی نہیں لیا۔ حالانکہ نہایت تنگی سے بسر ہوتی تھی۔ صحابہ نے جب بہت اصرار کیا تو آپ نے معمولی خوراک اور لباس کے لئے بہت قلیل رقم قبول فرمائی۔ مگر اس شرط سے کہ جب تک میری مالی حالت درست نہ ہو۔ صرف اُسی وقت تک کے لئے۔ فرماتے تھے کہ میرا حق مسلمانوں کے مال میں صرف اس قدر ہے کہ جتنا یتیم کے مال میں ولی کا ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے شمار کیا تو آپ کے تہ بند پر بارہ پیوند تھے۔

عمال اور حکام اگر آپ کے پاس تحفے بھیجتے تو واپس کر دیتے اور نہایت سختی سے اُن کو اِس امر سے روکتے۔

آپ کی تواضع کا یہ حال تھا کہ مشکیزے بھر کر بیوہ عورتوں کے لئے پانی لیجاتے۔ مجاہدین کی بیبیوں کا بازار سے سودا خرید کر لا دیتے۔ تھک جاتے تو مسجد کے گوشہ میں لیٹ جاتے۔

بارہا سفر کا اتفاق ہوا۔ لیکن خیمہ وغیرہ امارت کا سامان کبھی ساتھ نہیں رہا۔ درخت کا سایہ شامیانہ اور فرش خاک بستر تھا۔

ایک دن صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل مل رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا امیر المومنین! یہ کام کسی غلام سے لیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کا والی ہے

وہ اُن کا غلام ہے۔

جنگ سے قاصد آتا تو فوج والوں کے خطوط خود اُن کے گھروں پر پہنچا آتے اور جس گھر میں کوئی لکھا پڑھا آدمی نہ ہوتا خود ہی چوکھٹ پر بیٹھ جاتے۔ اور گھر والے جو لکھاتے لکھ دیتے۔

راتوں کو گشت فرماتے تاکہ آپ کو عام آبادی کا حال معلوم ہو ایک دفعہ گشت کرتے ہوئے مدینہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر مقام حرا پہنچے۔ دیکھا ایک عورت پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جا کر حقیقت حال دریافت کی۔ اُس نے کہا بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ میں نے اُن کے بہلانے کے لئے خالی ہانڈی چڑھا دی ہے۔ آپ اسی وقت مدینہ آئے۔ آٹا۔ گھی۔ گوشت۔ اور کھجوریں لے کر چلے۔ آپ کے غلام اسلم نے عرض کیا کہ میں لئے چلتا ہوں۔ فرمایا ہاں۔ لیکن قیامت میں میرا بار تم نہ اُٹھاؤ گے۔ آپ خود سب سامان لے کر اس عورت کے پاس آئے۔ خود چولھا پھونکا۔ اُس نے کھانا پکایا۔ کھانا تیار ہوا تو بچے کھا کر خوش ہوئے۔ آپ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

ایک بار شہر کے باہر ایک قافلہ اترا آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ساتھ لے کر تمام رات پہرا دیا۔ فرمایا مجھے چوروں کا ڈر لگا تھا۔

ایک بار آپ گشت فرما رہے تھے۔ ایک بدو کے خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بدو کی عورت دردزہ میں مبتلا

ہے۔ آپ گھر آئے۔ اور اپنی بی بی ام کلثوم کو ساتھ لے کر بدو کے خیمہ میں آ گئے۔ تھوڑی دیر میں بچہ پیدا ہوا۔ ام کلثوم نے پکار کر کہا امیر المومنین اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے۔ بدو امیر المومنین کا لفظ سنکر چونک پڑا۔ آپ نے کہا کچھ خیال نہ کرو۔ کل میرے پاس آنا۔ بچہ کی تنخواہ مقرر کر دوں گا۔

# آپ کے فضائل ومناقب

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگلی امتوں میں صاحب الہام ہوتے تھے۔ میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو حضرت عمرؓ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اس پر ایک ڈول ہے۔ میں نے اس ڈول سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کھینچا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے لیا اور ایک ڈول کھینچا۔ اور اُن کے کھینچنے میں ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی کمزوری کو معاف کرے۔ پھر وہ ڈول بہت بڑا (چرس کی طرح) ہو گیا۔ اور اس کو حضرت عمرؓ نے لیا۔ میں نے کسی مضبوط آدمی کو نہیں دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی طرح کھینچ سکتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی میں بٹھایا اور اُن کو خوب سیراب کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ابوجہل یا حضرت عمر سے اسلام کو عزت دے اگلی صبح کو حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے اور مسجد میں علانیہ نماز پڑھی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو یاخیر الناس بعد رسول اللہؐ (اے رسول اللہ کے بعد سب سے بہتر) کہہ کر پکارا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے خیر الناس کہہ کر پکارا میں نے رسول اللہؐ سے سنا فرمانے لگے کہ کوئی شخص جس پر آفتاب نکلا ہو حضرت عمر سے بہتر نہیں ہے۔

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں۔ سوائے نبیوں اور رسولوں کے)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میری زندگی کتنی ہے۔ اس لئے تم میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا۔

Point to be noted



Important

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے - ایک دن حضورؐ مسجد میں تشریف لائے - حضرت ابوبکرؓ آپ کے داہنے طرف تھے اور حضرت عمرؓ بائیں طرف - اور حضورؐ دونوں کا ہاتھ پکڑے تھے - آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہم اسی طرح اٹھیں گے -

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے - حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو زمین پر - میرے وزیر آسمان پر حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل ہیں اور زمین پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہیں -

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شب حضور میرے یہاں تھے - چاندنی نکلی تھی - تارے چھٹکے تھے - حضورؐ کا سر میرے زانو پر تھا - میں نے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپ کی امت سے کسی کی نیکیاں اسقدر ہوں گی جتنے آسمان کے تارے - آپ نے فرمایا ہاں حضرت عمرؓ کی - میں نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیاں ؟ - آپ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات کے برابر ہے -

حضرت سعید بن ابی وقاص رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب تم کو کسی راستہ میں چلتے دیکھ لیتا ہے تو اُس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے چلتا ہے -

# حضرت عثمان ذوالنورین

آپ کا نام عثمان اور کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو۔ اور ذوالنورین لقب تھا۔ آپ کے والد کا نام عفان تھا۔

جاہلیت میں آپ کا خاندان نہایت معزز تھا۔ آپ کے پردادا امیہ قریش کے رئیسوں میں تھے۔ خلفائے بنی امیہ کی نسبت انھیں کی طرف ہے۔ قریش کا قومی نشان اسی خاندان میں تھا حرب فجار میں حرب بن امیہ سپہ سالار اعظم تھے۔ ابوسفیان بھی اسی خاندان کے ایک رکن تھے۔ سوائے بنی ہاشم کے اور کوئی خاندان اس کا ہمسر نہ تھا۔

آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت سے ۴۷ برس پہلے پیدا ہوئے آپ نے جاہلیت کے زمانہ ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا جوانی میں تجارت میں مشغول ہوئے۔ اور اپنی سچائی دیانت داری کی وجہ سے غیر معمولی ترقی حاصل کی۔

آپ کا چونتیسواں سال تھا۔ جب حضورؐ نے تبلیغ شروع کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایمان لانے کے بعد دعوت شروع کی۔ اپنے دوستوں کو ہدایت کرنا چاہا۔ ایام جاہلیت میں حضرت ابوبکرؓ سے اور آپ سے محبت تھی۔ ایک روز آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس خوبی سے آپ کو

اسلام کی خوبیاں سمجھائیں کہ آپ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے۔ اور حضرت عثمان رضؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ عثمان! خدا کی جنت قبول کرو۔ میں تمھارے اور تمام خلق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس کا آپ پر ایسا اثر پڑا کہ بے اختیار کلمہ شہادت پڑھنے لگے۔ اور آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ آپ جب وقت اسلام لائے اس وقت تک صرف چونتیس یا چھتیس آدمی اسلام لائے تھے۔

قبول اسلام کے بعد حضورؐ کی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ رضؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔

اسلام لانے کے بعد اس زمانہ میں جو مصیبتیں مسلمانوں پر پڑتی تھیں اس سے آپ بھی محفوظ نہ رہے۔ آپ کے چچا نے آپ کو حضرت ابوبکر رضؓ کے ساتھ رسی میں باندھ کر مارا۔ عزیز اقارب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور ایذائیں پہنچانے لگے۔ جب تکلیفیں ناقابل برداشت ہوئیں تو آنحضرتؐ کی اجازت سے آپ معہ اپنی اہلیہ محترمہ ملک حبش کی طرف روانہ ہو گئے۔ چند سال وہاں رہے۔ جب بعض اور صحابہ واپس آئے تو آپ بھی تشریف لائے۔

کچھ دنوں کے بعد ہجرت مدینہ کا سامان پیدا ہو گیا۔ تو آپ معہ اہل وعیال مدینہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت اوس بن ثابت کے مہمان ہوئے۔

مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ تمام شہر میں صرف ایک کنواں تھا۔ جو بیر رومہ کے نام سے مشہور تھا اس کا مالک یہودی تھا۔ حضرت عثمان رضؓ نے اس کا آدھا حق بارہ ہزار درہم کو خرید کر وقف کر دیا۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ ایک دن آپ کی باری ہوگی۔ اور ایک دن یہودی کی۔ جس دن حضرت عثمان رضؓ کی باری ہوتی مسلمان اس قدر پانی بھرتے کہ دو دن کے لئے کافی ہوتا یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا تو بقیہ آدھے کے بیچنے پر بھی راضی ہوگیا۔ آپ نے بقیہ بھی آٹھ ہزار درہم کو خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

## غزوات اور دوسرے حالات

غزوۂ بدر میں آپ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضؓ کی علالت کے سبب سے شریک نہ ہو سکے۔ حضورؐ نے آپ کو اُن کی تیمارداری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ تم کو شرکت کا اجر اور مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔

حضرت رقیہ رضؓ کا مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ حضورؐ کی غیر حاضری میں آپ کی وفات ہوئی۔ انا للہ الخ۔ آپ اور حضرت اسامہ رضؓ اُن کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے کہ فتح بدر کی خوش خبری معلوم ہوئی۔

حضرت عثمانؓ آپ کے انتقال سے ہمیشہ رنجیدہ رہتے تھے حضرت عمرؓ نے تسکین کے لئے فرمایا کہ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب اس قدر رنج سے کیا فائدہ۔ آپ نے فرمایا افسوس! میں اپنی محرومی قسمت پر جس قدر ماتم کروں کم ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن میری قرابت کے سوا تمام قرابت داریاں مٹ جائیں گی۔ افسوس کہ میرا رشتہ خاندان رسالت سے ٹوٹ گیا۔

حضورؐ نے خود ان کی تسکین فرمائی اور اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے اُن کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد آپ کا لقب ذی النورین ہوا۔

غزوہ بدر کے بعد جتنے معرکے پیش آئے سب میں حضرت عثمانؓ نے نہایت استقلال اور بہادری سے حضورؐ کا ساتھ دیا۔

غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو سوا ئے چند صحابہؓ کے حضورؐ کے پاس کوئی نہ رہ گیا۔ سب منتشر ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ بھی انھیں لوگوں میں تھے۔ آپ نہایت شرمندہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے عام معافی کی خوشخبری دی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الخ (تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیری حقیقت میں شیطان نے اُن کے بعض اعمال کے بدلے میں پھسلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نرمی والا ہے)۔

اس کے بعد غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا۔ اس وقت حضورؐ نے آپ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام کر دیا۔

اس کے بعد بنو نضیر اور غزوۂ خندق پیش آیا اس میں بھی آپ شریک رہے۔

سنہ ۶ ہجری میں حضورؐ نے زیارت کعبہ کا قصد فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام میں جب کفار مکہ نے حضورؐ کو روکا تو حضورؐ نے آپ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ جب آپ مکہ پہونچے تو قریش نے اُن کو روک لیا۔ اور سخت نگرانی کی کہ واپس نہ جانے پائیں۔ جب کئی دن گذر گئے تو حضورؐ کو اور صحابہ کو سخت تردد ہوا۔ اس حالت میں کسی نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ رسول اللہؐ نے یہ خبر سن کر صحابہ سے جو تعداد میں چودہ سو تھے ایک درخت کے نیچے بیعت لی اور حضرت عثمانؓ کی طرف سے حضورؐ نے خود اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کی۔ اسی بیعت کا نام بیعت الرضوان ہے۔

مشرکین قریش نے مسلمانوں کے جوش سے خائف ہو کر مصالحت کر لی۔ اور حضرت عثمانؓ کو چھوڑ دیا۔ اس سال حضورؐ بغیر عمرہ کئے ہوئے واپس آئے۔

سنہ ۷ ہجری میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ پھر سنہ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ اسی سال غزوۂ حنین پیش آیا۔ حضرت عثمانؓ ان تمام معرکوں میں شریک تھے۔

۹ھ ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ یہ مسلمانوں کے نہایت عسرت کا زمانہ تھا۔ حضورؐ نے صحابہ کو اس کے سامان کی ترغیب دلائی حضرت عثمانؓ نے ایک تہائی فوج کو سر و سامان سے آراستہ کر دینے کا وعدہ فرمایا۔ اس غزوہ میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار تھے اس کے علاوہ آپ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لئے ایک ہزار دینار پیش کیا۔ حضورؐ اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اُن کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱۰ھ ہجری میں حضورؐ نے آخری حج کیا۔ اس میں بھی آپ ہمراہ تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے وقت آپ مجلس شوریٰ کے ایک معتمد رکن تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کیلئے وصیت نامہ آپ کے ہاتھ سے لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے مرض الموت میں لوگوں کے اصرار سے چھ آدمیوں کا نام پیش کیا۔ اُن میں آپ کا بھی نام تھا۔

فاروق اعظمؓ کی تجہیز و تکفین کے بعد دو دن تک خلافت کی بحث ہوتی رہی کوئی بات طے نہ ہوئی تیسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ خلافت اُن چھ میں سے تین تک محدود کرنا چاہئے۔ کثرت رائے سے حضرت علی مرتضیٰؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ اور حضرت عثمانؓ کا نام طے پایا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں اپنے حق سے باز آتا ہوں۔ اور ان دونوں میں سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔ اور سنت شیخین کی پابندی کا عہد

کرے گا اُس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔ اس کے بعد ان دونوں صاحبوں سے کہا کہ اس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں دیدیجئے۔ جب دونوں صاحب راضی ہو گئے تو آپ نے مسجد نبوی میں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا حضرت علی رضؓ کا بیعت کرنا تھا کہ تمام صحابہ نے بیعت کر لی ۴ محرم ۲۴ھ ہجری کو مسلمانوں کے اتفاق سے آپ خلیفہ ہوئے۔

## خلافت اور فتوحات

حضرت عثمان رضؓ نے حضرت صدیق اکبر کی نرمی اور حضرت فاروق اعظم کی سیاست کو اپنا شعار بنایا۔ ایک سال تک قدیم طریقہ انتظام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ البتہ ۲۴ھ ہجری میں آذربائیجان اور آرمینیہ پر اس لئے فوج کشی کی کہ وہاں کے لوگوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ اور رومیوں کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے سلمان بن ربیعہ کو چھ ہزار فوج کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی مدد کے لئے شام روانہ کیا۔

حضرت عمر رضؓ کے زمانہ سے مصر کے والی عمرو بن العاص رضؓ تھے حضرت عثمان رضؓ نے اُن کو مصر کے خراج کے اضافہ کے بابت کہلایا۔ حضرت عمرو نے کہلا بھیجا کہ اُونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی

اس پر حضرت عثمانؓ نے اُن کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرحؓ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ مصری حضرت عمروؓ سے ڈرتے تھے۔ اُن کی معزولی سے اُن لوگوں کے دلوں میں دوبارہ قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اسکندریہ کے لوگوں نے بغاوت کی حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو متعین کیا۔ اُنھوں نے اپنے حسن تدبیر سے اس بغاوت کو فرو کیا۔

اسی سال عبداللہ بن سرح نے دربار خلافت کے حکم سے طرابلس (ٹریپولی) کی مہم کا انتظام کیا۔ اور امیر معاویہؓ نے ایشیائے کوچک میں دو رومی قلعے فتح کر لئے۔

سنہ ۲۶ھ میں جب عبداللہ بن ابی سرحؓ کی کوشش سے مصر کا خراج بجائے بیس لاکھ کے چالیس لاکھ ہو گیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا دیکھو اُنٹنی نے دودھ دیا۔ آپ نے عرض کیا ہاں دودھ تو دیا لیکن بچے بھوکے رہ گئے۔

سنہ ۲۷ھ میں طرابلس پر باقاعدہ فوج بھیجی گئی۔ جس میں عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عمروؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ موجود تھے۔ مدت تک اسلامی فوجیں طرابلس کے میدانوں میں لڑتی رہیں جب اُن لوگوں نے مسلمانوں کے مقابلے کی اپنے میں قوت نہ پائی تو عبداللہ بن سرحؓ گورنر مصر کے پاس آکر پچیس لاکھ دینار پر صلح کر لی۔

افریقہ یعنی الجزائر اور مراکش حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ہمت اور شجاعت اور حسن تدبیر سے ہاتھ آئے۔

۲۷ھ ہی میں اسپین بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

قبرس (سائپرس) شام کے قریب بحر روم میں ایک نہایت زرخیز جزیرہ ہے۔ اور یورپ اور روم کی طرف سے مصر و شام کی فتح کا دروازہ ہے۔ اس پر قبضہ کے بغیر مصر و شام کا خطرہ دور نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے امیر معاویہؓ نے عہد فاروقی میں اس پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ حضرت عمرؓ بحری جنگ کے مخالف تھے۔ اس لئے انکار کر دیا۔ ۲۸ھ میں پھر حضرت عثمانؓ سے باصرار اجازت طلب کی۔ آپ نے لکھا کہ اگر تم کو پورا اطمینان ہے تو حملہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر اس مہم میں وہی لوگ شریک کئے جائیں جو بخوشی اس کے لئے آمادہ ہوں۔

امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس حارثیؓ کی سرداری میں ایک بحری بیڑا روانہ کیا۔ عبداللہؓ ناگہانی طور پر شہید ہوئے تو سفیان بن عوف نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ قبرس والے مغلوب ہوئے۔ صلح کی درخواست کی۔ ان شرائط پر صلح ہوئی کہ اہل قبرس سات ہزار دینار سالانہ خراج ادا کریں۔ اور مسلمان قبرس کی حفاظت کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ بحری لڑائیوں میں اہل قبرس مسلمانوں کے دشمنوں کی نقل و حرکت کی اطلاع دیا کریں گے۔

اس پر حضرت عثمان رضؓ نے اُن کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرحؓ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ مصری حضرت عمروؓ سے ڈرتے تھے اُن کی معزولی سے اُن لوگوں کے دلوں میں دوبارہ قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اسکندریہ کے لوگوں نے بغاوت کی حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو متعین کیا۔ اُنھوں نے اپنے حسن تدبیر سے اس بغاوت کو فرو کیا۔

اسی سال عبداللہ بن سرح نے دربار خلافت کے حکم سے طرابلس (ٹریپولی) کی مہم کا انتظام کیا۔ اور امیر معاویہ رضؓ نے ایشیائے کوچک میں دو رومی قلعے فتح کر لئے۔

سنہ ۲۶ھ میں جب عبداللہ بن ابی سرحؓ کی کوشش سے مصر کا خراج بجائے بیس لاکھ کے چالیس لاکھ ہو گیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے فرمایا دیکھو اُٹنی نے دودھ دیا۔ آپ نے عرض کیا ہاں دودھ تو دیا لیکن بچے بھوکے رہ گئے۔

سنہ ۲۷ھ میں طرابلس پر باقاعدہ فوج بھیجی گئی۔ جس میں عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عمروؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ موجود تھے۔ مدت تک اسلامی فوجیں طرابلس کے میدانوں میں لڑتی رہیں جب اُن لوگوں نے مسلمانوں کے مقابلے کی اپنے میں قوت نہ پائی تو عبداللہ بن سرحؓ گورنر مصر کے پاس آ کر پچیس لاکھ دینار پر صلح کر لی۔

افریقیہ یعنی الجزائر اور مراکش حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ہمت اور شجاعت اور حسن تدبیر سے ہاتھ آئے۔

۲۷ھ ہی میں اسپین بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

قبرس (سائپرس) شام کے قریب بحر روم میں ایک نہایت زرخیز جزیرہ ہے۔ اور یورپ اور روم کی طرف سے مصر و شام کی فتح کا دروازہ ہے۔ اس پر قبضہ کے بغیر مصر و شام کا خطرہ دور نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے امیر معاویہؓ نے عہد فاروقی میں اس پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ حضرت عمرؓ بحری جنگ کے مخالف تھے۔ اس لئے انکار کر دیا۔ ۲۸ھ میں پھر حضرت عثمانؓ سے باصرار اجازت طلب کی۔ آپ نے لکھا کہ اگر تم کو پورا اطمینان ہے تو حملہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر اس مہم میں وہی لوگ شریک کئے جائیں جو بخوشی اس کے لئے آمادہ ہوں۔

امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس حارثی کی سرداری میں ایک بحری بیڑا روانہ کیا۔ عبداللہؓ ناگہانی طور پر شہید ہوئے تو سفیان بن عوف نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ قبرس والے مغلوب ہوئے۔ صلح کی درخواست کی۔ ان شرائط پر صلح ہوئی کہ اہل قبرس سات ہزار دینار سالانہ خراج ادا کریں۔ اور مسلمان قبرس کی حفاظت کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ بحری لڑائیوں میں اہل قبرس مسلمانوں کے دشمنوں کی نقل و حرکت کی اطلاع دیا کریں گے۔

یہ لوگ عرصہ تک اس معاہدہ پر قائم رہے ۳۳ھ میں انھوں نے رومی جہازوں کو مدد دی۔ امیر معاویہ رضؓ نے پھر اس پر فوج کشی کی۔ اور فتح کر کے ممالک محروسہ میں شامل کر لیا۔

۳۰ھ میں عبداللہ بن عامر اور سعید بن عاص نے مختلف راستوں سے خراسان اور طبرستان کا رخ کیا۔ سعید بن عاص کے ساتھ حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت امام حسین رضؓ اور عبداللہ بن عباس رضؓ اور عبداللہ بن عمر رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ اور بڑے بڑے صحابہؓ کرام تھے۔ یہ لوگ پہلے پہنچے۔ جرجان۔ خراسان اور طبرستان فتح کر لیا۔ اسی زمانہ میں سعید بن عاص کوفہ کے والی مقرر ہوئے۔ اس لئے عبداللہ بن عامر نے اس مہم کی تکمیل اپنے ہاتھ میں لی۔ ہرات۔ کابل اور سجستان کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور کا رخ کیا۔ چھوٹے چھوٹے مقامات پر قبضہ کرتے ہوئے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔ چند مہینوں کے بعد وہاں کے لوگوں نے مجبور ہو کر سات لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لیا۔

پھر عبداللہ بن عامر۔ ماوراء النہر کی طرف چلے اور عبداللہ بن خازم کو سرخس کی طرف روانہ کیا۔ سرخس والے مطیع ہو گئے۔ اور ماوراء النہر والوں نے بھی صلح کر لی۔

۳۱ھ میں قیصر روم نے پانچ سو جہازوں کا ایک بیڑا ساحل

شام پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ امیر معاویہؓ نے امیر المومنین کے حکم سے عبداللہ بن ابی سرح امیر البحر کو حکم دیا وہ رومی جہازوں کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ رومیوں نے بڑھنا شروع کیا۔ اسلامی جہازوں کے کارکنوں نے نہایت ہوشیاری سے اپنے جہازوں کو اُن کے جہازوں سے ملا کر باندھ دیا۔ رومی اسلامی جہازوں پر آگئے دونوں طرف سے تلواریں اور بھالے چلنے لگے۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ رومی بکثرت مارے گئے۔ جو بچے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اسلامی بیڑا فتح و کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

ان ممالک کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں آرمینیہ۔ قسطنطنیہ۔ مرورود۔ طالقان۔ فاریاب۔ جوزجان۔ بھی فتح ہوا۔

## انقلاب کی کوشش اور آپ کی شہادت

آپ کی خلافت کا زمانہ چھ سال تو نہایت امن و امان سے گزرا فتحیں کثرت سے ہوئیں۔ مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا۔ زراعت اور تجارت کی بھی ترقی ہوئی۔ حکومت کے عمدہ انتظام کے سبب تمام ملک میں خوشحالی اور اطمینان رہا۔ مگر دولت کے ساتھ رشک وحسد بھی بڑھتا ہے۔ اس لئے اب وہ زمانہ آگیا جس کی پیشین گوئی حضورؐ نے فرمائی تھی۔ حضورؐ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہاری

محتاجی سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ تمھاری دنیا سے ڈرتا ہوں۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ (مسیح الاسلام) مسلمانوں کی دولتمندی سے ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ بلکہ شام میں آپ وعظ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو زیادہ دولت جمع کرنا ناجائز ہے۔ امیر معاویہ رضؓ کی استدعا پر حضرت عثمان رضؓ نے اُن کو مدینہ بلوالیا۔ مگر مدینہ کے باہر بھی بڑے بڑے محل بن گئے۔ پھر آپ کا وہاں بھی جی نہ لگا۔ اس لئے مدینہ سے قریب ربذہ ایک گاؤں ہے وہاں جاکر آپ رہ گئے۔

حضرت عثمان رضؓ کے پچھلے زمانہ میں فتنہ وفساد کی زیادہ تر وجہ یہی ہوئی کہ دولت کی زیادتی کی وجہ سے ہر شخص اور ہر قوم دوسروں کی حالت پر رشک کرتی۔ ہر طرح قومی وحدت کا شیرازہ بگڑ گیا۔ آپس میں دشمنی شروع ہوگئی۔

اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ صحابہ کرام جن کو حضورؐ کی صحبت حاصل تھی۔ اکثر ختم ہو چکے تھے۔ جو موجود تھے وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے گوشہ نشین ہو رہے تھے۔ اور اُن کی جگہ اُن کی نوجوان اولاد لے رہی تھی۔ جو زہد و اتقا۔ عدل وانصاف۔ حق پسندی اور سچائی میں اپنے بزرگوں سے کم تھے۔ وہ رعایا کے حق میں اتنے اچھے ثابت نہ ہوئے جتنے اگلے تھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں مسلمانوں کے اتفاق

رائے سے امامت اور خلافت کے لئے قریش کا خاندان مخصوص کر دیا گیا تھا۔ بڑے بڑے عہدے بھی زیادہ تر انھیں کو ملتے تھے۔ نوجوان قریشیوں نے اس کو اپنا حق موروثی سمجھ لیا۔ اور دوسرے عرب قبیلوں کو اپنا محکوم سمجھنے لگے۔ اور قبائل یہ کہتے تھے کہ ملک ہماری تلواروں سے فتح ہوا۔ اس لئے وظائف اور منصب اور عہدوں میں مساوات ہونی چاہئے۔

۳۔ یہودی اور مجوسی مسلمانوں کے ہمیشہ دشمن رہے۔ ایسے موقع پر انھوں نے سازشیں شروع کیں۔

۴۔ حضرت عثمان رضؓ صاحب مروت تھے۔ لوگوں سے سختی نہ کرتے تھے۔ اس لئے شریروں کی ہمت بڑھی۔

۵۔ حضرت عثمان رضؓ اموی تھے۔ اپنے خاندان کو اپنے مال سے دیتے تھے۔ لوگوں کو موقع ملا۔ یہ مشہور کیا کہ اپنے خاندان کے لوگوں کو بیت المال سے دیتے ہیں۔

۶۔ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُس کے کارکن اُس کی اطاعت کریں۔ نئی نسل میں پہلی نسل کی طرح یہ مذہبی جذبہ نہ تھا۔ اس لئے اُن کو اپنے خاندان سے مدد لینے کی ضرورت ہوئی۔ بنو امیہ میں سے فوج اور عمال کے کچھ افسر مقرر کئے۔ تاکہ حکومت کے انتظام میں فرق نہ آئے۔

۷۔ غیر قوم کے لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے۔ یا جن مسلمانوں نے

غیر قوم کی لڑکیوں سے شادیاں کرلی تھیں۔ اُن کی اولادیں بھی بہت کچھ فتنہ کی باعث ہوئیں۔

اس فتنہ و فساد کے حقیقی اسباب یہ تھے۔ جن کی وجہ سے ملک کے مختلف طبقوں میں ناراضگی پیدا ہوئی۔

بنو ہاشم بنو امیہ کی ترقی و عروج کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ عام عرب اپنے کو کسی قریشی کسے استحقاق میں کم نہ سمجھتے تھے۔ مجوسی یہ چاہتے تھے کہ حکومت ایسے خاندان کو ملے جو اُن کی مدد سے حکومت حاصل کرے تاکہ عام عربوں کے مقابل میں اُن کا حق کم نہ رہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ اسلام میں ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ یہ قوت جاتی رہے۔ اس لئے ہر جماعت خفیہ فساد کی کوشش کر رہی تھی۔ حضرت عثمان رض نے ان فتنوں کو دبانا چاہا لیکن دب نہ سکا۔

کوفہ کے لوگوں نے حضرت عثمان رض سے درخواست کی کہ خدا کے لئے جلد ان فتنہ پردازوں سے کوفہ کو نجات دلوائیے۔ آپ نے اُن کے دس سرغناؤں کو شام بھیجدیا۔ اس طرح بصرہ میں بھی ایک جماعت تھی۔ وہاں کے سرغناؤں کو بھی جلاوطن کردیا لیکن کسی طرح فتنہ کم نہ ہوا۔

مرکز سازش کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ عبداللہ بن سبا نے (جو یہودی سے مسلمان ہوا تھا) مذہب میں رخنے پیدا کئے۔ نئے نئے عقیدے پیدا کرکے تمام ملک میں اس نے پھیلایا۔ اور مختلف الخیال

فتنہ پردازوں کو ایک خیال پر لانے کی کوشش کی اور تمام ملک میں اس خیال کے پھیلانے کے لئے اپنے آدمی بھیجدئے کہ ہر طرف فتنہ کی آگ بھڑکا دی۔

یہ لوگ بظاہر متقی بنتے تھے۔ لوگوں کو وعظ کے ذریعہ سے اپنا معتقد بناتے تھے۔ عمال کو ہر ممکن طریقے سے بدنام کرتے تھے ہر جگہ امیر المومنین کی کنبہ پروری اور ناانصافی کی جھوٹی داستانیں سناتے تھے۔

ولید بن عقبہ والی کوفہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری والی بصرہ کو غلط شکایتیں کر کے معزول کرایا۔

عبداللہ بن سعد امیر البحر کی علانیہ برائی کرتے۔ اور مجاہدین کو روکتے کہ تم رومیوں کے مقابلہ میں جہاد کرنے نہ جاؤ۔ اس لئے مدینہ میں خود مجاہدین کی ضرورت ہے۔ جب لوگ پوچھتے کہ مدینہ میں کیا ضرورت ہے تو کہتے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی کا معزول کرنا سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے شیخین کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ کو معزول کر کے اپنے اعزہ اقارب کو سیاہ سپید کا مالک بنادیا ہے۔

جب اسلامی بیڑا روانہ ہوا تو دو شخصوں نے ایک کشتی پر سوار ہو کر بیڑا کا تعاقب کیا۔ اور جہاں بیڑا ٹھہرتا کشتی قریب لاکر اپنے مفسدانہ خیالات کی لوگوں میں اشاعت کرتے۔

مدینہ بھی مفسدین سے خالی نہ تھا۔ لیکن اجل صحابہ حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ تھے۔ اس لئے علانیہ اس جماعت کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ مگر ۳۵ھ میں مدینہ کے مفسدین نے باہر کے مفسدین کی مدد سے بہت بے باکی شروع کر دی۔

ایک دفعہ حضرت عثمان رضؓ منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ عثمان! کتاب اللہ کو اپنا طرز عمل بناؤ آپ نے نرمی سے کہا بیٹھ جاؤ۔ دوسری مرتبہ اس نے پھر یہی کہا۔ آپ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ تیسرے مرتبہ اس نے پھر کہا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے پتھر مارنا شروع کیا۔ آپ زخموں سے چور ہو کر منبر سے گر پڑے۔ مگر صبر سے کام لیا۔ اُدھر کچھ نہیں کہا۔

غرض تمام دنیائے اسلام پر آشوب تھی۔ ہر طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ مفسدین نے ایک عظیم انقلاب کا سامان بہم پہنچا لیا تھا اور غلط الزامات سے حضرت عثمان رضؓ کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کر لی تھی۔

آپ نے ان شورشوں کے رفع کرنے کی ایک آخری کوشش یہ کی کہ ایک مجلس شوریٰ منعقد کی جس میں تمام عمال کو دار الخلافت میں طلب کر کے ایک مختصر تقریر کے بعد شورش کے رفع کرنے کی بابت سب سے مشورہ طلب کیا۔ لوگوں نے مختلف رائے دی۔ مگر کوئی

اصلاح کی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ آپ نے سب کو واپس کر دیا۔ اور خود غور کرتے رہے۔ مگر کوئی مناسب تدبیر ذہن میں نہ آئی۔

حضرت طلحہ رضؓ نے مشورہ دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں عام حالات کی تحقیقات کے لئے لوگ بھیجے جائیں۔ آپ کو یہ رائے پسند آئی ۳۵ھ میں چار شخص مختلف مقامات میں بھیجے گئے۔ ادھر آپ اصلاح حال کی کوشش فرماتے رہے۔ اُدھر مفسدین نے حاجیوں کے بھیس میں مدینہ کا رُخ کیا۔ اور آپس میں یہ طے کیا کہ بزور اپنے مطالبات تسلیم کرائیں۔

مفسدین نے مدینہ کے قریب پہنچ کر قیام کیا۔ اور اُن کے سرگردہ باری باری حضرت طلحہ رضؓ حضرت زبیر رضؓ حضرت سعد وقاص رضؓ حضرت علی رضؓ کے پاس گئے۔ کہ یہ حضرات معاملہ کا تصفیہ کرا دیں۔ مگر سب نے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضؓ کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضؓ کو بلا کر کہا کہ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے۔ میں جائز مطالبات کے تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت علی رضؓ نے سب کو سمجھا کر واپس کر دیا۔

حضرت عثمان رضؓ نے جمعہ کے دن ایک خطبہ پڑھا جس میں تفصیل کے ساتھ اپنی اصلاحی اسکیم اور اپنے آئندہ طرز عمل کی توضیح کی لوگ خوش ہوئے کہ اب تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔

لوگ مسجد ہی میں تھے کہ مدینہ کی گلیوں میں تکبیر کے نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے شور قیامت برپا ہوگیا۔ بڑے بڑے صحابہ گھبرا کر نکل آئے۔ دیکھا تو مفسدین کی جماعت پھر واپس آگئی اور انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ حضرت علی رضؓ نے بڑھ کر واپس آنے کا سبب پوچھا۔ تو مصریوں نے کہا کہ راہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جو مصر جا رہا تھا۔ اُس کی تلاشی لی تو اُس کے پاس ایک فرمان ملا۔ جس میں لکھا تھا کہ ان لوگوں کی گردن مار دی جائے اس لئے ہم بدعہدی کا بدلہ لینے آئے ہیں۔

حضرت عثمان رضؓ کو واقعہ کی اطلاع دی گئی تو اُنھوں نے حیرت کے ساتھ اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ اور قسم کھا کر کہا کہ اس خط کی مجھے بالکل خبر نہیں۔ آپ کے حلفیہ انکار پر لوگوں نے خیال کیا کہ یہ یقیناً مروان کی شرارت ہے۔ رومیوں نے کہا کچھ بھی ہو ایسا غافل خلیفہ کسی طرح خلافت کے لئے موزوں نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھ میں کچھ بھی جان باقی ہے میں اُس خلعت کو جو خدا نے مجھے پہنایا ہے خود اپنے ہاتھ سے نہ اُتاروں گا۔ اور حضورؐ کی وصیت کے مطابق میں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک صبر کروں گا۔

آپ کے انکار پر مفسدین نے آپ کا مکان گھیر لیا۔ اور برابر چالیس دن تک آپ محصور رہے۔ اس عرصہ میں اندر پانی تک نہ پہنچتا تھا۔ ایک بار حضرت حبیبہ رضؓ ام المومنین نے اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں

لے کر حضرت عثمان رضؓ تک جانا چاہا۔ مگر مفسدین نے آپ کے ساتھ بھی بے ادبی کی اور نہ جانے دیا۔ ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی کچھ کھانا پانی آجاتا تھا۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ نے کوشش کی مگر کسی نے ان حضرات کی بھی نہ سنی حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے بلانے پر جانا چاہا تو لوگوں نے اُن کو بھی نہ جانے دیا۔ آخر مجبور ہو کر آپ نے اپنا سیاہ عمامہ اتار کر قاصد کو دیا اور کہہ دیا کہ جو حالت ہے وہ دیکھتے ہو کہہ دینا۔

حضرت امام حسن رضؓ آپ کے دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے کہ مفسدین اندر نہ جا سکیں۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ آپ کے گھر میں آپ کی حفاظت میں تھے۔

باغی جو گھر کو گھیرے تھے اُن کو حضرت عثمان رضؓ نے خود بارہا سمجھایا اُن کے سامنے موثر تقریریں کیں۔ اور حضرت ابی بن کعب نے تقریریں کیں مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت عثمان رضؓ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مسجد نبوی کے بڑھانے کے لئے فرمایا کہ کوئی زمین خرید کر کے وقف کرے گا کہ اس سے بہتر جگہ اس کو جنت میں ملے تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور اسی مسجد میں تم مجھے نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ تم جانتے ہو کہ جب آنحضرت مدینہ تشریف لائے تو یہاں ارومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔

آپ نے فرمایا۔ جو اس کو خرید کر تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اس کو جنت میں جگہ ملے گی۔ میں ہی نے اس کی تعمیل کی۔ اور تم مجھے اُس کا پانی نہیں پینے دیتے۔ تم جانتے ہو کہ عسرت کے لشکر کو بے سامانی سے کس نے آراستہ کیا۔ سب نے جواب میں کہا خداوندا یہ سب باتیں سچ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کو یاد ہے ایک مرتبہ حضور پہاڑ پر تھے پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا اے حرا! تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی۔ ایک صدیق۔ ایک شہید ہے۔ میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب حدیبیہ میں آپ نے مجھے سفیر بنا کر مکہ بھیجا تو حضورؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا اور میری طرف سے خود ہی بیعت کی۔ کیا تمھیں یاد ہے۔ سب نے کہا یاد ہے مگر کسی پر اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔

آخر لوگ آپ کے قتل کی صلاح کرنے لگے۔ آپ نے خود اپنے کانوں سے سنا۔ فرمایا آخر کس جرم میں تم میرے خون کے پیاسے ہو اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا امیر المومنین آپ کے جان نثاروں کی کثیر جماعت ہے ان کو لے کر نکلئے اور ان کا مقابلہ کیجئے۔ یا مکان کے پیچھے سے دیوار توڑ کر نکل جائیے۔ یا شام چلے جائیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لڑ کر امت محمدی کا خون نہیں کرنا چاہتا۔ اگر مکہ چلا جاؤں تو یہ امید نہیں کہ حرم کی توہین نہ کریں۔ اور اپنی ہجرت کے گھر کو چھوڑ نہ

شام بھی نہیں جانا چاہتا۔

آپ کے گھر میں اس وقت جاں نثاروں کی سات سو کی جماعت موجود تھی۔ جس کے سردار حضرت زبیرؓ تھے۔ انھوں نے خود کہا۔ اجازت ہو تو لڑوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

گھر میں آپ کے ۲۰ غلام تھے۔ اس وقت سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے عرض کیا۔ انصار دروازہ پر کھڑے ہیں۔ اجازت ہو تو ہم دوبارہ اپنے کارنامے دکھلائیں۔ آپ نے منع فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا۔ آپ نے ان کو بھی منع فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کو آنحضرتؐ کی پیشین گوئیوں کے مطابق یقین تھا۔ کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ اور آپ حضورؐ کی وصیت کے مطابق صبر و استقلال کے ساتھ تمام مصیبتوں کو برداشت کر رہے تھے۔ جمعہ کے دن آپ روزہ سے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ سے کہہ رہے ہیں کہ جلدی کرو تمہارے افطار کے ہم منتظر ہیں۔ خواب سے بیدار ہوئے تو لوگوں سے تذکرہ کیا۔ اور اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ میری شہادت کا وقت آ گیا۔ اس کے بعد آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوئے۔

باغیوں نے اندر جانا چاہا۔ حضرت امام حسنؓ نے روکا۔ آپ

زخمی ہوئے۔ چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے۔ کنانہ بن بشیر نے پیشانی مبارک پر اس زور سے مارا کہ گر پڑے اس وقت بھی زبان سے فرمایا۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ سودان بن عمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے نیم مردہ ہو گئے۔ اور خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں سے نو زخم لگائے۔ کسی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ آپ کی اہلیہ نے ہاتھ پر روکا۔ ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ انا للہ الخ

آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن مجید کھلا تھا۔ جس آیت پر آپ کا خون گرا وہ یہ تھی۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (تمہارے لئے خدا کافی ہے۔ وہ بڑا جاننے والا ہے) جمعہ کے دن عصر کے وقت آپ کی شہادت ہوئی۔ دو دن تک آپ کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ حرم رسول میں قیامت برپا تھی۔ شب یک شنبہ کو چند مسلمانوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ کو انھیں کپڑوں میں دفن کیا۔ ان کے بعد عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

## عثمانی کارنامے

آپ کے زمانے میں مصر میں بغاوت ہوئی۔ آرمینیہ اور

آذربائیجان نے خراج دینا بند کر دیا۔ اہل خراسان نے سرکشی کی۔ ان سب کو آپ نے نہایت ہمت اور حکمت کے ساتھ مٹا دیا۔

افریقہ۔ طرابلس۔ برقہ۔ مراکش کو آپ نے فتح کیا۔ افغانستان۔ خراسان۔ ترکستان کو آپ نے اسلامی مقبوضات میں شامل کیا۔ ایشیائے کوچک کا بہت بڑا حصہ شام میں ملا لیا گیا۔ بحری فتوحات کا آغاز آپ کے زمانے میں ہوا۔ جزیرہ قبرص پر قیصر روم کے پانچ سو جہازوں کے بیڑے کو شکست دے کر اسلامی پھریرا بلند کیا۔

خیبر کی طرف سے کبھی کبھی مدینہ میں نہایت ہی خطرناک سیلاب آجاتا تھا۔ اس سے شہر کی آبادی کو سخت نقصان پہنچتا تھا اور مسجد نبوی کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ آپ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بند بندھوا دیا اور نہر کھود کر سیلاب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس بند کا نام بند مہزور ہے یہ آپ کا رفاہ عام کے لئے ایک بڑا کارنامہ ہے۔

آپ نے مسجد نبوی کے قریب کی زمینیں خرید کر حضورؐ کی خدمت میں مسجد کی توسیع کے لئے پیش کیا۔ اور اپنے زمانے میں اہتمام کے ساتھ اس کو پختہ نہایت خوبصورت بنوا دیا اور خود بھی رات دن اس کام میں مصروف رہے۔

آپ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے وہ قرآن مجید جس کو حضرت

ابوبکر صدیق رض نے امانت رکھا تھا۔ منگوا کر حضرت زید بن ثابت رض
اور حضرت عبداللہ بن زبیر رض اور حضرت سعید بن العاص رض کو
نقل کرنے کے لئے دیا۔ اُن سے نقلیں کرا کے تمام ملک میں اس کی
اشاعت کی۔ اور قرآن مجید جس کو لوگوں نے اپنے طور پر لکھ لیا تھا۔
کوشش کر کے اس کو معدوم کر دیا۔ تاکہ توریت اور انجیل کی طرح
قرآن مجید میں اختلاف نہ رہے۔

## آپ کا فضل و کمال

آپ نے اسلام سے پہلے ہی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ اسلام میں
آکر آپ نے اور ترقی کی۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔ تقریریں آپ کی
نہایت موثر ہوتی تھیں۔ آپ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ اور آپ کو اس
اس قدر محبت تھی کہ اکثر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

## آپ کے اخلاق و عادات

آپ پیدائشی پارسا۔ دیانت دار اور سچے آدمی تھے۔ حیا اور رحم
اُن کی خاص صفت تھی۔ آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی کبھی
شراب نہیں پی۔ جھوٹ۔ بہتان۔ بدکاری سے کبھی آپ کا دامن
آلودہ نہیں ہوا۔
خدا کا خوف آپ میں اس درجہ تھا کہ اکثر روتے رہتے۔ موت

قبر-آخرت کے خیال سے کبھی غافل نہ تھے - کوئی جنازہ گزرتا تو بے اختیار آپ کے آنکھوں سے آنسو نکل آتا - قبرستان میں جاتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی اور فرماتے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے - اگر یہ منزل آسانی سے طے ہو گئی تو سب منزلیں آسان ہیں -

محبت رسول آپ کو اس درجہ تھی کہ حضورؐ کی ہر تکلیف سے بے چین ہو جاتے تھے - ایک بار حضورؐ کے یہاں ۴ دن تک فقر و فاقہ رہا آپ کو خبر معلوم ہوئی تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے - اسی وقت کھانے کا سامان اور نقد سو درہم پیش کیا -

آل رسول اور ازواج مطہرات کا خاص طور پر آپ لحاظ کرتے تھے اتباع سنت کا خاص خیال تھا - ایک مرتبہ ماشتہ سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے - اور فرمایا کہ حضورؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے -

حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں - آپ نے باوجود امارت کے کبھی امیرانہ ٹھاٹھ نہیں رکھا - اور زیب اور زینت کی چیزیں استعمال نہیں کیں -

گھر میں آپ کے بہت سی لونڈیاں اور غلام تھے - مگر آپ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے - رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو کسی کو جگاتے نہ تھے - خود ہی وضو وغیرہ کا سامان کر لیتے تھے - کوئی سخت بات

کہتا تو آپ اس کا نرمی سے جواب دیتے۔

آپ نے خلافت کے زمانے میں اپنے ذاتی مصارف کے لئے بیت المال سے ایک حبہ نہیں لیا۔ آپ عرب میں سب سے زیادہ دولتمند تھے۔ اور بہت فیاض تھے۔ مدینہ میں رومہ کا کنواں آپ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ مسجد نبوی کے لئے بہت قیمت صرف کر کے زمین خرید کر اس کی توسیع کی۔ غزوۂ تبوک میں ہزارہا روپیہ صرف کر کے مجاہدین کے لئے آپ نے سامان کیا اعزہ و احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

مصیبتوں کو نہایت صبر سے برداشت کرتے تھے۔ رات کو عبادت کرتے کبھی کبھی رات بھر جاگتے۔ دوسرے تیسرے دن اکثر روزے رکھتے۔ رات کو کھانا بہت کم کھاتے۔ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے۔

## ذاتی حالات

معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا۔ اس سے آپ کو غیر معمولی دولت حاصل ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ کو غنی کا لقب دیا گیا فتح خیبر میں حضور نے تمام مجاہدین کو زمینیں دیں۔ آپ کو بھی ایک زمین عنایت فرمائی اور آپ نے مختلف وقتوں میں جائدادیں خریدی تھیں۔ مدینہ میں بقیع کے قریب بھی آپ نے ایک بہت بڑی قسمت خریدی تھی

اس کو قبرستان کے لئے وقف کر دیا تھا۔
آپ خود کھیتی تو نہ کرتے تھے۔ مگر اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے۔
غذا ضعف پیری کی وجہ سے اکثر زود ہضم کھاتے تھے۔ آپ کے دسترخوان پر اکثر اعزہ و احباب کا مجمع رہتا تھا۔
مزاج میں بہت صفائی تھی۔ روزانہ غسل فرماتے۔ کپڑے صاف پہنتے اور خوشبو لگاتے۔ آپ کے بہت سے فضائل حالات کے ساتھ آ چکے ہیں۔ اس لئے بعض فضائل مختصراً لکھے جاتے ہیں۔

# فضائل و مناقب

۱ (طلحہ بن عبید اللہ رض سے روایت ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہر نبی کے لئے رفیق ہے۔ میرے رفیق جنت میں عثمان رض ہیں۔)
عبدالرحمٰن بن خباب سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رض نے جیش عسرہ میں فوج کا سامان کیا اور گھوڑے اور اونٹ دیئے تو حضور اس قدر خوش ہوئے کہ منبر سے اترتے ہوئے فرمایا کہ عثمان رض کی یہ ایسی نیکی ہے کہ اگر اب وہ کوئی نیکی نہ کریں تو کوئی حرج نہیں۔
۲ (ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ میں مدینہ کے ایک باغ میں حضور کے ساتھ تھا۔ ایک شخص آیا اس نے آواز دی آپ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوش خبری دیدو میں نے دروازہ

کھولا تو وہ ابوبکرؓ تھے۔ میں نے بشارت دی تو حضرت ابوبکرؓ نے اللہ کا شکر کیا۔ پھر ایک شخص نے آواز دی آپ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اور جنت کی خوش خبری دیدو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمرؓ تھے۔ میں نے اُن کو جنت کی خوش خبری دی تو آپ نے اللہ کا شکر کیا۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ آپ نے فرمایا کھول دو اور جنت کی خوش خبری دیدو۔ سخت مصیبت کے ساتھ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمانؓ تھے۔ میں نے اُن کو خوش خبری جنت کی دی تو انھوں نے اللہ کا شکر کیا اور فرمایا کہ اللہ مدد کرنے والا ہے۔

## حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نام آپ کا علی۔ ابوالحسن اور ابوتراب کنیت۔ حیدر۔ مرتضیٰ اور اسد اللہ لقب۔ اور امیر المومنین خطاب تھا۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپ حضور سرورِ عالمؐ کے حقیقی چچا زاد بھائی خاندان بنی ہاشم سے ہیں اس خاندان کو عرب میں مذہبی سرداری حاصل تھی۔ حضرت کے والد مکہ معظمہ کے بہت بااثر سردار تھے۔ حضورؐ نے آپ کے والد ہی کے پاس پرورش پائی۔ اور بعثت کے بعد انھیں کی حمایت میں آپ نے دعوت اسلام کا اعلان کیا۔ ابوطالب نے آپ کی محبت

ہیں کفار کی ایذائیں بھی سہیں۔ اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو کفار سے تکلیفیں بھی پہنچیں۔ مگر کبھی حضورؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

آنحضرتؐ کی بڑی خواہش تھی کہ ابوطالب کا دل نور ایمان سے منور ہو جائے۔ ان کے آخر وقت تک آپ نے کوشش فرمائی مگر آخیر میں ابوطالب نے آپ سے کہا کہ میں قریش کی طعنہ زنی کا خوف کرتا ہوں۔ ورنہ تمہاری دعوت قبول کر لیتا۔ لیکن حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ نزع کی حالت میں کلمہ توحید ان کی زبان پر تھا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج میں ارقام فرماتے ہیں۔ در نیز می آرند کہ عباس سر خود را نزد او برد و شنید از وے کلمہ شہادت و بحضرت برسانید پس گفت الحمد للہ یا رسول اللہ پس خوشحال باشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت علیؓ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ انہوں نے بھی حضورؐ کو نہایت محبت سے پالا۔ وہ اسلام لائیں۔ اور ہجرت کر کے مدینہ گئیں۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ حضورؐ نے ان کے کفن میں اپنا قمیص ان کو پہنایا۔ اور ان کے قبر میں خود لیٹ کر اس کو متبرک کیا۔

حضرت علیؓ آپ کی بعثت سے آٹھ یا دس برس پہلے پیدا ہوئے ابوطالب کثیر الاولاد تھے۔ تنگی معاش سے بہت پریشان تھے۔ اس لئے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو خود لے لیا۔ اور حضرت عباس کو

آمادہ کیا۔ انھوں نے حضرت جعفر کی کفالت اپنے ذمہ لی۔
حضرت علی رض آٹھ یا دس برس کے تھے۔ جب حضور ﷺ کو تبلیغ کا حکم ہوا۔ ایک دن حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ رض کو آپ نے عبادت کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دعوت اسلام کا حکم ہوا ہے۔ پھر آپ نے کفر و شرک کی برائی اور توحید کی خوبی بیان کی۔ حضرت علی رض نے توحید کا اقرار کیا۔ اور اسلام لائے۔
اسلام قبول کرنے کے بعد ۱۳ سال تک آپ حضور ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے اور حضور ﷺ کے ہر جلسہ میں شریک رہے۔ ایک مرتبہ وادی نخلہ میں حضور ﷺ عبادت میں مصروف تھے۔ حضرت علی رض بھی ساتھ تھے۔ ابوطالب کا گزر ہوا پوچھا کیا کرتے ہو۔ حضور ﷺ نے بتلایا۔ ابوطالب نے کہا میں تم کو نہیں روکتا۔ مگر میں مجبور ہوں خود اس کو نہیں کر سکتا۔
منصب نبوت ملنے کے چوتھے سال جب حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ اسلام کا عام اعلان کر دیں۔ اپنے قریبی رشتہ داروں سے ابتدا کریں۔ آپ نے سب کو جمع کر کے کوہ صفا پر چڑھ کر توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں سمجھائیں مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر آپ نے اپنے خاندان کی دعوت کی اور حضرت علی رض کو اس کا اہتمام سپرد فرمایا اس وقت حضرت علی رض چودہ پندرہ برس کے تھے۔ جب لوگ کھانے

فارغ ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ تم میں سے کون میرا اس طور پر ساتھ دے گا کہ میرا مددگار ہو جائے۔ سب چپ رہے۔ آپ نے کہا میں ساتھ دوں گا۔ حضورؐ نے آپ کو بٹھا دیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ ہی نے کہا میں ساتھ دوں گا۔ تیسرے بار ایسا ہی ہوا۔ تو حضورؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تم میرے بھائی اور میرے وارث ہو۔

تیرہ برس حضورؐ نے مکہ میں تبلیغ کی پھر حکم ہجرت کا آیا۔ کفار نے حضورؐ کے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ آپ حضرت ابوبکر رضؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کر گئے۔ اس وقت بستر مبارک پر حضرت علی رضؓ کو لٹا کر اور یہ کہہ کر میرے جانے کے بعد لوگوں کی امانتیں سب کے سپرد کر کے مدینہ آ جانا آپ مدینہ تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضؓ کی عمر اس وقت بائیس تئیس برس سے زائد نہ تھی مگر آپ حضورؐ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ مشرکین عرب جب اندر گئے تو حضورؐ کو نہ پایا۔ آپ کو پکڑ لے گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دیا۔ آپ نے تمام امانتیں لوگوں کے سپرد کیں تیسرے چوتھے دن مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں حضورؐ نے مسجد بنوائی تو اس میں اینٹ اور گارا لا لا کر آپ دیتے۔ اور مزدوروں کی طرح خوش خوش کام کرتے۔

# غزوات اور دیگر حالات

آپ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوۂ بدر میں حضورؐ نے دو جھنڈے دئے تھے۔ جن میں سے ایک جھنڈا حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جب بدر کے میدان کے قریب پہنچے تو حضورؐ نے حضرت علیؓ کو چند جاں بازوں کے ساتھ غنیم کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ انھوں نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے قریش کی صف سے تین نامی بہادر نکلے اور مسلمانوں سے مقابلہ کر چاہا۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت علیؓ۔ اور حضرت عبیدہؓ ان کے مقابلہ کو میدان میں آئے۔ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ولید آیا۔ آپ نے ایک ہی وار میں اس کو جہنم کو پہنچا دیا۔ اس کے بعد عبیدہؓ کے مقابلہ میں شیبہ آیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر اس کو بھی ہلاک کیا۔ اس کے بعد عام مقابلہ شروع ہو گیا۔ اس عام حملہ میں بھی حضرت علیؓ نے ہزاروں کو جہنم داخل کیا۔ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اس غزوہ میں آپؓ کو مال غنیمت سے ایک زرہ۔ ایک اونٹ اور ایک تلوار ملی تھی۔

اسی سال حضور نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؓ سے آپ کا نکاح کر دیا۔ جس میں حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ

ہاتھ اپنی زرہ چار سو اسی درہم کو فروخت کیا اور اس کی قیمت حضورؐ کی خدمت میں لاکر پیش کی۔ حضورؐ نے حضرت بلال رضؓ سے عطر اور خوشبو کی چیزیں منگوائیں۔ اور خود نکاح پڑھایا۔ اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

نکاح کے دس گیارہ ماہ بعد رخصتی ہوئی۔ اس وقت سے حضرت علی رضؓ علیحدہ رہنے لگے۔ جہیز میں ایک پلنگ۔ ایک بستر ایک چادر۔ دو چکیاں ایک مشکیزہ ملا۔ حضرت علی رضؓ نے دعوت ولیمہ کی۔ اس میں صرف کھجوریں۔ جو کی روٹی۔ پنیر۔ اور ایک خاص قسم کا شوربا تھا۔

غزوۂ احد میں جب حضورؐ کو زخم لگے۔ دندان مبارک شہید ہوئے اور ایک خندق میں گر گئے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضؓ نے کفار کو حضورؐ تک پہنچنے سے روکا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ نے جھنڈا سنبھالا اور بڑی جرأت ہی سے لڑے۔ مشرکین کے علمبردار ابو سعد نے مقابلہ کے لئے للکارا۔ آپ نے بڑھ کر ایسا ہاتھ مارا کہ زمین پر تڑپنے لگا۔

جب مشرکین کا زور کم ہوا تو حضرت علی رضؓ چند صحابہ کے ساتھ حضورؐ کو پہاڑ پر لائے۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے زخم دھویا۔ اور حضرت علی رضؓ ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے۔ جب اس سے خون بند نہ ہوا تو حضرت فاطمہ رضؓ نے چٹائی جلاکر اس کی راکھ سے زخم کا منہ بند کر دیا۔

آنحضرت کے بعد بنو نضیر کو ان کی بدعہدی کے سبب سے جلا وطن کیا گیا
اس میں علم آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔
غزوۂ خندق میں جب سواروں نے حملہ کیا۔ تو حضرت علی
نے بڑھ کر اس کو روکا۔ اور عمرو بن عبدود سواروں کے سردار نے
جب کسی کو تنہا مقابلہ کے لئے بلایا تو حضرت علی رضؓ نے اپنے کو پیش
کیا۔ وہ گھوڑے سے کودا۔ اور مقابلہ پر آیا۔ حضرت علی رضؓ نے اس کو
جہنم واصل کیا۔
غزوۂ بنو قریظہ میں بھی علم حضرت علی رضؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور
بنو سعد کی سرکوبی کے لئے بھی حضور نے ایک سو مجاہدین کے ساتھ
آپ کو بھیجا۔ آپ نے مجمع کو منتشر کر دیا۔ اور پانچ سو اونٹ اور دو ہزار
بکریاں مال غنیمت میں لائے۔
حدیبیہ کے مقام پر بھی حضرت علی رضؓ بیعت رضوان میں شریک
تھے۔ اور صلحنامہ آپ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا۔
خیبر حضرت علی رضؓ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ جب حضور نے
آپ کو جھنڈا عنایت کیا تو آپ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! کیا میں ان
مسلمان بنالوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ پہلے اسلام پیش کرو۔ اور
ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھاؤ۔ آپ تشریف لے گئے اور ان کا سب سے
بڑا اور جانباز سردار مرحب آگے بڑھا۔ آپ نے ایک ہی وار میں
اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اور

نہایت بہادری سے اُس پر قبضہ کرلیا۔

فتح مکہ کے وقت آپ نے حضرت سعید بن عبادہ رض کے ہاتھ سے علم لے کر حضرت علی رض کو دیا۔ آپ مکہ میں داخل ہوئے حضور ؐ نے جب خانۂ کعبہ کے تمام بتوں کو توڑا تو ایک بت تانبے کا باقی رہ گیا تھا۔ جو لوہے کی سلاخ سے زمین میں نصب تھا۔ اور بہت بلندی پر تھا۔ پہلے حضور ؐ نے حضرت علی رض کے کندھوں پر چڑھ کر اُس کو گرانا چاہا۔ مگر وہ آپ کا بار نہ اُٹھا سکے تو آپ نے حضرت علی رض کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر حکم دیا۔ اُنھوں نے سلاخ سے نکال کر توڑ ڈالا۔

غزوۂ حنین میں جب مسلمانوں کو فتح کے بعد شکست ہوئی تو حضرت علی رض کی بہادری نے لڑائی کو سنبھال لیا۔ غنیم نے سردار لشکر پر حملہ کرکے اُن کا کام تمام کر دیا۔ دوسری طرف مجاہدین نہایت بہادری سے لڑے اور دشمن کو شکست دیدی۔

۹ھ میں حضور ؐ نے غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا۔ اور حضرت علی رض کو اہلبیت کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے دیا۔ اور فرمایا کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے۔

غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور ؐ نے حضرت ابوبکر رض کو امیر حاج بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا۔ اُس وقت سورۂ برأت نازل ہوئی تو حضور ؐ نے حضرت علی رض کو مکہ بھیجا۔ اور حکم دیا کہ اس کو سنادیں۔ اور عام اعلان

کردیں کہ کوئی کافر جنت میں نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے پائے گا اور نہ کوئی شخص ننگے ہوکر طواف کرنے پائے گا۔ اور جس کا حضورؐ سے کوئی عہد ہے وہ مدت معینہ تک باقی رہے گا۔

حضورؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا۔ انھوں نے چھ مہینہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اس لئے سنہ ۱۰ھ میں حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلاکر یمن جانے کا حکم دیا۔ آپ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میں ایسی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہوں جس میں مجھ سے زیادہ معمر اور تجربہ کار لوگ موجود ہیں۔ وہ مجھ سے کیسے سمجھیں گے۔ حضورؐ نے آپ کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا اے خدا! ان کی زبان سچی بنادے۔ اور ان کے دل کو نور ہدایت سے منور کردے۔ اس کے بعد حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور سیاہ جھنڈا دیکر یمن کی طرف روانہ کیا۔ حضرت علیؓ کا وہاں پہنچنا تھا کہ صرف چند روز کی تعلیم و تلقین سے پورا قبیلہ ہمدان مسلمان ہوگیا۔

اسی سال حضورؐ نے آخری حج کیا۔ حضرت علیؓ بھی یمن سے آکر شریک ہوئے۔ حج سے واپسی پر حضورؐ بیمار ہوئے۔ اس بیماری میں حضرت علیؓ نے نہایت محنت سے آپ کی خدمت کی۔

حضورؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر سب

بیعت کی حضرت علی رض نے نہیں کی۔ اس لئے کہ حضرت فاطمہ رض کی سوگوار زندگی نے اُن کو خانہ نشین کر دیا تھا۔ وہ صرف اُن کی تسلی اور دل دہی اور قرآن مجید کے جمع کرنے میں مصروف تھے۔ جب حضرت فاطمہ رض کا انتقال ہوا اُس وقت اُنھوں نے خود حضرت ابوبکر رض سے اُن کی فضل اور بزرگی کا اقرار کیا۔ اور بیعت کر لی۔

سوا دو برس خلافت کے بعد حضرت ابوبکر رض نے وفات پائی اور حضرت عمر رض خلیفہ ہوئے تو حضرت علی رض نے فوراً بیعت کر لی۔ اور حضرت عمر رض بڑی بڑی مہمات میں حضرت علی رض سے مشورہ لیتے تھے۔ اور حضرت علی رض بھی نہایت دوستانہ مشورہ دیتے تھے۔ جب حضرت عمر رض بیت المقدس تشریف لے گئے تو خلافت کے کام حضرت علی رض کے سپرد کر گئے۔ حضرت علی رض کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی صاحبزادی ام کلثوم کو حضرت علی رض نے آپ کے نکاح میں دیدیا۔

فاروق اعظم کے بعد حضرت عثمان رض خلیفہ ہوئے۔ آپ نے اُن سے بھی بیعت کی۔ اور جب فتنہ وفساد شروع ہوا تو آپ نے اس کے رفع کرنے کے لئے حضرت عثمان رض کو نہایت مخلصانہ مشورے دیئے۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رض نے حضرت علی رض سے پوچھا کہ ملک میں شورش کی اصل وجہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے عمال کی بے اعتدالی اور آپ کی نرمی۔ حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ میں نے عمال کے انتخاب میں اُنھیں اصول کو مدنظر رکھا ہے جو فاروق اعظم

نے رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضؓ نے سب کی تکمیل اپنے ہاتھ میں رکھی تھی۔ اور آپ کی نرمی سے آپ کے عمال کا جو جی چاہتا ہے کرتے ہیں۔ اور آپ کو خبر نہیں ہوتی۔ رعایا سمجھتی ہے کہ یہ سب آپ کے حکم سے ہوتا ہے۔

مصری مفسد جماعت کو آپ نے سمجھا کر واپس کر دیا تھا۔ لیکن ایک مفسدہ پرواز کے خط نے اس جماعت کو پھر واپس کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ نے اُن کو ہر چند سمجھایا مگر انھوں نے ایک نہ سنا یہاں تک کہ یہی جماعت حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کی باعث ہوئی۔

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کی خبر حضرت علی رضؓ کو ہوئی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت امام حسین رضؓ اور محمد بن طلحہ رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ جو حضرت عثمان رضؓ کے محافظ تھے اُن سے آپ سخت رنجیدہ ہوئے۔ کہ تم لوگوں کی موجودگی میں یہ واقعہ کس طرح پیش آیا۔

## آپ کی خلافت

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد ۳ دن تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ حضرت علی رضؓ سے لوگوں نے اصرار کیا۔ آپ اس منصب کے قبول کرنے سے انکار فرماتے رہے۔ مگر مہاجرین و انصار کے اصرار

سے آپ نے منظور فرمایا۔ تیسرے دن ۲۱ ذی الحجہ دوشنبہ کے دن مسجد نبوی میں آپ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضؓ کے قاتلوں کا پتہ لگانا چاہا مگر کسی طرح سے نہ لگا۔ اس کے بعد آپ ملکی انتظام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور حضرت عثمان رضؓ کے مقرر کردہ تمام عمال کو آپ نے معزول کر دیا۔ اور دوسرے عامل مقرر کئے۔ سہل رضؓ کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ وہ روانہ ہوئے۔ جب تبوک کے قریب پہونچے تو حضرت امیر معاویہ رضؓ کے سواروں نے اُن کو روک کر مدینہ واپس جانے پر مجبور کیا۔

حضرت علی رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ کو لکھا کہ مہاجرین و انصار نے اتفاق عام کے ساتھ میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اس لئے یا تو تم میری اطاعت کرو یا لڑنے کے لئے تیار ہو۔ امیر معاویہ نے جواب میں بسم اللہ کے بعد صرف اپنا نام اور مکتوب الیہ کا نام لکھا۔ اور قاصد کے ہاتھ روانہ کر دیا۔ قاصد آیا تو اُس نے زبانی مجمع عام کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ لوگو! میں نے پچاس ہزار بوڑھوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی خون آلود قمیص کو دیکھ کر اُن کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں اُنھوں نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اس خون ناحق کا بدلہ نہ لے لیا جائے گا۔ ان کی تلواریں میان میں نہ جائیں گی۔ اس پر خالد بن زفر عیسی رضؓ نے کہا کیا تم مہاجرین و انصار کو

شامیوں سے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم اہل عراق اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔

امیر معاویہ رض کا جھگڑا ابھی طے نہ ہوا تھا کہ حضرت عائشہ رض مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ واپس ہو رہی تھیں۔ راہ میں اُن سے ایک عزیز ملے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رض شہید ہو گئے اور حضرت علی رض عنہ خلیفہ ہوئے۔ لیکن ابھی تک فتنہ فرو نہیں ہوا حضرت عائشہ رض پھر مکہ واپس گئیں۔ مکہ والوں نے واپسی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رض مظلوم شہید کر دیئے گئے اور فتنہ دبتا نہیں۔ اس لئے تم لوگ قاتلوں سے بدلہ لے کر اسلام کی عزت بچاؤ۔

حضرت علی رض نے دو سیاسی غلطی کی اس لئے یہ فتنہ فرو نہیں ہوا۔ ایک یہ کہ تمام عمال کو ایک قلم علاحدہ کر کے نئے عامل مقرر کئے دوسرے جو لوگ بدلہ لینا چاہتے تھے۔ انھیں کے دشمنوں کو آپ نے اپنا معاون بنایا۔ اسی سے بدگمانیاں پھیلیں۔ اور اسی بدگمانی نے حضرت عائشہ رض کو بھی حضرت عثمان رض کے قصاص پر آمادہ کر دیا بنی امیہ خاندان کے لوگ جنھوں نے مدینہ سے آکر مکہ میں پناہ لیا تھا انھوں نے حضرت عائشہ رض کا ساتھ دیا۔ اور جوش کے ساتھ اس تحریک کو پھیلایا۔ اور ایک بڑی جماعت کے ساتھ بصرہ روانہ ہوئے تاکہ خزانہ پر قبضہ کر لیں اور کچھ اور لوگوں کو اس تحریک میں اضافہ کریں

اپنی قوت کو مضبوط کریں۔

حضرت علی رضؓ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے بھی عراق کا ارادہ کیا۔ تاکہ وہاں کے خزانہ کی حفاظت کریں۔ اور اہل عراق کو وفاداری کی ترغیب دیں۔ انصار رضؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے روکا اور کہا کہ کسی خلیفہ نے دارالخلافت کو چھوڑ کر خود جنگ کا انتظام نہیں کیا۔ مگر حضرت علی رضؓ نے اسی کو مصلحت سمجھا کہ خود تشریف لے جائیں۔

مدینہ کے اکثر لوگ آپ کے ساتھ ہوئے۔ جب آپ ذی قار میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ رضؓ حضرت زبیر رضؓ بصرہ پہنچ گئے۔ اور تمام بصرہ والوں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علی رضؓ نے ذی قار میں قیام کر کے حضرت امام حسن رضؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ کہ لوگوں کو آپ کی مدد پر آمادہ کریں۔ آپ نے وہاں پہنچ کر مسجد میں ایک موثر تقریر کر کے لوگوں کو آمادہ کیا۔ حجر بن عدی کوفہ کے ایک معزز شخص تھے انھوں نے بھی آپ کی تائید کی دوسرے دن ساڑھے نو ہزار مسلح فوج حضرت امام حسن رضؓ کے ساتھ روانہ ہوئی اور ذی قار میں امیرالمومنین کی فوج سے مل گئی۔ امیرالمومنین سب کو لے کر بصرہ روانہ ہوئے۔ یہاں کچھ لوگ صلح کے کوشاں تھے۔ اور اس کوشش میں قریب قریب کامیاب ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ دونوں چاہتے تھے کہ اختلافات دور ہو جائیں۔ اور

دل سے لڑنے کا خیال دور کر چکے تھے۔ حضرت علیؓ کی فوج میں کچھ سبائی تھے۔ اور حضرت عائشہؓ کی فوج میں الوی۔ سبائیوں نے یہ سمجھا کہ اگر صلح ہوگئی تو ہماری خیر نہیں ہے۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کی فوج پر رات کو چھاپا مارا گھبراہٹ میں فریقین نے یہ سمجھا کہ دوسرے فریق نے دھوکا دیا۔ ایک دوسرے پر حملہ شروع کر دیا۔ حضرت عائشہؓ اس غرض سے اونٹ پر سوار ہوئیں کہ اپنی فوج کو روکیں۔ حضرت علیؓ نے بھی سپاہیوں کو روکا۔ مگر فتنہ کسی طرح نہ رُکا۔

اسی حالت میں حضرت علیؓ گھوڑا بڑھا کر میدان میں آئے۔ اور حضرت زبیرؓ سے کہا۔ تمھیں وہ دن یاد ہے جب رسول اللہؐ نے تم سے پوچھا تھا کہ تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو؟ تم نے کہا تھا ہاں! یاد کرو تم سے اُس وقت حضورؐ نے فرمایا تھا کہ ایک دن تم اُس سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا ہاں! اب مجھے یاد آیا۔ اس کے بعد حضرت زبیرؓ لڑائی سے الگ ہو گئے۔ اور بصرہ چلے گئے حضرت طلحہؓ نے بھی جانا چاہا مگر مروان بن حکم کو جب یہ خبر ہوئی تو اُس نے ایسا تیر مارا جس نے آپ کے گھٹنے کو چھید دیا۔ تیر زہر آلود تھا جس نے آپ کا کام تمام کر دیا۔

جنگ کی ابتدا ہو چکی تھی دیر تک گھمسان لڑائی رہی۔ سبائی حضرت عائشہؓ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ بنو ضبہ آپ کے اونٹ کی حفاظت میں تھے اور لاشوں پر لاشیں گرتی تھیں۔

حضرت علی رضؓ نے خیال کیا کہ اونٹ کو بٹھا دینا چاہئے۔ ورنہ یہ جنگ ختم نہ ہوگی۔ ایک شخص نے آپ کے اشارہ سے پیچھے سے اونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری۔ اونٹ بیٹھ گیا۔ جناب امیر نے محمد بن ابی بکر رضؓ کو حکم دیا کہ اپنی ہمشیرہ محترمہ کی خبر لیں۔

عام منادی کردی گئی کہ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے۔ زخمیوں پر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں۔ مال غنیمت نہ لوٹا جائے جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔

پھر جناب امیر خود حضرت عائشہ رضؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بصرہ میں چند دنوں قیام و آرام فرما کر محمد بن ابی بکر کے ساتھ عزت واحترام سے مدینہ بھیجدیا۔ بصرہ کی چالیس خواتین آپ کے ساتھ تھیں اور خود جناب امیر رضؓ رخصت کرنے کے لئے چند میل ساتھ گئے۔ ایک منزل تک اپنے صاحبزادوں امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ کو ساتھ بھیجا۔

حضرت عائشہ رضؓ نے لوگوں سے فرمایا۔ ہماری آپس کی رنجش محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ نہ مجھ سے علی رضؓ سے پہلے کوئی جھگڑا تھا نہ اب کوئی رنج ہے۔ حضرت علی رضؓ نے اس کی تصدیق کی۔ اور فرمایا کہ آپ حضورؐ کی حرم محترم اور ہماری ماں ہیں۔ آپ کی تعظیم ضروری ہے۔

بصرہ میں چند روز قیام کے بعد حضرت علی رضؓ کوفہ تشریف لے گئے اور وہیں اپنا دارالخلافت قرار دیا۔

اس فتنہ کے فرو ہونے کے بعد حضرت علی رضؓ پھر امیر معاویہ کی طرف
متوجہ ہوئے۔ اور ان کو صلح کی دعوت دی۔ جریر بن عبداللہ
خط لے کر بھیجا۔ امیر معاویہ نے خط خود پڑھا۔ پھر دربار میں سنا
اس میں یہ مضمون تھا کہ تم اور تمہارے زیر اثر تمام مسلمانوں پر
میری بیعت لازم ہے۔ کیونکہ مہاجرین اور انصار کے اتفاق رائے
سے میں خلیفہ ہوا ہوں۔ مجھ سے پہلے خلفاء بھی انھیں کے رائے
سے ہوئے۔ تم بھی مہاجرین و انصار کی اتباع کرو۔ ورنہ جنگ
کے لئے تیار ہو جاؤ۔

امیر معاویہ نے جواب میں یہ لکھا کہ آپ قاتلین عثمان رضؓ کو میرے
حوالہ کر دیجئے تو ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے تیار ہیں۔
حضرت علی رضؓ نے پھر امیر معاویہ کو لکھا کہ ناحق کی ضد سے
باز آؤ۔ حضرت عثمان رضؓ کے قتل میں میری کوئی شرکت نہ تھی
امیر معاویہ رضؓ نے نہ مانا تو حضرت علی رضؓ نے مجبور ہو کر تلوار کے قبضہ
پر ہاتھ رکھا۔ تمام عمال کو بلایا۔ اور اسّی ہزار کی جمعیت کے ساتھ
شام کا رُخ کیا۔

صفین کے میدان میں دونوں فوجیں ٹھہریں۔ امیر معاویہ رضؓ نے
دریائے فرات پر فوجیں متعین کر دیں۔ کہ امیر المومنین کی فوج کے
لوگ پانی نہ لینے پائیں۔ امیر المومنین رضؓ نے حکم دیا کہ شامی فوج سے
مقابلہ کر کے بزور پانی پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ کچھ دیر جنگ

کے بعد تمام گھاٹ پر امیر المومنین رضؓ کا قبضہ ہوگیا۔ مگر امیر المومنین رضؓ کی فیاضی دیکھو آپ نے حکم دیا کہ مخالف کی فوجوں کو پانی پینے سے نہ روکو۔ اس ایثار سے مخالف فوج کا یہ خیال ہوا کہ جنگ نہ ہو، بس میں صلح ہو جائے۔

حضرت علی رضؓ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے اتمام حجت کے لئے ایک بار پھر مصالحت کی کوشش کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی مگر دونوں طرف سے سربرآوردہ لوگوں نے برابر صلح کی کوشش جاری رکھی۔ ۳ ماہ تک جنگ رکی رہی۔ مگر جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو جمادی الاخری کے شروع سے جنگ کی ابتدا ہوئی۔ مگر صبح شام حملہ ہوتا پھر رک جاتا۔ جب رجب کا مہینہ آیا تو جنگ رک گئی۔

حضرت ابوالدرداء رضؓ اور حضرت ابوامامہ رضؓ نے امیر معاویہؓ سے پوچھا کہ تم حضرت علی رضؓ سے کیوں لڑتے ہو کیا وہ امامت کے تم سے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا۔ حضرت عثمان رضؓ کے خون کے لئے لڑتا ہوں۔ آپ سے پوچھا کیا حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کو قتل کیا ہے۔ کہا نہیں۔ مگر قاتلوں کو پناہ دی ہے۔ اس کے بعد یہ دونوں صاحب حضرت علی رضؓ کے پاس گئے۔ اور اس تقریر کی اطلاع دی۔ ان کی فوج کے بیس ہزار آدمیوں نے کہا کہ ہم سب قاتل ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوالدرداء رضؓ

اور حضرت ابو امامہ رضہ وہاں سے علیحدہ ہو گئے۔ پھر کوئی حصہ جنگ میں نہیں لیا۔

پہلی رجب سے آخر محرم تک جنگ رُکی رہی۔ پہلی صفر سے ایسی سخت جنگ ہوئی کہ ہزاروں بچے یتیم اور ہزاروں عورتیں بیوہ ہو گئیں پھر بھی کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

حضرت علی رضہ نے تنگ آکر اپنے فوج کے سامنے پُرجوش تقریر کی۔ اس کے بعد نہایت سخت حملہ ہوا۔ امیر معاویہ کے مکان تک لوگ پہنچ گئے۔ حضرت علی رضہ نے پکار کر کہا کہ معاویہ! کیوں خلق خدا کا خون بہاتے ہو۔ آؤ ہم تم اس جھگڑے کا فیصلہ کر لیں۔ عمرو بن العاص نے امیر معاویہ سے کہا یہ بات انصاف کی ہے۔ امیر معاویہ نے کہا۔ انصاف کیا ہے۔ تم جانتے ہو اس شخص کے مقابلہ میں جو جاتا ہے زندہ نہیں بچتا۔ عمرو بن العاص رضہ نے فرمایا جو ہو مقابلہ کے لئے نکلنا چاہئے۔ امیر معاویہ نے کہا تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرا کے میرے منصب پر قبضہ کر لو۔

جب امیر معاویہ آمادہ نہ ہوئے تو عمرو بن العاص رضہ خود لڑے دیر تک جنگ کے بعد گھوڑے سے گرے تو امیر المومنین رضہ ان کو زندہ چھوڑ کر ہٹ آئے۔ پھر پوری فوج کے ساتھ جنگ ہونے لگی۔ چند دنوں تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک

کہ جمعہ کے دن نہایت سخت جنگ ہوئی۔ اتنے آدمی مارے گئے جن کا شمار مشکل ہے۔

دوسرے دن مجروحین اور مقتولین کے اٹھانے کے لئے جنگ ملتوی رہی۔ پھر حضرت علی رض نے اپنے جاں نثاروں سے نہایت موثر تقریر کی۔ اور فرمایا کہ کل اس کا آخری فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ اُدھر سے امیر معاویہ رض نے صلح کا پیام بھیجا۔ حضرت علی رض نے مصالحت سے انکار کیا۔ اور آپ کے طرف سے اشتر نخعی نے نہایت زور کا حملہ کیا۔ اُن لوگوں نے قرآن مجید کا واسطہ دلایا۔ پہلے تو جناب امیر رض نے فرمایا کہ یہ مکاری ہے۔ مگر جب اپنی فوج سے ایک کثیر جماعت کو اس خیال کی طرف مائل دیکھا تو جنگ ملتوی کر کے صلح کی مراسلت شروع کر دی۔ اور ایک معاہدہ لکھا گیا۔ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص حکم مقرر ہوئے۔ مگر انھوں نے فیصلہ غلط کیا۔ حضرت علی رض کو دونوں نے معزول کیا۔ اور عمرو بن العاص نے بجائے حضرت علی رض کے امیر معاویہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اس پر ابو موسیٰ رض کو سخت رنج ہوا۔ اور پھیر یہ حکومت براہی پھیلی۔

۱۳ صفر ۳۷ھ میں یہ معاہدہ ہوا۔ حضرت علی رض کے طرفداروں میں ایک کثیر جماعت نے اس معاہدہ کو اسی وقت ناپسند کیا تھا۔ جب یہ فیصلہ غلط ثابت ہوا تو بارہ ہزار آدمی آپ کے لشکر سے

علیحدہ ہو کر چلے گئے۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت عباس رضؓ کو سمجھانے کے لئے بھیجا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھر آپ خود تشریف لے گئے اور سمجھا کر اُن سب کو کوفہ لے آئے۔ مگر یہ لوگ پھر ناراض ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ یہ ایک مستقل فرقہ ہو گیا۔ اور جب فیصلہ ظاہر ہوا تو یہ فرقہ جناب امیر کے بیعت سے الگ ہو گیا اور عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر اس نے بیعت کی۔ اور کوفہ۔ بصرہ۔ انبار۔ مدائن۔ وغیرہ میں اس فرقہ کے جسقدر آدمی تھے۔ سب نہروان میں آکر جمع ہوئے۔ اور ملک میں عام طور پر قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ اس فرقہ کو خارجی کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد ؁ ھ سے پڑی۔

خارجیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ معاملات دین میں حکم مقرر کرنا کفر ہے اور جب فیصلہ کی حالت معلوم ہوئی تو انھوں نے فیصلہ کرنے والوں اور اُن کے انتخاب کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیا۔ اور جس کو اس عقیدہ سے اتفاق نہ ہو وہ واجب القتل سمجھا جائے چنانچہ انھوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا۔ اور جو کوئی ملا یا تو اُس کو اپنا ہمخیال بنا لیا یا قتل کر دیا۔

حضرت علی رضؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حارث بن مرہ کو دریافت حال کے لئے بھیجا۔ خارجیوں نے ان کو قتل کر دیا۔

جناب امیرؓ شام پر فوج کشی کی تیاری میں تھے۔ جب خارجیوں کا یہ حال معلوم ہوا تو وہاں کا ارادہ ملتوی کر کے نہروان کا قصد فرمایا۔ نہروان پہنچ کر پہلے آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری اور قیس بن سعد کو خارجیوں کے پاس سمجھانے کو بھیجا۔ جب ان کو ناکامی ہوئی تو اُن کے سردار بن الاکواع کو بلا کر خود سمجھایا۔ لیکن سمجھانا کچھ کام نہ آیا آپ نے مجبوراً فوج کی تیاری کا حکم دیا۔

خارجیوں میں ایک جماعت ایسی تھی جو آپ سے لڑنا نہ چاہتی تھی۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ایک ہزار آدمی توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ اور بہت سے لوگ کوفہ وغیرہ چلے گئے جس قدر باقی رہ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے لڑے۔ اور تقریباً سب خارجی مارے گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جناب امیرؓ نے مقتولین میں اُس شخص کو تلاش کرنا شروع کیا جس کے متعلق حضورؐ نے پیشین گوئی کی تھی۔ تمام علامات کے ساتھ وہ لاش برآمد ہوئی تو فرمایا خدا کی قسم رسول اللہؐ نے کس قدر صحیح ارشاد فرمایا تھا۔

جنگ نہروان سے فارغ ہو کر آپ نے پھر شام کا ارادہ کیا۔ مگر لوگوں نے ہتھیاروں کے خراب ہو جانے کا بہانہ کیا۔ آپ نے نخیلہ میں قیام کر کے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا۔ مگر لوگ تھوڑے تھوڑے کوفہ روانہ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ صرف ہزار آدمی

رہ گئے تو آپ شام کا ارادہ فسخ کر کے کوفہ روانہ ہوئے۔

جناب امیرؑ نے جب عہد عثمانی کے تمام عمال کو معزول کیا تھا مصر پر قیس بن سعد انصاری کو مقرر کیا تھا۔ انھوں نے مصریوں کو جناب امیر کی بیعت کے لئے آمادہ کر لیا تھا۔ صرف خرتبا والوں نے یہ کہا تھا کہ سب معاملات یکسو ہو جائیں گے اس وقت بیعت کریں گے۔ مگر والی مصر کی اطاعت میں کوتاہی نہ کریں گے قیس بن سعد نے اس کو منظور کر لیا تھا۔

جب جنگ صفین کی تیاریاں شروع ہوئیں تو امیر معاویہ کو خوف ہوا کہ اگر قیس بن سعد دوسری طرف سے شام پر چڑھ آئے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا۔ اس لئے قیس کو خط لکھ کر اپنا طرفدار بنانا چاہا۔ جس نے صاف جواب نہ دیا۔ امیر معاویہ سمجھ گئے ان کو لکھا کہ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔ حالانکہ میرا ادنیٰ اشارہ مصر کو پامال کر سکتا ہے۔ قیس نے لکھا کہ میں تمھاری دھمکی سے ڈرتا نہیں۔ خدا نے چاہا تو تم کو اپنی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

امیر معاویہ نے دیکھا کہ ان سے مقابلہ آسان نہیں ہے انھوں نے ان کو مصر سے ہٹانے کی تدبیر کی۔ یہ شہرت دی کہ قیس امیر معاویہ کے طرفدار ہیں۔ جب یہ خبر دربار خلافت میں پہنچی تو جناب امیر نے حضرت قیس کو خرتبا والوں سے بیعت کے لئے لڑنے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا کہ خرتبا میں دس ہزار آدمی ہیں۔ اور اگر

بڑے بہادر ہیں۔ اس وقت ان سے لڑنا مصلحت کے خلاف ہے مگر جب جناب امیر نے مکرر اصرار کیا تو آپ نے استعفیٰ دیدیا۔
قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر مقرر ہوئے۔ لیکن ان کی ناتجربہ کاری سے مصر میں شورش پھیل گئی۔ اور عثمانیہ والے بھی فساد پر آمادہ ہوئے۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے اشتر نخعی کو مصر روانہ کیا۔ اور محمد بن ابی بکرؓ کو معزول کیا۔ امیر معاویہ نے راستہ ہی میں زہر دلوا کر اشتر نخعی کا کام تمام کر دیا۔ اور ایک زبردست فوج مصر کی طرف بھیجی۔ اس نے محمد بن ابی بکر کی فوج کو پیچھے سے آکر گھیر لیا۔ محمد بن ابی بکر کے ساتھی یا تو مارے گئے۔ یا جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور محمد بن ابی بکر نے ویران کھنڈر میں پناہ لی۔ لیکن جاسوسوں نے ڈھونڈ نکالا۔ اور نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔

اسی سال امیر معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ بھیجا کہ لوگوں کو جناب امیر کی اطاعت سے برگشتہ کر کے ان کا طرفدار بنائیں۔ عبداللہ کو اس میں کامیابی ہوئی۔ جناب امیر کو اطلاع ہوئی تو اعین بن ضبیعہ کو بھیجا۔ امیر معاویہ نے ان کو قتل کرا دیا۔ اس کے بعد جناب امیر نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا۔ انھوں نے حکمت عملی سے ابن حضرمی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل بصرہ نے پھر اطاعت قبول کر لی۔ جناب امیر نے معاف کر دیا۔

ایک طرف تو جنگ صفین کے ملتوی ہونے اور حکم مقرر کرنے
حضرت علیؓ کی جماعت میں اختلاف ہو کر خارجیوں کا خطرناک وجو
پیدا ہو گیا۔ دوسری طرف آپ کے جاں نثاروں کے ارادے بھی پست
ہو گئے۔ جناب امیر نے بارہا شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اور پر جوش
خطبوں سے اُن کو جوش دلایا۔ مگر اُنھوں نے سکوت سے اُن کا جوا
دیا۔ اور اس کا جناب امیر کو صدمہ بھی رہا۔

امیر معاویہ اس حقیقت سے واقف تھے۔ انھوں نے اب
طریقہ اختیار کیا کہ ۳۹ھ میں اپنی فوج کے چھوٹے چھوٹے د
بنا کر حجاز۔ عراق۔ اور جزیرہ میں پھیلا دے کہ قتل و غارت کر
جناب امیرؓ کی پریشانیوں میں اضافہ کریں۔ انھوں نے بیت الما
لوٹ لئے۔ اور بکثرت شیعانِ علی کو ہلاک کیا۔ اور لوگوں کو اپنی اطاع
پر مجبور کیا۔

حضرت علیؓ کو جب خبر معلوم ہوئی تو بہت جلد امیر معاویہ
کے دستوں کو ممالک مقبوضہ سے نکال دیا۔ تاہم اُس سے ایک عا
بد امنی پھیل گئی۔ کرمان اور فارس کے لوگوں نے خراج دینا بن
کر دیا۔ اسی طرح اکثر صوبوں سے عمال نکال دے گئے۔ اور اطاع
سے باہر ہو گئے۔ جناب امیر نے اس بغاوت عام کے فرو کرنے
بابت لوگوں سے مشورہ لیا۔ لوگوں نے کہا کہ زیاد سے زیادہ اس
کام کے لئے کوئی موزوں نہیں ہے۔ آپ نے زیاد کو اس کام

مقرر کیا۔ انھوں نے نہایت جلد اس بغاوت کو مٹا دیا۔ آپ نے باغیوں کے ساتھ نہایت مہربانی کی۔

امیر معاویہ رضہ نے سنہ ۴۰ھ میں پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ تین ہزار فوج حجاز کی طرف روانہ کیا۔ بغیر کسی مقابلہ کے مکہ اور مدینہ پر قبضہ ہوگیا۔ لوگوں سے زبردستی امیر معاویہ کے لئے بیعت لی گئی۔ وہاں سے یمن کی طرف بڑھے۔ وہاں کے حاکم عبید اللہ بن عباس رضہ تھے۔ وہ دربار خلافت سے مدد لینے کے لئے کوفہ گئے یہاں امیر معاویہ کے لوگوں نے تیج گران کے دو چھوٹے بچوں کو اور جناب امیر کے ماننے والوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

دوسری طرف شامی سواروں نے عراق پر حملہ کر کے اغبار پر قبضہ کر لیا۔ جناب امیرؑ نے چار ہزار فوج کو یمن اور حجاز کی طرف بھیجا۔ اور کوفہ کی جامع مسجد میں پرجوش تقریر کی۔ اس وقت تو لوگوں میں جوش آیا۔ لیکن کوچ کے وقت صرف تین سو آدمی تیار ہوئے۔ جناب امیرؑ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ بعض لوگوں نے رائے دی کہ عام اعلان کر دیا جائے کہ سب کو میدان جنگ میں چلنا پڑے گا جو نہ جائے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ یہ مشورہ تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ حضرت علی رضہ شہید ہو گئے۔

شہادت کا یہ واقعہ ہے کہ چند خارجیوں نے یہ مشورہ کیا کہ جب تک تین آدمی حضرت علی رضہ۔ حضرت معاویہ رضہ حضرت عمرو بن

العاص رضؓ قتل نہ کر دیئے جائیں۔ خانہ جنگیوں سے نجات نہ ہو گی اس کے لئے تین آدمی تیار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ابن ملجم نے حضرت علی رضؓ کے قتل کا ذمہ لیا تھا۔ رمضان میں ان تینوں نے صبح کی نماز کے وقت حملہ کیا۔ امیر معاویہ پر تلوار اوچھی پڑی بچ گئے۔ عمرو بن العاص اُس دن خود امامت کے لئے نہیں آئے۔ ایک اور شخص کو اپنی جگہ پر بھیجا تھا وہ مارا گیا۔ حضرت علی رضؓ مسجد میں تشریف لائے۔ ابن ملجم مسجد میں سو رہا تھا۔ آپ نے اس نماز کے لئے جگایا۔ پھر امامت کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو اس بدبخت نے تلوار کا ایک کاری زخم لگایا۔ ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت امام حسین رضؓ کو بلا کر نصیحتیں کیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ کے بعد ہم لوگ امام حسن رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہتے لوگ اس کو خود طے کریں گے۔ قاتل کے بابت فرمایا کہ معمولی قصاص لینا۔

تلوار زہر آلود تھی اس لئے نہایت تیزی سے اس کا اثر تمام جسم میں ہو گیا۔ اسی دن یعنی ۲۰ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو آپ نے اس عالم سے رحلت فرمائی۔ حضرت امام حسن رضؓ نے تجہیز و تکفین کی اور کوفہ کے قریب نجف اشرف کے قبرستان میں دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

# کارنامے

آپ کی خلافت کا سارا زمانہ شورش اور فتنہ کے نذر ہو گیا۔ اور اس پانچ برس میں ایک وقت بھی سکون اور اطمینان نصیب نہ ہوا۔ مگر پھر بھی آپ نے نہایت استقلال کے ساتھ تمام فتنوں کا مقابلہ کیا۔

حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد تمام دنیائے اسلام پر آشوب تھی۔ یہاں تک کہ جو لوگ حضرت عثمان رض کے طرز حکومت سے ناراض تھے۔ اُن کو بھی شہادت کے رنج ہوا۔ اس وجہ سے حضرت زبیر رض۔ حضرت طلحہ رض۔ اور حضرت عائشہ رض نے قصاص کا مطالبہ کیا۔

امیر معاویہ رض کو بھی ملک کی اس برہمی کے وجہ سے جناب امیر کے خلاف کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور اس قدر قوت پہنچی گئی کہ جناب امیر کسی تدبیر سے اس کو کمزور نہ کر سکے۔

# آپ کا فضل و کمال

آپ کو بارگاہ نبوت میں رات دن میں دو بار تنہائی کا خاص موقع ملتا تھا کہ آپ حضور رض سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ سفر میں بھی آپ کو ساتھ رہنے کا موقع ملتا تھا۔

قرآن مجید کی تعلیم آپ کو حضورؐ ہی سے حاصل ہوئی ہے۔ اسی لئے آپ علم ظاہر و باطن میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ اور قرآن مجید کے شان نزول اور ایک ایک آیت کے معنی سے خوب واقف تھے۔ آپ کا شمار مفسرین کے اعلیٰ طبقہ میں ہے۔ اور صحابہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کے سوا آپ کا کوئی مقابل نہ تھا۔ حضورؐ کے انتقال کے بعد آپ چھ مہینہ تک صرف قرآن مجید کی صورتوں کی نزول کے اعتبار سے ترتیب دینے میں مشغول رہے۔ قرآن پاک سے مسائل نکالنے میں آپ کو خاص قدرت حاصل تھی۔ آیات کی تفسیر کے متعلق آپ سے بکثرت روایتیں ہیں۔

حضرت علی رضؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں تقریباً ۳۰ سال رہے۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ کے بعد آپ سے زیادہ کس کو تعلیم کا موقع مل سکتا ہے۔ احادیث نبوی کی روایتیں بھی اسی لئے آپ سے بہت ہیں۔ اور آپ نے آنحضرتؐ سے براہ راست بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت فاطمہ زہرا رضؓ اور دیگر صحابہ سے بھی روایتیں کی ہیں۔

آپ سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے فیض حاصل کیا ہے اور آپ کو فقہ اور اجتہاد میں بھی پوری قوت حاصل تھی۔

آپ بہت فصیح البیان تھے۔ تقریر میں آپ کے اثر تھا۔

آپ لڑکپن ہی سے حضورؐ کی تربیت میں تھے۔ اس لئے آپ قدرتاً حسن اخلاق کے نمونہ تھے۔ کبھی آپ کی زبان سے کفر و شرک کا کلمہ نہیں نکلا۔ اور کبھی آپ کی پیشانی غیر خدا کی طرف نہیں جھکی۔ جاہلیت کی تمام برائیوں سے پاک تھے۔

امانت اور دیانت آپ کی خاص صفت تھی۔ مال غنیمت تقسیم فرماتے تو قرعہ ڈالتے تاکہ کمی بیشی نہ ہو جائے۔ دنیا کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتے۔ کوفہ تشریف لائے تو دارالامارت کے بجائے ایک میدان میں اترے۔ اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ عالی شان محلوں کو ہمیشہ حقارت سے دیکھتے تھے۔ مجھے بھی اس کی حاجت نہیں ہے۔

عسرت اور تنگی کا یہ حال تھا کہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ جب شادی ہوئی تو حضورؐ نے جو سامان جہیز میں دیا آپ اس سے زیادہ نہ کر سکے۔ ہفتوں گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ بھوک کی شدت سے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے۔ کبھی کبھی مزدوری کر کے روزی کماتے۔

ایام خلافت میں بھی معمولی کھانا کھاتے اور موٹے کپڑے پہنتے در دولت پر کوئی حاجب اور دربان نہ تھا۔ داد و دہش کی بدولت کبھی فاقہ کی نوبت بھی آجاتی۔ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی کوئی سائل آجاتا تو کھانا بھی سامنے سے اٹھا کر دے دیتے اور آپ بھوکے رہ جاتے۔

تواضع اور انکسار کا یہ حال تھا کہ محنت و مزدوری کرنے میں آپ کو عار نہ تھا۔ لوگ آتے تو آپ کو کبھی جوتا ٹانکتے۔ کبھی اونٹ چراتے کبھی زمین کھودتے پاتے۔ فرش خاک پر سو رہتے۔ ایک دفعہ حضور مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا آپ سو رہے ہیں۔ آپ کے جسم پر تمام خاک لگی ہے۔ آپ نے جگایا اور فرمایا یا ابا تراب۔ اس وقت سے آپ کی کنیت ابو تراب ہو گئی۔

شجاعت آپ کا خاص وصف تھا۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اور سب میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔ خیبر تو آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ مرحب کو آپ ہی نے جہنم کو پہنچایا۔

آپ کی رائے ایسی صائب تھی کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپ سے رائے لیتے تھے۔

# فضائل و مناقب

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے علی! تم میرے لئے ایسے ہو جیسا کہ موسیٰ کے لئے ہارون حضورؐ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب غزوۂ تبوک میں آپ حضرت علیؓ کو اپنی جگہ پر مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ میں تشریف لے گئے یعنی جیسا کہ حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو حضرت ہارون کو چھوڑ گئے۔ اسی طرح میں تم کو مدینہ میں

چھوڑتا ہوں۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ اُگایا۔ اور تمام جاندار کو پیدا کیا۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے سوا مومن کے کوئی دوست نہ رکھے گا۔ اور سوائے منافق کے کوئی دشمنی نہ کرے گا۔

سہل بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صبح کو لوگ اس امید میں آئے۔ کہ دیکھیں جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نہ آئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ علی رضؓ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اُن کو آشوب چشم کی شکایت ہے۔ آپ نے فرمایا بلاؤ۔ حضرت علی رضؓ آئے۔ حضورؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا فوراً صحت ہو گئی۔ اور حضورؐ نے آپ کو جھنڈا عنایت فرمایا۔

عمران بن حصین سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اور علی رضؓ ہر ایمان دار کے دوست ہیں۔

زید بن ارقم سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں جس کا دوست ہوں علی بھی اُس کے دوست ہیں۔

(ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ کردیا۔ تو حضرت علیؓ آئے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرا تھا۔ کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں اخوۃ پیدا کردی میرا بھائی چارہ آپ نے کسی کے ساتھ پیدا نہیں کیا۔ تو آپ نے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس چڑے کا گوشت بھنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ تو میرے ساتھ اس کے کھانے کے لئے ایسے شخص کو بھیج جو تیرے نزدیک تمام مخلوق میں بہتر ہو۔ تو آپ کے پاس حضرت علیؓ آئے اور آپ کے ساتھ کھایا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میں حکمت کا مکان ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میری وجہ سے دو شخص گمراہ ہوں گے ایک وہ جو میرے ساتھ حد سے زیادہ محبت رکھتا ہو۔ اور حد سے زیادہ میری تعریف کرتا ہو۔ اور مجھ میں وہ صفات ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں۔ دوسرا وہ شخص جو مجھ سے دشمنی رکھتا ہو اور مجھ پر بہتان لگائے۔

براء بن عاذب رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ م جب غدیر خم میں اترے تو حضرت علی رم کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ایمانداروں کے لئے ان کے نفس سے بہتر ہوں لوگوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ جو علی کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو اس کو دشمن رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ۔

اس کے علاوہ اور بہت سے فضائل ہیں جس کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ہجرت کے وقت حضور نے آپ کو اپنی چادر اڑھا کر اپنے بستر پر لٹایا۔ اور لوگوں کی امانتوں کا واپس کرنا آپ کے سپرد کیا۔

۲۔ غزوۂ بدر میں آپ کے ہاتھ سے بہت سے کافر جہنم واصل ہوئے۔

۳۔ غزوہ احد میں جب حضور کو زخم لگے تھے۔ اور آپ تنہا رہ گئے تھے۔ تو سب سے پہلے جو صحابہ پہونچے ان میں آپ بھی تھے۔ اور آپ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کے لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضہ زخم دھوتی تھیں۔

۴۔ خیبر آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

۵۔ مکہ کے کفار کو سورۂ براۃ کے احکام سنانے پر آپ ہی

مامور ہوئے تھے۔

۷- حضورؐ کو غسل آپ ہی نے دیا۔

## ۵- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام زبیر اور کنیت ابو عبداللہ اور حواری رسول لقب تھا۔ اور باپ کا نام عوام تھا۔ آپ حضور سرور عالمؐ کے پھوپھی زاد بھائی۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حقیقی بھتیجے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے داماد تھے۔

آپ سولہ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ اس وقت تک صرف پانچ چھ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ اور حضورؐ کے اعلیٰ جان نثاروں میں سے تھے۔

قبول اسلام کے بعد ہی ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکوں نے حضورؐ کو گرفتار کر لیا۔ آپ ننگی تلوار لئے مجمع کو چیرتے ہوئے حضورؐ کے پاس پہنچ گئے حضورؐ نے پوچھا کہ زبیر! یہ کیا ہے؟ عرض کی کہ میں نے سنا کہ حضورؐ گرفتار کر لئے گئے۔ آپ نہایت خوش ہوئے۔ اور حضرت زبیر کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

حضرت زبیرؓ کے اسلام لانے کے بعد ان کے چچا نے بہت سختی کی۔ مارا۔ پیٹا۔ اور چٹائی میں باندھ کر دھونی دیتے کہ دم گھٹنے لگتا لیکن وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ کچھ کرو۔ مگر اب میں کافر نہیں ہو سکتا

حضورؐ کے حکم سے پہلے آپ نے حبش کی طرف ہجرت کی۔ پھر جب حضورؐ نے مدینہ کا قصد کیا تو آپ نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا۔ آپ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوہ بدر میں نہایت دلیری سے لڑے۔ جس طرف رخ کرتے صفوں کی صفیں صاف کر دیتے تھے بدن پا زخم ان کے بدن پر تھے۔ مگر لڑائی سے منہ نہیں موڑا۔

غزوہ احد میں بھی نہایت دلیری اور جاں نثاری سے لڑے جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مشرکین نے حضورؐ پر تیر برسانے شروع کئے۔ اس وقت نہایت جاں نثاری کے ساتھ تیروں کو اپنے اوپر روکا اور حضورؐ پر تیر نہ آنے دیا۔

غزوہ خندق یا احزاب میں آپ اس حصہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ جہاں عورتیں تھیں۔ آپ نے اس کو مشرکین کے حملہ سے نہایت دلیری سے محفوظ رکھا۔ اس غزوہ کے بعد غزوہ بنو قریظہ اور بیعت رضوان میں بھی شریک ہوئے۔

غزوہ خیبر میں بھی آپ نے غیر معمولی شجاعت دکھائی مرحب یہودی۔ خیبر کے رئیس کا بھائی یاسر جو ہزار آدمی پر بھاری تھا جب اس نے آواز دی کہ کوئی ہے جو مجھ سے لڑے گا۔ تو حضرت زبیرؓ ہی نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور اس کو مار کر جہنم کو پہنچا دیا۔

فتح مکہ میں حضرت زبیرؓ علم بردار تھے۔ جب مکہ فتح ہوا اور حضرت زبیرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے خود دکھڑے

ہو کر آپ کے چہرہ سے گرد صاف کی۔ اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور سوار کے لئے ایک حصہ مقرر کیا جو کوئی کرے خدا اُس کو نقصان پہنچائے گا۔ فتح مکہ سے واپسی پر غزوہ حنین پیش آیا۔ وہاں ایک گھاٹی میں کفار کی ایک بڑی جماعت چھپی تھی جس وقت حضرت زبیرؓ اُس کے قریب پہنچے۔ سب نے نکل آپ پر حملہ کیا۔ آپ نہایت دلیری سے لڑے اور اس گھاٹی کو کفار سے خالی کرا لیا۔

اس کے بعد طائف اور تبوک کی لڑائی میں بھی شریک رہے اور حجۃ الوداع میں بھی حضورؐ کے ساتھ تھے۔

اگرچہ حضورؐ کی وفات سے حضرت زبیرؓ کا دل افسردہ ہو چکا تھا مگر حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں بھی جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومی فوج کا قلب چیرتے ہوئے اس پار سے اُس پار نکل گئے۔ واپسی پر رومیوں نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور سخت زخمی کیا۔ مگر آخر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسلمان تمام ملک شام پر قابض ہو گئے۔

فتح شام کے بعد جب مصر پر حضرت عمرو بن العاص کی سرداری میں مسلمانوں کا حملہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھیجے۔ اور خط میں لکھا کہ ان افسروں میں ہر ایک ہزار ہزار سوار کے برابر ہے۔ اُن میں حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ حضرت

عمرؓ نے ان کو سب کا افسر بنایا اور جنگ کا انتظام ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ یہ معہ چند اور صحابہ کے نہایت دلیری سے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے۔ اور تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ عیسائی سمجھے کہ مسلمان قلعہ کے اندر آگئے۔ بدحواس ہوکر بھاگے۔ حضرت زبیرؓ نے دیوار سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سب فوج اندر گھس آئی۔ حاکم مصر نے امان کی درخواست کی۔ اسی وقت اُن کو امان دے دی گئی۔

اسکندریہ بھی حضرت زبیرؓ ہی کے ہاتھ سے عمرو بن العاص کی سرداری میں ایک ہی حملہ میں فتح ہوا۔ ✓

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے وقت ان کا سن زیادہ ہو چکا تھا۔ اس لئے نہایت سکوت کی زندگی آپ نے بسر کی۔ حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ جمل کے فتنہ سے بچنے کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں عمرو بن جرموز نے نماز ظہر میں سجدہ کی حالت میں آپ کو شہید کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے چونسٹھ برس کی عمر پائی۔ ۳۶ھ میں شہید ہوئے۔

## اخلاق و عادات

آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ حق پسند۔ بے نیاز اور سخی تھے۔ ایثار آپ کی خاص عادت تھی۔ دل میں آپ کے خدا کا خوف بے حد تھا۔ ذرا ذرا سی بات سے عبرت حاصل کرتے تھے۔

خطرات کی بالکل پروا نہ کرتے تھے۔ موت کا خوف آن کے ارادے کو روک نہ سکتا تھا۔

آپ کی امانت اور دیانت کا عام شہرہ تھا۔ اور آپ میں انتظامی قابلیت بے حد تھی۔ لوگ اپنے مرنے کے وقت اپنے مال و متاع کا آپ کو محافظ بناتے تھے۔ اور اپنی اولاد کی پرورش آپ کے سپرد کرتے تھے۔ حضرت عثمان رض اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض۔ اور عبداللہ بن مسعود رض وغیرہ۔ اجل صحابہ نے بھی ان کو اپنا وصی بنایا اور انھوں نے نہایت دیانت داری کے ساتھ ان کے مال کی حفاظت کی اور ان کے اہل و عیال پر صرف کرتے تھے۔

آپ مالدار صحابہ سے تھے۔ ایک ہزار غلام آپ کے پاس تھے اور وہ روزانہ اجرت پر کام کرتے تھے۔ اور بہت کچھ پیدا کر کے لاتے تھے لیکن آپ وہ سب رقم خیرات کر دیتے تھے۔ اُن میں سے ایک حبہ بھی اپنے اوپر یا اپنی اولاد پر صرف نہ کرتے تھے۔

آپ کا اصلی ذریعہ معاش تجارت تھا۔ اس کے علاوہ مال غنیمت سے بھی بہت بڑی رقم حاصل کی تھی۔ آپ کی جائداد کا اندازہ پانچ کروڑ درہم یا دینار کیا جاتا تھا۔ باوجود اس کے بیس لاکھ کے مقروض تھے آپ نے اپنے لڑکے سے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے پر سب سے پہلے میرا قرض ادا کرنا۔ اور تہائی مال تم لے لینا۔ اگر میری جائداد قرض کے ادا کے لئے کافی نہ ہو تو میرے مالک کی طرف رجوع کر

آپ کے صاحبزادے نے پوچھا کہ آپ کا مالک کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا جس نے ہر مصیبت میں میری مدد کی۔ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے چار سال تک موسم حج میں اعلان کیا کہ حضرت زبیرؓ پر جس کا قرض ہو آکر لے لے۔ اور مدینہ کے باغات بیچ کر آپ نے کل قرضہ ادا کر دیا۔

آپ کھیتی بھی کرتے تھے۔ اور اکثر اپنا کھیت خود سینچتے تھے اور اس کی نگرانی اور حفاظت بھی خود کرتے تھے۔

آپ کو اپنی بی بی بچوں سے بہت محبت تھی خصوصاً حضرت عبداللہ رضؓ کو اور اُن کے بچوں کو بہت مانتے تھے۔

باوجود دولت اور امارت کے نہایت سادہ غذا کھاتے تھے۔ اور معمولی کپڑے پہنتے تھے۔

## حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام طلحہ اور ابو محمد کنیت اور خیر و فیاض لقب تھا۔ اور آپ کے والد کا نام عبید اللہ تھا۔

اسلام سے قبل بھی آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ ایک بار سترہ ۱۵ اٹھارہ برس کے سن میں آپ بغرض تجارت بصریٰ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک راہب نے حضور صلعم کے بعثت کی خبر دی۔ مکہ واپس آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے مخلصانہ وعظ و نصیحت نے

تمام شکوک رفع کر دیئے - ایک دن حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے - اُس وقت تک صرف سات آدمی مسلمان ہوئے تھے -

اسلام لانے کے بعد آپ کے بھائی عثمان نے آپ کو اور حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک رسی میں باندھ کر مارا - مگر آپ کے ایمان میں کوئی فرق نہ آیا -

آپ مکہ میں نہایت خاموشی کے ساتھ تجارت میں مشغول رہے جب حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کی اُس وقت آپ بغرض تجارت ملک شام تشریف لے گئے تھے - واپسی پر حضورؐ سے ملاقات ہوئی - آپ نے دونوں صاحبوں کے لئے کچھ شامی کپڑے پیش کئے - اور عرض کی کہ اہل مدینہ بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں -

حضرت طلحہ مکہ پہنچ کر تجارتی کاروبار سے فراغت حاصل کر کے حضرت ابوبکرؓ کے اہل و عیال کو لے کر مدینہ پہنچے -

آپ سوائے جنگ بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے اُس وقت حضورؐ کے حکم سے آپ شام کی طرف قریش کے قافلہ کی تحقیق حال کی غرض سے تشریف لے گئے تھے - واپسی پر حضورؐ سے مال غنیمت میں اپنا حصہ طلب کیا - حضورؐ نے حصہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہ رہو گے

اس واسطے آپ بدری بھی ہیں۔

جنگ اُحد میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ پھر مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اُس وقت کفار کے ناگہانی حملے سے مسلمان بدحواس ہوگئے۔ اور حضورؐ کی حفاظت کا خیال جاتا رہا۔ صرف دس بارہ آدمی ثابت قدم رہ گئے۔ لیکن وہ سب بھی دور تھے اس وقت صرف حضرت طلحہؓ حضورؐ کے پاس تھے۔ کفار کا ہر طرف سے نرغہ تھا تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تلواریں چمک رہی تھیں۔ حضرت طلحہؓ ہر طرف سے حضورؐ کو بچا رہے تھے۔ تیروں کی بوچھار کو ہتھیلی پر روکتے۔ تلواروں اور نیزوں کے لئے اپنے سینہ کو سپر بنائے تھے اسی حالت میں جب کفار کا نرغہ زیادہ ہو جاتا تو شیر کی طرح تڑپ کر حملہ کرتے۔ اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیتے۔ ایک دفعہ کسی کافر نے حضورؐ پر تلوار کا وار کیا۔ آپ نے اپنی انگلیوں پر روکا۔ انگلیاں شہید ہوگئیں۔ تو کہا خوب ہوا۔ دیر تک حضرت طلحہؓ حیرت انگیز جانبازی کے ساتھ کفار کے حملوں کو دفع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اور صحابہؓ آپہنچے۔ جب مشرکین کا نرغہ کم ہوا تو حضورؐ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے پہاڑی پر لائے۔ اور مزید حملوں سے محفوظ کر دیا۔

حضرت طلحہؓ کی اس دلیری اور جاں نثاری کی مثال اقوام عالم کی کسی تاریخ میں ملنا ناممکن ہے۔ آپ کا تمام بدن زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے جسم پر ستّر سے زیادہ زخم

شمار کئے تھے۔ اسی جاں نثاری کے صلہ میں حضورؐ کے یہاں سے آپ کو خیر کا لقب عنایت ہوا۔

صحابہ کو آپ کی اس احد کی جاں نثاری کا اقرار تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے تھے۔ کہ یہ طلحہ کا مخصوص دن تھا۔ حضرت عمرؓ آپ کو صاحب احد فرماتے تھے۔

احد کے بعد فتح مکہ تک تمام غزوات میں نمایاں طور پر شریک رہے۔ بیعت رضوان کے وقت بھی موجود تھے۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین میں بھی آپ نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔

۹ھ میں حضورؐ کو خبر ملی کہ قیصر روم بڑی تیاری سے عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے صحابہ رضؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ اور سامان جنگ کے لئے صدقہ کی ترغیب دی۔ حضرت طلحہ رضؓ نے اس موقع پر ایک بہت بڑی رقم پیش کی اس وقت آپ نے اُن کو فیاض کا لقب مرحمت فرمایا۔

اسی وقت منافقین سویلم یہودی کے مکان پر جمع ہوئے۔ اور اس کی تدبیر کرنے لگے کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا کر دیں۔ تاکہ وہ اس جنگ میں شریک نہ ہوں۔ حضورؐ نے اس جماعت کی تنبیہ کے لئے حضرت طلحہ رضؓ کو مقرر فرمایا۔ آپ نے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت مستعدی سے سویلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور

اُس میں آگ لگادی۔

سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع میں بھی آپ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ کے وصال کے بعد اگرچہ آپ کو سخت صدمہ تھا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کا اسی طرح ساتھ دیتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے وفات کے بعد حضرت عثمانؓ ان کے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی کوشش سے خلیفہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کو بھی آپ برابر نیک مشورے دیتے رہے۔ حضرت علیؓ کا زمانہ آیا تو آپ نے اُن کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ جنگ جمل کے وقت پہلے تو آپ حضرت عائشہؓ شریک رہے۔ پھر حضرت علیؓ کے کہنے سے جنگ سے کنارہ کشی کی۔ مروان نے ایک تیر مارا۔ جو آپ کے پاؤں میں لگا۔ اُسی سے آپ کی شہادت ہوئی۔ اُس وقت آپ کی عمر چونسٹھ برس کی تھی۔

## اخلاق وعادات

آپ کے دل میں رسولؐ کی محبت اور خدا کا خوف اس درجہ تھا کہ اس کے مقابل میں جان اور مال کسی کی محبت نہ تھی۔ اُحد کے معرکہ کے کارنامے اور جنگ روم کے وقت کی فیاضی اُس کی شاہد ہے۔

قرآن میں سورۂ احزاب رکوع ۳ کی آیت آپ کی تعریف میں ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ کچھ آدمی ایسے ہیں جنھوں نے خدا سے جو عہد کیا اس کو سچا کر دکھایا۔ بعض اُن میں ایسے ہیں جنھوں نے اپنی

نذر پوری کی۔
بخشش کی یہ حالت تھی کہ آپ بے طلب فقراء و مساکین کو دیتے
غزوہ ذی القرد میں ایک چشمہ تھا۔ آپ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا
غزوہ تبوک میں آپ نے جنگ کے مصارف کے لئے بہت بڑی رقم
پیش کی۔ ایک بار آپ نے اپنی جائداد سات لاکھ درہم کو فروخت کیا۔
اور سب کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ اُن کی بی بی کا بیان ہے کہ
ایک بار میں نے اُن کو غمگین پایا پوچھا کہ کیا بات ہے اگر مجھ سے
خطا ہوئی ہو تو معافی چاہوں فرمایا نہیں۔ بلکہ میرے پاس بہت
بڑی رقم جمع ہو گئی ہے۔ اس فکر میں ہوں کہ کیا کروں میں نے
کہا کہ تقسیم کرا دیجئے اسی وقت چار لاکھ کی رقم اپنی قوم میں
تقسیم کرا دی۔
آپ ہمیشہ اپنی قوم کے تمام محتاج خاندانوں کی مدد کرتے تھے
لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کرا دیتے تھے۔ قرض داروں کا قرض
ادا کر دیتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ہر سال دس ہزار درہم
پیشکش کرتے تھے۔
مہمانوں کی مہمانداری فرماتے تھے۔ غریب نو مسلموں کی مدد
کرتے تھے۔
آپ کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا۔ مدینہ آنے کے بعد آپ
کا شتکاری شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ بہت بڑھا لیا۔ خیبر اور عراق

عرب میں آپ کے متعدد علاقے تھے۔ آپ کی روزانہ آمدنی کا اوسط ایک ہزار دینار تھا۔

آپ کا دسترخوان وسیع تھا۔ مگر کھانے پُرتکلف نہ ہوتے تھے لباس بھی معمولی پہنتے تھے۔

## ۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبدالرحمٰن نام ابو محمد کنیت تھی۔ اور باپ کا نام عوف تھا۔ آپ تقریباً تیس بتیس سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی تحریک سے اس وقت اسلام لائے جب صرف چند آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے پہلے حبش کی جانب ہجرت کی۔ پھر وہاں سے واپس آ کر سب کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔ وہاں تجارت شروع کر دی۔ اسی کو اپنا ذریعہ معاش رکھا۔

آپ بدر۔ اُحد اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ اور نہایت دلیری اور جانبازی سے لڑے۔ جنگ اُحد میں آپ کے بدن پر بیس سے زیادہ زخم تھے۔ اور پاؤں میں ایسا کاری زخم تھا کہ صحت کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے۔

دومۃ الجندل پر مامور ہوئے تو حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور ہاتھ میں علم دے کر فرمایا کہ بسم اللہ راہ خدا میں روانہ ہو جاؤ۔ جو لوگ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اُن سے جا کر

جہاد کرو۔ لیکن کسی کو دھوکا نہ دینا۔ فریب نہ کرنا۔ بچوں کو نہ مارنا۔ وہاں پہنچکر قبیلہ کلیب کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر قبول کرلیں تو اُن کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کرلینا۔

آپ نے پہنچ کر دو تین دن تک اسلام کی دعوت دی۔ قبیلہ کلیب کا سردار جو عیسائی مذہب تھا وہ اور اُس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تو آپ نے حسب فرمان نبوی ؐ سردار کی لڑکی سے شادی کرلی۔ اور رخصت کرا کے مدینہ لائے۔

فتح مکہ اور اُس کے بعد حجۃ الوداع تک جسقدر لڑائیاں پیش آئیں آپ سب میں شریک تھے۔ اور حجۃ الوداع میں بھی آپ حضور ؐ کے ساتھ تھے۔ حضور ؐ کی وفات کے بعد خلیفۂ اول سے بیعت کرنے میں آپ کا تیسرا نمبر تھا۔

خلیفۂ اول کے وقت میں آپ ایک مخلص مشیر اور صائب الرائے تھے۔ ہر قسم کے مشورہ میں شریک رہتے تھے۔ خلیفۂ دوم کے وقت میں جب مجلس شورا ے قائم ہوئی تو آپ اُس کے بہت بڑے رکن تھے۔ اور اکثر آپ کی رائے پر فیصلہ ہوتا۔

خلیفۂ دوم کی شہادت کے بعد خلافت کا معاملہ محض آپ کے ایثار اور آپ کی دانائی کی وجہ سے طے ہوگیا۔

حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں ۳۱ھ میں پچہتر برس کے سن میں آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان رضؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی - اور جنت البقیع میں
دفن ہوئے -

## اخلاق و عادات

آپ میں خوف خدا - محبت رسولؐ - سچائی - پاکبازی - رحم - اور
اللہ کی راہ میں خرچ کرنا - یہ سب صفتیں کامل طور پر تھیں -
ایک وقت روزے سے تھے - افطار کے وقت کھانا سامنے
آیا تو مسلمانوں کی فقر و فاقہ کی اگلی حالت یاد کرکے رونے لگے فرمایا
کہ مصعب بن عمیرؓ مجھ سے اچھے تھے - جس وقت وہ شہید
ہوئے تو کفن کے لئے صرف ایک چادر تھی - جس سے پیر ڈھانکتے
تو سر کھل جاتا - سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتا - اسی طرح حضرت حمزہؓ
کا حال تھا - لیکن اب دنیا ہمارے لئے کشادہ ہے - ہم کو ڈر ہے کہ
ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا ہی میں نہ مل گیا ہو - اس کے بعد بے حد
روئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا -

محبت رسول کی یہ حالت تھی کہ جنگ احد میں حضرت حضورؐ کی
حفاظت کے لئے بیس سے زائد زخم کھائے - اور پاؤں پر ایسا
زخم لگا کہ لنگڑے ہوگئے - حضورؐ باہر تشریف لے جاتے تو آپ
پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیتے - حضورؐ کی وفات کے بعد آپ ہمیشہ
مغموم رہتے - اور حضورؐ کی یاد تازہ رہتی - ایک بار آپ کے گھر

سے کھانا آیا - چند صحابہ اور بھی ساتھ تھے - روٹی گوشت دیکھ کر رونے لگے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حضورؐ کو اور آپ کے اہل وعیال کو تمام عمر پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں ملی - اب اس خوشحالی کے ساتھ دنیا میں ہمارا زیادہ دن تک رہنا بہتر نہیں ہے -

صحابہ کو آپ کی سچائی اور پاک دامنی پر کامل اعتماد تھا - اور حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جو شخص میرے بعد میرے ازواج مطہرات کی نگرانی اور محافظت کرے گا وہ نہایت سچا اور نیکو کار ہو گا - آپ کے بعد یہ فرض حضرت عبدالرحمن رض سے متعلق رہا - آپ سفر اور حج وغیرہ میں ساتھ جاتے - سواری اور پردہ کا انتظام فرماتے - پڑاؤ پر ہر قسم کے ضروریات کا اہتمام فرماتے -

ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ مدینہ واپس آیا تو اس میں سات سو اونٹوں پر صرف گیہوں اور آٹا وغیرہ تھا - آپ نے پورا قافلہ مع غلہ اور اونٹوں اور کجاوہ کے راہ خدا میں دیدیا -

ایک بار حضورؐ نے صدقہ کی ترغیب دی - آپ نے اپنا نصف مال یعنی چار ہزار درہم پیش کئے - دو بار چالیس چالیس ہزار دینار دئے گئے - اسی طرح جہاد کے لئے پانچسو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ مہیا کر گئے - اور عام صدقات و خیرات کا یہ حال تھا ایک ایک دن میں تیس تیس غلام آزاد کر دیئے - ایک دفعہ ایک زمین چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا - اور سب راہ خدا میں دے دیا لیکن باوجو

اس فیاضی کے ہر وقت یہ فکر رہتی تھی کہ کہیں یہ مالداری آخرت کے لئے مضر نہ ہو۔ وفات کے وقت بھی پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہ خدا میں وقف کئے۔ اور جو بدری صحابہ اُس وقت تک زندہ تھے اُن کے لئے چار چار سو دینار کی وصیت کی اور امہات المومنین کے لئے ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت کیا گیا۔

تنبیہ۔ صحابہ کی دولت ذاتی راحت و آرام کے لئے نہ تھی بلکہ جو جسقدر دولت مند تھا وہ اُسی قدر زیادہ فیاض تھا۔

آپ نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے۔ خصوصاً ظہر کے وقت فرض سے پہلے دیر تک نوافل پڑھتے رہتے۔ روزے کثرت سے رکھتے۔ حج کے لئے بارہا تشریف لے گئے۔

آپ کا اصلی ذریعہ معاش تجارت تھا۔ آخر میں کھیتی کا کام بھی بہت بڑے پیمانہ پر ہو گیا تھا۔ خدا نے آپ کے کاروبار میں غیر معمولی برکت عنایت فرمائی تھی۔

دسترخوان آپ کا نہایت وسیع تھا لیکن پُر تکلف نہ تھا۔

# ۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام عامر اور ابو عبیدہ کنیت اور امین الامۃ لقب تھا۔ باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام الجراح تھا۔ دادا

کی طرف منسوب ہوکر شہید ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی تحریک سے مسلمان ہوئے۔ یہ بھی سابقین اولین سے ہیں۔ اسلام کے بعد قریش مکہ کے ظلم سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر سب کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔

تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر کی لڑائی میں آپ نہایت دلیری اور جانبازی سے لڑے۔ اس وقت تک ان کے والد بھی زندہ تھے۔ اور کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے۔ انھوں نے تاک تاک کر ان کے اوپر تیر چلائے۔ یہ بچتے رہے۔ آخر میں جوش اسلامی غالب آیا۔ ایک ہی ہاتھ میں انھوں نے باپ کا کام تمام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ رکوع ۳ میں ان لوگوں کے ایمان کی تعریف کی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ (جو قوم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائی اس کو تم نہ پاؤ گے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے مخالفین سے محبت رکھتے ہوں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے۔ بھائی۔ یا ان کے کنبہ ہی کے کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ مسلمان ہیں۔ جن کے دلوں میں خدا نے ایمان بٹھا دیا ہے۔ اور غیب سے ان کی مدد کی ہے۔

غزوۂ احد میں حضورؐ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔ اور زرہ کی کڑیاں چبھ گئیں۔ حضرت عبیدہ رضؓ نے ان کو دانت سے پکڑ کر کھینچا۔ جس کی وجہ سے ان کے دو دانت شہید ہو گئے۔ مگر آپ نے

اس کی پروا نہ کی۔

غزوہ خیبر اور بنو قریظہ میں بھی نہایت سرگرمی سے لڑے قبیلہ ثعلبہ اور نمار کی لوٹ مار کو بھی آپ ہی نے دفعہ کیا۔ بیعت الرضوان میں شریک رہے۔ بلکہ حدیبیہ میں قریش سے جو عہدنامہ ہوا تھا۔ اُس پر آپ کی گواہی تھی۔ خیبر میں بھی نہایت بہادری سے لڑے۔ اس کے بعد بھی ہر لڑائی میں شریک رہے۔ فتح مکہ۔ جنگ حنین۔ طائف۔ ان تمام لڑائیوں میں نہایت بہادری اور جانبازی سے لڑے۔

اہل نجران کی تعلیم کے لیے حضورؐ نے ان کو بھیجا۔ اور اُن سے فرمایا کہ یہ امت کے امین ہیں۔ تمھاری تعلیم بھی کریں گے۔ اور جھگڑوں کو بھی فیصل کریں گے۔

حجۃ الوداع میں بھی آپ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد حضورؐ کی وفات ہوئی۔ خلافت کا جھگڑا ہوا۔ اس کے سلجھانے میں آپ کی کوششیں بھی کسی سے کم نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خود ان کا اور حضرت عمر رضؓ کا نام پیش کیا تھا۔ مگر ان دونوں بزرگوں کی کوشش سے حضرت صدیق اکبر رضؓ خلیفہ مقرر ہوگئے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کے خلافت کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں بھی آپ اکثر مہم میں بہادری اور جانبازی سے لڑے اور فوج کی سرداری کا کام اچھی طرح انجام دیا۔

فتح یرموک میں بھی آپ کی کوششوں کا خاص اثر تھا۔ اس کے بعد حلب۔ انطاکیہ وغیرہ تمام ملک شام سوائے بیت المقدس کے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

(حضرت عمرو بن العاص رض عرصہ سے بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رض کو جب اپنی مہم سے فرصت ہوئی تو اس فوج سے آملے۔ اور حضرت عمر رض کو خط لکھا۔ وہ تشریف لائے اور صلح نامہ کے ذریعہ سے بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رض نے آپ کو دمشق کا حاکم مقرر کیا)

عرب میں قحط پڑا تو نہایت سرگرمی کے ساتھ شام سے چار ہزار اونٹ غلّے سے لدے ہوئے بھیجے۔ اکثر قبائل میں آپ کی خاص کوشش سے اسلام پھیلا۔ عرب کے بہت سے قبائل شام میں آباد تھے۔ اور عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ صرف آپ کی کوشش سے انھوں نے اسلام قبول کیا۔ رومی عیسائی بھی آپ کے اخلاق سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔

(جابیہ میں مرض طاعون میں ۱۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا حضرت معاذ بن جبل رض نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ آپ نے ۵۸ برس کی عمر پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

# اخلاق وعادات

آپ خدا ترس۔ متبع سنت متقی اور بہت پرہیز گار منکسر مزاج تھے خوف خدا کا یہ حال تھا کہ معمولی باتوں سے عبرت حاصل کرتے تھے اور خدا کی ہیبت وجلال کو یاد کرکے زار زار روتے تھے۔ ایک بار ایک صحابی آپ کے گھر آئے۔ دیکھا کہ آپ زار زار رو رہے ہیں۔ پوچھا خیر ہے؟ فرمایا کہ ایک دن حضور نے مسلمانوں کی آئندہ امارت کا تذکرہ فرماتے ہوئے شام کا تذکرہ فرمایا اور کہا۔ ابوعبیدہ! اگر اس وقت تک تمہاری عمر وفا کرے تو تمہارے لئے صرف تین خادم کافی ہوں گے ایک اپنے لئے اور ایک بال بچوں کے لئے اور ایک سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہیں۔ ایک اپنے لئے ایک غلام کے لئے۔ اور ایک اسباب کے لئے۔ لیکن اب دیکھتا ہوں کہ میرا گھر غلاموں سے اور اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہے۔ آہ! میں رسول اللہ کو کیا منہ دکھلاؤں گا حضور نے فرمایا ہے کہ وہ شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا جو اسی حال میں مجھ سے ملے گا۔ جس حال میں میں اسے چھوڑ جاؤں۔

حضور کی محبت اور اطاعت کا یہ حال تھا کہ بدر میں باپ کو قتل کیا۔ رسول کی راحت کے لئے اپنے دو دانت شہید کئے۔ شام میں طاعون پھیلا تو صرف اس لئے وہاں سے نہ ٹلے کہ رسول نے ممانعت

فرمائی ہے۔ اور اُسی مرض میں جان دیدی۔

دنیا کے تکلف اور زینت سے اس قدر نفرت تھی کہ شام کی آب و ہوا میں سب کا طرز بدل گیا۔ مگر آپ کا نہ بدلا۔ حضرت عمرؓ نے شام کے سفر میں افسروں کو پُرتکلف قبائیں اور زرق برق لباس پہنے دیکھا تو نہایت غصہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کرلیں۔ مگر حضرت ابو عبیدہؓ اُسی سادگی کی حالت میں ملے۔ بدن پر سادہ کپڑا تھا۔ سواری میں اُونٹ جس کی نکیل معمولی رسّی کی تھی۔ حضرت عمرؓ اُن کے مکان پر تشریف لائے تو دیکھا کہ ڈھال تلوار۔ اور اونٹ کے کجاوہ کے سوا کوئی سامان نہ تھا۔ آپ نے فرمایا ابو عبیدہ رضؓ! تم ضروری سامان تو مہیا کر لیتے۔ انھوں نے جواب دیا۔ اے امیر المومنین! ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بھیجے۔ آپ نے سب فوج میں تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہیں رکھا۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو فرمایا کہ الحمد للہ اسلام میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔

خاکساری کا یہ حال تھا کہ باوجود سپہ سالار اعظم ہونے کے جاہ و حشم کا کوئی سامان نہیں رکھا۔ سفراء آتے تھے تو اُن کو پہچاننے میں دقت ہوتی تھی کہ کون سپہ سالار ہیں۔

آپ کا خلق سب کے لئے عام تھا۔ ادنیٰ سپاہی سے لے کر سردار

تک سب سے یکساں برتاؤ تھا۔ عیسائی بھی آپ کی رعایا پروری کے مرہون منت تھے۔

## ۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام سعد اور ابواسحق کنیت تھی۔ اور آپ کے والد کا نام مالک اور ابووقاص کنیت تھی۔ آپ زہری خاندان سے تھے اور رشتہ میں حضورؐ کے ماموں تھے۔ انیس برس کے سن میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایمان لائے۔ چھ سات آدمیوں کے بعد یہ ایمان لائے تھے۔

ان کی ماں نے جب ان کے اسلام لانے کا حال سنا تو بات چیت کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ چونکہ یہ اپنی ماں کے بے حد مطیع اور فرماں بردار تھے۔ اس لئے انھوں نے سمجھا کہ اس کا ان پر سخت اثر ہوگا۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اسلام لانے کے بعد سے ہجرت مدینہ تک یہ مکہ ہی میں مقیم رہے اور ہر قسم کی سختیاں جھیلتے رہے۔ مکہ کی ویران گھاٹیوں میں چھپ کر عبادت کرتے رہے۔

جب حضورؐ نے تمام مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی مدینہ تشریف لے گئے۔ اور اپنے بھائی عتبہؓ کے مکان پر ٹھہرے۔

آپ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوۂ بدر میں کفار کے سردار سعید بن العاص کو تلوار سے مارا۔ اور اس کی نامی تلوار جو غنیمت میں تھی حضورؐ نے ان کو عنایت فرمائی۔

غزوۂ اُحد میں ثابت قدم اصحاب کی صف میں تھے۔ اور چونکہ آپ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ اس لئے جب کفار کا نرغہ ہوا تو حضورؐ آپ کو اپنے ترکش سے تیر دیتے جاتے۔ اور فرماتے اے سعد تیر چلا۔ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے سعد کے سوا کسی کے لئے فَدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ کہتے نہیں سنا۔

اس کے بعد سے فتح مکہ تک جتنے غزوات پیش آئے سب میں آپ نے نہایت بہادری اور جانبازی کے ساتھ حملے کئے۔ اور غزوۂ طائف اور تبوک کی فوج کشی میں بھی شریک رہے۔ اور حجۃ الوداع میں بھی حضورؐ کے ہمراہ رکاب تھے۔ مکہ پہنچکر سخت علیل ہوئے جب حضورؐ عیادت کو تشریف لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس مال بہت ہے۔ اور صرف ایک لڑکی میری وارث ہے۔ اگر اجازت ہو تو دو ثلث مال کار خیر میں دیدوں ارشاد ہوا نہیں! پھر عرض کیا نصف سہی حکم ہوا نہیں۔ صرف ایک ثلث اور یہ بھی بہت ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ کہ وہ کسی کے سامنے دست سوال نہ پھیلائیں۔

ب بیماری زیادہ بڑھی تو رونے لگے۔ حضور نے پوچھا روتے
ہوں ہو۔ عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ جس سرزمین کو خدا اور رسول کی
ست میں چھوڑا تھا۔ وہیں کی خاک ہونا ہے۔ آپ نے تسکین دی
دعا فرمائی۔ دعا قبول ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ اے سعد رض! تم
وقت تک نہ مروگے جب تک تم سے ایک قوم کو نقصان دوسری کو
نہ پہنچ لے۔ آپ خوش ہوئے۔

مکہ سے واپسی کے بعد اُسی سال حضور نے وفات پائی حضرت
ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوئے۔ آپ نے بھی سب کے ساتھ خلیفہ اول
ہاتھ پر بیعت کی۔ سوا دو برس کے بعد صدیق اکبر رض نے بھی وفات
پائی۔ اور حضرت عمر رض خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمر رض کے زمانے میں ایرانیوں کے سر کرنے کے لئے فوج
بھیجی گئی۔ حضرت سعد رض اس فوج کے سردار مقرر ہوئے۔ آپ اپنے
لشکر کو آراستہ کر کے منزل بمنزل قادسیہ پہونچے۔ لڑائی شروع
کرنے سے پہلے آپ نے ۱۴ آدمی منتخب کر کے مدائن روانہ کیا۔ تاکہ
شاہ ایران کو اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی دعوت دیں۔ انھوں نے پہلے
اسلام پیش کیا۔ جب نہ مانا تو کہا کہ ہم اپنے نبی کی پیشین گوئی یاد دلاتے
ہیں کہ ایک دن تمھاری زمین ہمارے قبضہ میں آئے گی۔ وہ نہایت
خفا ہوا۔ اور مٹی منگا کر کہا کہ لو یہ تم کو ملے گی۔ عمرو بن معدیکرب
نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا۔ اور سعد رض کے پاس پہنچکر اُن سے

سامنے رکھ کر کہا کہ فتح مبارک ہو دشمن نے خود اپنی زمین ہم کو دے دی۔ پھر جنگ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔

ایرانیوں کی فوج کے سپہ سالار رستم نے بھی اپنی فوج آگے بڑھا کر قادسیہ میں ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت سعد رضؓ نے ہر طرف جاسوس بھیجے۔ کہ دشمن کی نقل و حرکت کا پتہ دیتے رہیں۔

رستم نے اپنی فوج کے نہر کو پار کر کے آیا اور میدان میں صف آراستہ کر دیا۔ حضرت سعد رضؓ کا لشکر بھی تیار تھا۔ اللہ اکبر کے تین نعرے بلند ہوئے۔ چوتھے پر جنگ شروع ہو گئی۔ پہلے دن گھمسان کی لڑائی تھی۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اور مسلمانوں کے پاس شام کی امدادی فوج بھی آ گئی۔ نہایت زور کی لڑائی ہوئی۔ مگر اس دن بھی کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ تیسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی رستم مارا گیا۔ اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

قادسیہ کے بعد بابل پر حملہ کیا۔ ایک ہی حملہ میں بابل فتح ہو گیا اس کے بعد بہرہ شیر کا محاصرہ کیا۔ دو ماہ کے بعد اس فوج کا سپہ سالار مارا گیا۔ اور بہرہ شیر پر قبضہ ہو گیا۔ ایرانیوں نے دجلہ کے تمام پل توڑ دئے۔ مگر حضرت سعد رضؓ نے معہ تمام قوم کے دریا میں گھوڑے ڈال دئے۔ اور پار اتر کر مدائن ایرانیوں کے پایۂ تخت پر پہنچ گئے۔ بادشاہ بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے شاہی محلات پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام شاہی سامان مدینہ روانہ کر دیا۔

مدائن فتح ہونے کے ساتھ تمام عمارۃ عرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا روسا اور جاگیردار مطیع ہوگئے۔ تمام ملک میں امن و امان ہوگیا۔ اور حضرت سعد رضؓ ہی مدائن کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور نہایت خوبی سے اس کا انتظام کرتے رہے۔ آپ کی سچائی اور خلوص کا یہ اثر ہوا کہ بڑے بڑے رؤسا اور اُن کی رعایا اور فوج کے لوگ مسلمان ہوگئے۔

(حضرت عمر رضؓ کی اجازت سے مدائن کے کچھ فاصلہ پر ایک شہر بسایا جس کا نام کوفہ رکھا۔ اس میں عربوں کو آباد کیا۔ اور وہاں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی۔ جس میں چالیس ہزار مسلمان نماز پڑھ سکتے تھے۔ اور مسجد کے قریب بیت المال کی عمارت بنوائی) حضرت سعد رضؓ نے اس شہر کو فوجی چھاؤنی بھی بنایا تھا۔ تقریباً ایک لاکھ فوج وہاں رہتی تھی۔

(۵۵ھ میں مقام عقیق میں آپ کا انتقال ہوا۔ لاش مدینہ لائی گئی اور وصیت کے موافق جنگ بدر کے وقت جو کپڑا آپ کے بدن پر تھا اس کا کفن دیا گیا۔ اور امہات المومنین کے حکم سے مسجد نبوی میں جنازہ کی نماز پڑھائی گئی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ۷۰ برس سے زیادہ عمر پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

## ✓ اخلاق وعادات

آپ کی سچائی کی یہ حالت تھی کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ حضرت

سعد رضؓ اگر حضورؐ سے کوئی حدیث روایت کریں تو اسکے متعلق کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ میں خوف خدا، محبت رسول، پرہیزگاری۔ بے نیازی، خاکساری۔ یہ اوصاف کامل طور پر تھے۔

غزوہ اُحد میں آپ نے اور حضرت طلحہ رضؓ نے جو جان نثاری کی ہے وہ معلوم ہے۔ غزوات میں عموماً خیمہ مبارک کے گرد رات رات بھر پہرا دیتے تھے حضورؐ کی کامل پیروی کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔

ابتدا میں تنگی کی یہ حالت تھی کہ آپ نے درخت کے پتے کھا کھا کر دن کاٹے مگر کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو خوش حالی سے بدل دیا۔ خیبر کی مفتوحہ زمین جاگیر میں ملی۔ ایران کے مال غنیمت سے حصہ ملا۔ کچھ زراعت کا بھی مشغلہ تھا۔ اخیر عمر میں ایک بڑی دولت کے مالک ہو گئے۔ مگر باوجود اس کے غذا اور لباس کی سادگی میں کچھ فرق نہ آیا۔

## ۱۰۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام سعید اور ابو الاعور کنیت تھی۔ باپ کا نام زید تھا زید نے حضور سرور عالمؐ کا زمانہ نہیں پایا مگر ان کا دل کفر اور شرک سے متنفر ہو گیا حق کی تلاش میں چلے۔ شام میں ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا۔ اُس نے کہا اگر خدا کا غضب چاہتے

ہمارا دین حاضر ہے۔ آپ نے کہا اسی سے بھاگا ہوں۔ اس نے کہا دین ابراہیمی جو صرف خدائے واحد کی عبادت کو بتلاتا ہے۔ یہاں سے چلے تو ایک عیسائی عالم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا اگر خدا کی لعنت کا طوق چاہتے ہو تو ہمارا مذہب موجود ہے۔ ورنہ دین حنیف یعنی دین ابراہیم اختیار کرو۔ جو خالص توحید بتلاتا ہے۔ شام سے واپس ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ خدایا! تجھے گواہ بناتا ہوں کہ اب میں دین حنیف کا پیرو ہوں۔

عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ آپ جب کوئی ظالم باپ اُس کو دفن کرنا چاہتا تو اپنے ذمہ اُس کو لے لیتے جب جوان ہو جاتی تو اُس کے باپ سے کہتے جی چاہے لے لو یا میرے پاس رہنے دو۔

جب حضورؐ نے تبلیغ شروع کی تو ان کے لڑکے سعیدؓ نے مع اپنی بی بی حضرت فاطمہ کے جو حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں نہایت خوشی سے اسلام قبول کیا۔ کچھ دنوں کے بعد سب کے ساتھ آپ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

آپ سوائے جنگ بدر کے اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ نہایت شجاعت اور بہادری سے لڑے۔ جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت قریش مکہ کا وہ مشہور قافلہ آرہا تھا۔ جس کی وجہ سے بدر کی لڑائی پیش آئی۔ حضورؐ نے آپ کو اور حضرت طلحہؓ کو اس کے پتہ لگانے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں تھے

جب قافلہ وہاں سے آگے بڑھا تو نظر بچا کر تیزی سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت حضرت سعید رضؓ مدینہ پہنچے۔ بدر کی فتح سے لوگ واپس آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو بدر کے مال غنیمت سے حصہ اور فرمایا کہ جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہ رہو گے۔

عہد فاروقی میں شام کی لڑائی میں آپ پیدل فوج کی افسری پر متعین تھے۔ دمشق کے محاصرہ اور یرموک کی لڑائی میں بھی آپ شجاعت اور جانبازی کے ساتھ شریک جنگ رہے۔

فتح شام کے بعد حضرت سعید رضؓ کی تمام زندگی نہایت سکون اور خاموشی سے بسر ہوئی۔ ۵۰ھ یا ۵۱ھ ہجری میں ستر برس کی عمر میں آپ اس دار فانی سے بمقام عقیق رحلت فرمائی۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے۔ وفات کی خبر سن کر اسی وقت عقیق روانہ ہو گئے۔ حضرت سعد بن وقاص رضؓ نے غسل دیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور مدینہ لا کر دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا دل دنیاوی جاہ و حشمت سے بے پرواہ تھا۔ صرف عقیق جاگیر پر گذر تھا۔ آخر میں حضرت عثمان رضؓ نے عراق میں بھی ایک جاگیر دیدی آپ کے حالات کا پتہ تاریخوں سے بہت کم لگتا ہے اس سے صرف اسی قدر لکھا جاتا ہے۔

ادارہ ترقی اردو۔ کراچی ۵ (پاکستان)

عشرہ مبشرہ
مطبوعہ مطبع انوار احمدی الہ آباد